صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز بدھ مورخہ 18 جون 2014 بمطابق 19 شعبان 1435 ہجری صبح گیارہ بجکر پانچ منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، اسد قیصر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اسکا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ۔

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْیَتِیمِ إِلَّا بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ یَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۖ وَأَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۖ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ O وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِیلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔

(ترجمہ): اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ جانا مگر ایسے طریق سے کہ بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کیا کرو ہم کسی کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور جب (کسی کی نسبت) کوئی بات کہو تو انصاف سے کہو گو وہ (تمہارا) رشتہ دار ہی ہو اور خدا کے عہد کو پورا کرو ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم نصیحت کرو۔ اور یہ کہ میرا سیدھا رستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ وآخِرُ الدَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ یہ کچھ معزز اراکین کی چھٹی کی درخواستیں آئی ہیں: محترمہ رقیہ حنا صاحبہ، ایم پی اے 17-06-2014 تا 22-06-2014 اور جناب میاں ضیاءالرحمان صاحب، ایم پی اے 18-06-2014، منظور ہے جی؟

(تحریک منظور کی گئی)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 15-2014 پر عمومی بحث

جناب سپیکر: جی، ایک تو بتائیں کہ آج کس نے، اچھا سکندر خان!

جناب سکندر حیات خان: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ کے اوپر تقریر کا موقع دیا۔ جناب سپیکر، بجٹ تقریر شروع کرنے سے پہلے میں ایک چیز پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نظر ڈالیں تو نہ حکومتی بنچز اور منسٹرز کی تعداد اس طریقے سے اس ہاؤس میں اس وقت موجود ہے اور نہ اگر ہم اوپر دیکھیں تو سیکرٹریز اس میں بھی اس لحاظ سے کوئی موجود نہیں ہیں۔ جناب سپیکر، جب ہم چیزوں کو خود سیریس نہ لیں تو اس کا اثر بھی یہی ہوگا کہ پھر اور لوگ بھی اس کو سیریس نہیں لیں گے۔ بجٹ سال میں حکومت کا سب سے اہم ترین اجلاس ہوتا ہے، یہ صوبے کا اہم ترین اجلاس ہے، اس کا اثر اس صوبے کے کروڑوں لوگوں کے اوپر ہوگا، جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ آپ ہدایت کریں کہ کم از کم اس اجلاس کو سیریس لیا جائے۔ جناب سپیکر، میں یہ بھی اس وقت کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اگر کوئی پوائنٹس یہاں پر نکالتے ہیں تو یہ صرف اصلاح کیلئے نکال رہے ہیں، Criticism by criticism کیلئے نہیں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبے کے لوگوں کی بھی نظریں اپوزیشن کی طرف ہیں، ہماری طرف ہیں کہ ہم یہاں پر وہ چیزیں سامنے لائیں جو کہ ہمیں غلط نظر آرہی ہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ایک عجیب Trend کئی سالوں سے میں دیکھ رہا ہوں، یہ بار ہواں بجٹ اس ہاؤس میں، میں تقریر بھی سن رہا ہوں، کتابیں بھی دیکھ رہا ہوں اور ایک عجیب سا Trend شروع ہے، پتہ نہیں کیوں ہم اس Trend سے نکل کیوں نہیں رہے کہ ہم کبھی بھی حقیقت پسندی سے کام نہیں لیتے؟ جناب سپیکر، جب آپ ایک چیز کو تسلیم کر لیتے ہیں، ایک مسئلے کو تسلیم کر لیتے ہیں تو تب ہی اس مسئلے کا حل

نکلتا ہے لیکن جب آپ اس مسئلے کو تسلیم ہی نہیں کرتے تو پھر اس مسئلے کا حل کون نکالے گا؟ جناب سپیکر، ہر سال، یہ پچھلے کئی سالوں سے میں دیکھ رہا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ والے اگر خسارہ ہو بھی تو اس کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، بھئی اگر خسارہ ہے تو اس کو ماننا چاہیئے تاکہ اس کیلئے ہم پھر طریقہ کار بنائیں یا اپنے اخراجات کم کریں یا اس کیلئے اور وسائل کیلئے کوئی بندوبست کیا جائے لیکن جناب سپیکر، یہ Trend چل رہا ہے اور اس بجٹ میں بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہی Trend اپنایا گیا ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ وائٹ پیپر کی طرف لیکر جاؤں گا،اس کے صفحہ نمبر ون پہ جو کہ General abstract of revenues and expenditures ہے جناب سپیکر، اگر اس کو آپ دیکھیں تو ٹوٹل Outlay بجٹ کا جو ہے، وہ 404 بلین ہے، 5 404 thousand 8 hundred and ملین کا Total outlay ہے اور ہمارے فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کہا کہ جی ایک متوازن بجٹ ہے لیکن جناب سپیکر، اگر اس میں آپ یہ Development receipts کی طرف جائیں تو ادھر ایک لفظ لکھا ہوا ہے "Operational shortfall"، جب جناب سپیکر! شارٹ فال ہوتا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ پیج نمبر؟

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> سر! یہ رومن نمبر ون۔ General abstract of revenues and expenditures 2014-15، سب سے پہلا پیج ہے جی، Table of contents کے بعد سب سے پہلا پیج جی۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> تو Straightaway بارہ بلین کا تو یہ شارٹ فال ہے۔ پھر جناب سپیکر، آپ کو بھی پتہ ہے، فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھی پتہ ہے، حکومت کو بھی پتہ ہے اور اپوزیشن کے ممبران کو بھی پتہ ہے کہ 91ء سے ہمارا نٹ ہائیڈل پرافٹ جو ہے، وہ چھ بلین پہ Capped ہے اور ہمیں چھ بلین سے زیادہ نہیں ملتا لیکن جناب سپیکر، یہاں پہ اگر میں Net Profit from Hydel Generation کو دیکھوں تو 12 بلین ظاہر کیا گیا ہے تو یہاں پہ چھ بلین کا اور شارٹ فال آگیا جناب سپیکر! کیونکہ یہ بارہ ملنا نہیں ہے ہمیں۔ پھر جناب سپیکر، اس کے نیچے جو کالم ہے، اس میں ہے "Likely availability of NHP

"arrears"، جناب سپیکر! Arbitration جو ہوئی تھی، اس کے اوپر بھی میں بات کروں گا، اس میں جو ہمارے ساتھ ہوا، اس پر بھی میں بات کروں گا لیکن جناب سپیکر! یہ تو سب کو پتہ ہے کہ Arbitration کی جو آخری اماؤنٹ تھی، وہ پچھلے سال ہمیں جو 25 بلین تھے، وہ مل چکے ہیں، مل چکے ہیں یا نہیں مل چکے، اس پہ بھی بات کریں گے لیکن، اس سال سنٹر سے Arrears میں ہمیں کچھ نہیں ملنا، تو 32 ارب روپے یہ جو Reflect کئے گئے ہیں، یہ بھی نہیں ہمیں ملنے۔ جناب سپیکر! اگر ان سب کو آپ اکٹھا کریں تو 32، 6 اور 12 یہ بنتے ہیں 50 ارب جناب سپیکر۔ پھر جناب سپیکر، میں اسی وائٹ پیپر کے اگلے صفحے پر جاتا ہوں اور اگر ادھر آپ دیکھیں، Budget at a glance جو ہے، اس پہ Net capital account اگر آپ دیکھیں، اس میں Deficit اور Surplus لکھا ہے تو پچھلے سال کا 14 بلین کا Deficit دکھایا گیا اور اگر آپ دیکھیں تو اگلے سال کا بھی 14 بلین کا Deficit دکھایا گیا ہے، تو اگر وہ 50 اور یہ پچھلے سال کا 14 جو ہے، اس کو آپ اکٹھا کریں تو جناب سپیکر! 64 بلین، 64 بلین کے شارٹ فال کا Deficit ہے۔ جناب سپیکر، اگر آپ اس کو Calculate کریں 64 بلین پہ جناب سپیکر! Of the total outlay, this comes to 15.8 percent of the budget تو 15.8 percent budget تو آپ کا ہے ہی نہیں جناب سپیکر، وہ تو آپ کو ملنا ہی نہیں ہے جناب سپیکر، تو یہ پھر کس قسم کا بجٹ ہے جناب سپیکر، ہم کیوں یہ طریقہ کار اپناتے ہیں جناب سپیکر، ہم کیوں اس پہ لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں کہ واہ واہ کرانا چاہتے ہیں کہ ہم نے جی اتنے ارب کا بجٹ اناؤنس کر دیا، ہم نے جی اتنے ارب بڑھا دیئے؟ جبکہ اصل حقیقت میں وہ اس طریقے سے ہوتا نہیں ہے جناب سپیکر، کم از کم چینج کے نام پہ آنے والے لوگوں سے ہمیں یہ توقع تھی کہ کم از کم وہ شاید اس طریقہ کار میں چینج لاتے۔ جناب سپیکر، اب میں آتا ہوں محترم سراج الحق صاحب کے چند بیانات کی طرف۔ سراج صاحب میرے ساتھ پہلے بھی اسمبلی میں رہ چکے ہیں، ایک بڑی پارٹی کے مرکزی امیر بھی ہیں، ایک ان سے ہماری توقع ہے کہ وہ کم از کم ہمارے صوبے کیلئے ایک مثبت کردار ادا کریں گے لیکن جناب سپیکر، میں ان کے چند بیانات دیکھ کر ذرا Confuse سا ہو گیا ہوں جناب سپیکر۔ میرے پاس جناب سپیکر، سراج صاحب کی 22 مئی کو اخبار میں ایک پریس کانفرنس موجود ہے جس میں انہوں نے، Heading اس کی ہے "KP faces 22 billions budget

"shortfall" اسی طرح یہ میرے خیال میں انگریزی 'نیوز' اخبار کا تراشہ ہے۔ یہ 'مشرق' میں بھی" خیبر پختونخوا کو 22 ارب روپے کا ایک خسارے کا سامنا، مالی بحران کا خطرہ"، لیکن جناب سپیکر! جب میں بجٹ تقریر کے صفحہ 19 پہ آتا ہوں اور اس کا 38 پیرا گراف دیکھتا ہوں تو اس میں سراج صاحب کہتے ہیں کہ "آئندہ مالی سال میں صوبے کو حاصل ہونے والے کل محاصل کا تخمینہ 404 ارب 80 کروڑ روپے ہے جو رواں مالی سال کی نسبت تقریباً 18 فیصد زیادہ ہے جبکہ اخراجات کا تخمینہ بشمول سالانہ ترقیاتی پروگرام بھی 404 ارب 80 کروڑ روپے لگایا گیا ہے، اس طرح یہ ایک متوازن بجٹ ہے"۔ جناب سپیکر، ادھر 22 مئی کو 22 ارب کا خسارہ، ادھر 14 جون کو متوازن بجٹ، پھر جناب سپیکر! میں اسی بجٹ تقریر کے 14 نمبر صفحے پہ آتا ہوں جس میں نیٹ ہائیڈل پرافٹ کے بارے میں سراج صاحب نے ذکر کیا ہے اور یہ انکے الفاظ میں Quote کرتا ہوں۔ "ستم ظریفی یہ ہے کہ واپڈا اور وفاقی حکومت چھ ارب روپے سالانہ کی رقم کی ادائیگی بھی طے شدہ شیڈول کے مطابق نہیں کرتی جس کی وجہ سے اس سال جون تک اس مد میں 5 ارب 40 کروڑ روپے کی رقم واپڈا اور وفاقی حکومت کے ذمہ واجب الادا ہے"، یعنی کہ یہ نہیں ملی جناب سپیکر! لیکن جناب سپیکر، جب میں وائٹ پیپر کو کھولتا ہوں اور اس کے Summary position of revenues for the year 2013-14 and 2014-15 پہ آتا ہوں، یہ رومن نمبر تھری ہے سر، تو اس میں سر! نیٹ ہائیڈل پرافٹ پہ لکھتے ہیں، اس میں Budget estimate پہ چھ بلین دکھایا گیا ہے اور Revised estimates میں بھی چھ بلین دکھا کے یہ کہا گیا ہے کہ یہ ہمیں وصول ہو چکے ہیں۔ اسی طرح Arrears جو ہیں، وہ بھی 25 بلین دکھائے گئے ہیں اور Revised estimates میں بھی یہ دکھایا گیا ہے کہ وہ وصول ہو چکے ہیں تو جناب سپیکر، میں سراج صاحب کی کونسی بات مانوں؟ ان کی پریس کانفرس کو مانوں، ان کی تقریر کو مانوں یا جو کتاب انہوں نے ہمیں دی ہے، اس کتاب کو میں مانوں جناب سپیکر؟ میں، اس میں تو بالکل ایک Confusion create کر دی جناب سپیکر، لگتا یہ ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ سراج صاحب کے اوپر ایک بڑی پارٹی کی اہم ذمہ داری ہے اور اس میں ان کو پورے ملک کی طرف دیکھنا ہے تو شاید وہ ٹائم یہ نہ دے سکیں اس بجٹ کی تیاری میں، اس لئے Anomalies سامنے آئی ہیں۔ On the lighter side جناب سپیکر، ویسے اگر اس قسم کے واقعات سامنے آتے رہیں، ایسا نہ ہو کہ کوئی کورٹ میں چلا جائے

کہ جی 63/62 سراج صاحب کے اوپر عائد ہوتی ہے کیونکہ ان کے بیانات میں تضاد ہے جناب سپیکر،
But that is on a lighter side Janab Speaker (تالیاں)۔جناب سپیکر،
میں اب فنانس بل کی طرف آتا ہوں، آپ کو پتہ ہے جناب سپیکر! کہ ہمارا صوبہ بڑا پسماندہ صوبہ ہے،
اگر Poverty کے فگرز ہم دیکھتے ہیں تو ہمارے صوبے میں سب سے زیادہ Poverty ہے پورے ملک
سے، میرے پاس ادھر اس کے فگرز پڑے ہوئے ہیں جناب سپیکر! یہ جو سٹیٹسٹیکس بیورو نے جو ایشو کئے
ہیں، صوبائی حکومت کے اسی فگرز کو میں Quote کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر، اس میں ٹوٹل پاکستان میں وہ
Poverty line، Below poverty population یہ 32.7 percent بتاتے ہیں، پنجاب میں
32.4، سندھ میں 29.2، بلوچستان میں 24.6 اور خیبر پختونخوا میں 44.3 جناب سپیکر! تو سب سے زیادہ
غربت ہمارے صوبے میں ہے۔ پھر پچھلے کئی سالوں سے جن حالات سے ہم گزر رہے ہیں، اس کی وجہ سے
ہمارا انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے، اس کی وجہ سے ہماری معیشت تباہ ہو چکی ہے، Capital flight, brain
drain اس صوبے میں ہوا بھی ہے اور ہو بھی رہا ہے، ان سب چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے کم از کم اس
صوبے کے لوگوں کو یہ توقع تھی کہ انصاف کے نام پہ آنے والے، ترازو اٹھانے والے لوگ کم از کم لوگوں
کو ریلیف دینگے۔ پھر بجٹ تقریر میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ جی یہ Pro poor budget ہے لیکن جناب
سپیکر! جب میں فنانس بل کو دیکھتا ہوں، اس میں تو لوگوں کو ریلیف کی جگہ میرے خیال میں زیادہ مشکلات
میں ڈال دیا، ہمارے لوگوں کی مشکلات میں اضافہ کر دیا گیا ہے جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ایک طرف ہم
کہتے ہیں کہ ہمارا صوبہ زرعی صوبہ ہے، تقریباً 70 فیصد ہماری آبادی زراعت سے متعلق ہے اور پھر اگر
دوسری طرف ہم دیکھیں، یہ بھی ذکر ہوتا ہے وائٹ پیپر میں جگہ جگہ کہ جی زراعت کے اوپر توجہ دی گئی تو
اس سے ہمارا صوبہ ترقی کریگا مگر ہم Incentive دینے کی بجائے جناب سپیکر! تین سو فیصد، تین سو فیصد
جناب سپیکر! ٹیکس میں اضافہ کر رہے ہیں، Land based tax میں۔ جناب سپیکر، Land based
tax اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ Exceeding five acres but not exceeding
twelve and half acres، انہوں نے Propose کیا 225 rupees per acre، یہ پہلے 72
rupees per acre تھا سر، تو 300 فیصد اس میں ہو گیا سر، Exceeding twelve and half

340 acres 340 روپے، یہ پہلے 100 روپے تھا سر، تو 340 فیصد یہ زیادہ ہو گیا اور چٹ کا سر 300 روپے تھا، اس کو 900 روپے کر دیا گیا سر، یہ بھی 300 فیصد اضافہ ہے۔ جناب سپیکر، ایک شعبہ جس سے ہماری 70 فیصد آبادی منسلک ہے، ہمیں تو چاہیئے کہ اس کو ہم Incentives دیں تاکہ اس میں اور لوگوں کا روزگار بنے، اوپر سے ہم جناب سپیکر! اس قسم کا ظالمانہ ٹیکس، پھر جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 142 (c) کی طرف دلانا چاہتا ہوں جناب سپیکر! اور اس میں جناب سپیکر، میں آپ سے آپ کی توجہ بھی مانگوں گا اور آپ سے شاید رولنگ بھی مانگوں۔ اگر آرٹیکل 142 (c) پڑھیں جناب سپیکر! تو This is regarding کہ Federal Legislature کن چیزوں کیلئے لیجسلیشن کر سکتی ہے اور Provincial Legislature کن چیزوں کیلئے لیجسلیشن کر سکتی ہے جناب سپیکر! اور 142 (c) پڑھیں تو جناب سپیکر،

Subject to paragraph (b), a Provincial Assembly shall, and Majlis-e-Shoora (Parliament) shall not, have power to make laws with respect to any matter not enumerated in the Federal Legislative List"، یعنی یہ Federal Legislative list میں جناب سپیکر، جو چیزیں درج کی گئی ہیں، اس کیلئے صوبائی اسمبلیاں قانون سازی نہیں کر سکتیں۔ پھر جناب سپیکر، آئین کے چوتھے شیڈول پیج 209 پہ اگر آپ آئیں تو 47 نمبر پر لکھا ہوا ہے: "Taxes on income other than agricultural income"، یعنی انکم ٹیکس فیڈرل گورنمنٹ لگا سکتی ہے سوائے ایگریکلچرل انکم ٹیکس کے اور جناب سپیکر، 48 نمبر پہ آؤں تو "Taxes on corporations"، That is "taxes on corporations" یعنی corporations" جو ہے، وہ فیڈرل حکومت کی ذمہ داری ہے، وہ صرف Federal Legislature لگا سکتی ہے جناب سپیکر! صوبائی حکومت نہیں لگا سکتی۔ جناب سپیکر، اگر میں فنانس بل کے جو پروفیشنل ٹیکس ہے، اس کا شیڈول کھولوں اور یہ پہلا شیڈول جناب سپیکر، میں ذرا پڑھ کے سناتا ہوں آپ کو، جناب سپیکر! اس میں ہے "Description of Tax payers" اور دوسرا کالم ہے "Rates of Tax.

All persons engaged in any profession, trade, calling or employment, other than those specifically mentioned hereinafter, in the Khyber Pakhtunkhwa Province, whose monthly income or earning" ـ Monthly income جناب سپیکر، یہ لفظ آپ ذرا یاد رکھیں اور اس کے اوپر ذرا غور کریں، پھر آگے Slabs دیئے ہوئے ہیں کہ جی 10 ہزار تک Exempted ہیں، 10 ہزار سے 20 ہزار تک

کیلئے ایک ریٹ مقرر کیا گیا، 20 ہزار سے 50 ہزار کیلئے دوسرا ریٹ مقرر کیا گیا، 50 ہزار سے ایک لاکھ تک کیلئے دوسرا ریٹ مقرر کیا گیا، اسی طرح Employees of Federal and Provincial Government drawing pay in basic scales اور ان کی سکیل کے مطابق مختلف ریٹس دیئے گئے ہیں جناب سپیکر، When you link the tax to the income bracket تو یہ کیا بن جاتا ہے جناب سپیکر؟ یہ انکم ٹیکس نہیں بنتا جناب سپیکر! Because you are taxing according to their income تو وہ انکم ٹیکس بن جاتا ہے جناب سپیکر۔ اسی طرح جناب سپیکر، اس کا جو نمبر ٹو پورشن ہے، اس میں لکھا ہے "All limited companies, Mudarbas, Mutual Funds and any other body corporate with paid up capital and reserves in the preceding year"، Body corporate جناب سپیکر، ادھر آئین یہ کہتا ہے کہ جی کارپوریشن کے اوپر ٹیکس تو صرف فیڈرل گورنمنٹ لگا سکتی ہے، جناب سپیکر! انکم ٹیکس صرف فیڈرل گورنمنٹ لگا سکتی ہے جناب سپیکر! پھر آپ کس قانون کے تحت یہ لیجسلیشن کر رہے ہیں جناب سپیکر؟ آیا یہ Unconstitutional نہیں ہے جناب سپیکر، ہم اپنے اختیارات سے تجاوز نہیں کر رہے ہیں جناب سپیکر؟ جناب سپیکر، اسی طرح اس بل میں ایک ایک سیکٹر کو جناب سپیکر، تین تین دفعہ ٹیکس کیا گیا۔ جناب سپیکر، میں یہ نہیں کہتا کہ ٹیکس نہ لیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ٹیکس نیٹ کو نہ بڑھائیں لیکن میں کہتا ہوں کہ کم از کم انصاف تو کریں، انصاف کے تقاضے کم از کم پورے کریں۔ ایک طرف تو Sensitive and Vulnerable Places Security, Ordinance کے ذریعے آپ سٹیٹ کی وہ Responsibility کہ جی وہ اپنے Citizens کو سیکورٹی Provide کریگی، وہ واپس لیتے ہیں، اس سے دست بردار ہوتے ہیں، دوسری آپ کہتے ہیں کہ جی ہمیں ٹیکس دو اور ٹیکس بھی تین سو پرسنٹ دو، ٹیکس بھی تین تین دفعہ دو، جناب سپیکر! کیا اس صوبے کے لوگ، Yes وہ نہیں ہونگے کہ جب آپ ہمیں سیکورٹی نہیں Provide کرتے، جب آپ ہمارا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ایسی سٹیٹ کیلئے ہم کیوں ٹیکس دیں، کیوں اس کو پیسہ دیں؟ جناب سپیکر، یہ اس قسم کے ظالمانہ حربے کم از کم ہم آپ کی حکومت سے یہ توقع نہیں کر رہے تھے۔ جناب سپیکر چونکہ انصاف کے نام پہ آئے تھے، نعرہ انصاف کا لگایا تھا اور ساتھ میں ترازو والے بھی تھے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ کم از کم کچھ نہ کچھ انصاف ہو گا لیکن شاید لگتا ہے

کہ وہ Action speak louder than words والی بات ہے۔ جناب سپیکر، اسی طرح پراپرٹی ٹیکس کو بھی Expand کیا گیا۔ جناب سپیکر، اس میں ایک طرف ہمارے صوبے کے لوگ Suffer کر رہے ہیں، ایک طرف ہمارے صوبے میں غربت زیادہ ہے، ایک طرف وہاں پہ دہشتگردی کی وجہ سے معیشت ختم ہے اور دوسری طرف آپ اتناوہ کر رہے ہیں کہ گاؤں گاؤں میں اس ٹیکس کو آپ پھیلا رہے ہیں۔ جناب سپیکر، اس کا Gradual ایک طریقہ ہونا چاہیئے تھا تاکہ لوگوں میں بھی ایک اعتماد بحال ہو، ایک طرف تو وہ دیکھتے ہیں کہ جی اربوں روپے کا بجٹ اناؤنس ہوتا ہے، دوسری طرف لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمارے اوپر تو کوئی اس کا، کوئی ہمیں فائدہ اس کا نظر نہیں آیا، الٹا بوجھ ہمارے اوپر پڑ جاتا ہے اور اس کا ہم نے کوئی ریلیف نہیں دیکھا، ہم نے کوئی Service delivery نہیں دیکھی۔ جناب سپیکر، میں اب ایک اور Trend کی طرف آتا ہوں، جناب سپیکر! جو پچھلے کم از کم چار پانچ سالوں سے میں دیکھ رہا ہوں، وہ یہ ہے جناب سپیکر! اگر ہم یہ بجٹ اناؤنس کرتے ہیں تو ہم بنیادی اس حوالے سے کرتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ایک Service delivery کریں اور بہتر Service delivery کی کوشش کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر! اگر آپ آپریشنل بجٹ کو دیکھیں تو That is only 16.5% of the total current budget، جب آپ صرف سولہ یا سترہ پرسنٹ Service delivery پہ لگائیں گے تو کیا اس سے آپ کی Service delivery بہتر ہو گی جناب سپیکر؟ خود آپ کا وائٹ پیپر جناب سپیکر، اس طرف اشارہ کرتا ہے: "The operational budget for maintaining the existing service delivery network is declining in real terms while the salary and pension liabilities are rising at an alarming rate"، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو جلدی ہے لیکن تھوڑا مجھے ٹائم آپ کو دینا پڑے گا، میرا آپ کے اوپر پچھلے بجٹ۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں آپ کی، آپ کی ڈسکشن بہت اچھی ہے۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: میرے آپ کے اوپر پچھلے بجٹ کا بھی قرض ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی ڈسکشن بہت اچھی ہے، بہت تیاری ہے لیکن ہم نے چونکہ آدھا گھنٹہ اور، میں نے صرف آپ کو اشارہ کیا کہ۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: میں، میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں۔

جناب سکندر حیات خان: میں شارٹ کرنے کی کوشش کرتا ہوں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ڈیویلپمنٹ، میں نے شروع میں یہ اور Statistics اسلئے کیے تھے کہ کل ٹریژری بنچز سے یہ گلہ ہوا تھا کہ صرف ڈیویلپمنٹ کے اوپر ہی بات ہوتی ہے باقی اس کے اوپر نہیں ہوتی تو میں نے کہا چلیں یہ باقی Statistics بھی آپ کو، سارے ہاؤس کے سامنے رکھتے ہیں لیکن جناب سپیکر، میں اس پہ زیادہ نہیں جاتا، صرف ایک چیز ڈیویلپمنٹ کی اس سے میں بات کرتا ہوں۔ ایک تو سدرن ڈسٹرکٹس، ہزارہ اور ملاکنڈ ڈویژن، یہ مجھے اس میں Ignore نظر آتے ہیں اور اس حوالے سے یہ ایک Disparity ہے، ہمیں چاہیئے کہ یہ ایک ریجنل جو ڈیویلپمنٹ ہے، اس پہ ہم توجہ دیں تاکہ، تاکہ ایک ماحول بنے، یہ لگے کہ We are part of this Province, Janab Speaker۔ جناب سپیکر، جس طرف میں ڈیویلپمنٹل بجٹ کی طرف میں جو اشارہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جناب سپیکر! ابھی اگر ہم وائٹ پیپر اٹھاتے ہیں تو اس میں 97% Utilization دکھائی گئی ہے لیکن جناب سپیکر، جب Media review کا اٹھائیں تو اس وقت صرف 12% Utilization دکھائی گئی ہے۔ اب جناب سپیکر، یہ Trend پچھلے کئی سالوں سے اور اس کو ہم اکثر 'جون ازم' کہتے ہیں کہ جی جون آرہا ہے، جلدی جلدی جی پیسے ریلیز کرو، جلدی جلدی وہ کرو اور On ground کچھ نہیں ہوتا لیکن کتابوں میں اگر یوٹیلائزیشن دیکھیں تو وہ تو 97% پہ پہنچ گئی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ہماری آپ سے یہ توقع تھی کہ کم از کم اس 'جون ازم' آپ نکلیں گے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ بھی 'جون ازم' کا شکار ہو چکے ہیں۔ جناب سپیکر! گورننس ایک اہم جز ہے اور گورننس سے ہی حکومت کی پالیسیز، اس کی وہ نظر آتی ہیں، افسوس کے ساتھ آپ نے شروع بڑے غلط طریقے سے کیا، شروع میں آپ ڈیڈلائنز کی سیاست میں پھنس گئے، کبھی تین مہینوں کے اندر لوکل گورنمنٹ الیکشن کرانے کی ڈیڈلائن دینا شروع کر دیا، کبھی 30 اگست کی ڈیڈلائن دیدی کہ جی اس تک سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، کبھی 100 دن کا ایجنڈا بتانا شروع کر دیا، جناب سپیکر! نتیجہ کیا؟ جناب سپیکر، اب تو 365 دن گزر گئے، اب تو سال سے زیادہ وقت کا عرصہ گزر گیا جناب سپیکر، چیزیں وہیں کی وہیں، فائدہ اس کا کیا ہوا جناب سپیکر؟ پھر ساتھ ساتھ جناب سپیکر، ایک تاثر بنا تھا کہ جی ہم تیار ہیں، ہمارے پاس پالیسیز تیار ہیں

لیکن اب جب نظر آتا ہے تو نظر آتا ہے کہ کوئی ویژن ہی نہیں ہے، نہ کوئی پالیسی ہے بلکہ بعض اوقات تو اپنے وزراء صاحبان سے معذرت کے ساتھ ہمیں اسمبلی میں اس طرح نظر آتا ہے کہ حکومت موجود ہی نہیں ہے، خود جب وزراء یہ کہنا شروع کر دیں کہ جی ہمارے ساتھ ذرا گزارہ کریں تو جناب سپیکر! یہ اس چیز سے حکومت نہیں چلے گی جناب سپیکر۔ پھر جناب سپیکر، یہاں پہ دعوے ہوتے ہیں کہ جی ہم نے اتنی لیجسلیشن کر دی لیکن جناب سپیکر، صرف لیجسلیشن کرنا نہیں ہے، اس کی Implementation بھی ہے جناب سپیکر۔ اب ادھر رائٹ ٹو انفارمیشن کی بات ہوتی ہے، جناب سپیکر! میں آپ کو یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کے اوپر عمل نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر، احتساب بل کی بات ہوتی ہے، کتنے مہینے گزر گئے، ابھی تک وہ کمیشن سامنے نہیں آیا، ابھی تک اس کے اوپر عملدرآمد نہیں ہوا۔ لوکل گورنمنٹ کی بات ہوتی ہے کہ ہم نے بڑا زبردست سسٹم بنا دیا ہے لیکن جناب سپیکر، سال تو گزر گیا، ابھی الیکشنز ہی نہیں ہوئے، تو جناب سپیکر! Implementation اصل چیز ہے، ہم یہ وہ دکھانے کیلئے کہ جی ایک 'سکور کارڈ' دکھائیں کہ جی ہم نے یہ پاس کر دیا، ہم نے وہ پاس کر دیا لیکن جب On ground implementation نہ ہو تو اس کا فائدہ، پھر جناب سپیکر! جس طریقے سے پولیٹیکل لیڈرشپ اور ایڈمنسٹریشن کی جو Relationship ہے جناب سپیکر، اس سے بھی کام نہیں چلے گا جس طریقے سے آپ چل رہے ہیں۔ حد تو یہ ہو گئی ہے جناب سپیکر! کہ ابھی تو آپ کے اپنے چیف سیکرٹری نے چارج شیٹ حکومت کے خلاف پیش کی ہے جناب سپیکر، دیکھیں جناب سپیکر! حکومت اداروں کے ذریعے چلتی ہے، پولیٹیکل لیڈرشپ پالیسیز دیتی ہے And the administration, the bureaucracy is there to implement those agendas and those policies، مگر جب آپ ایک دوسرے سے Eye to eye نہ دیکھیں تو پھر جناب سپیکر! پھر جناب سپیکر! ساتھ ہی ساتھ وہی پرانی Practices، میرے خیال میں تین دفعہ تو بیوروکریسی Reshuffle ہو چکی ہے اور یہ بھی میں اگر کہوں تو غلط نہیں ہو گا کہ بعض بعض جگہوں میں بااثر لوگ بھی اثر انداز ہوتے ہیں جناب سپیکر، اور مثالیں بھی ہیں اس کی جناب سپیکر۔ اسی طرح جناب سپیکر، ایجوکیشن کے اوپر آپ کا Focus تھا، ہم بڑے خوش تھے کہ چلیں ایجوکیشن کی طرف توجہ دی جائے گی لیکن جناب سپیکر! آخر میں کیا، اب سال بعد ہم کیا، لوگوں کے

سامنے جب جائیں تو کیا کہہ سکیں گے؟ کیا وہ سکولز جو دہشتگردی کی وجہ سے تباہ ہوئے، کیا وہ دوبارہ تعمیر ہوگئے ہیں جناب سپیکر، کیا سکولوں میں ٹیچرز کی کمی پوری ہوگئی ہے جناب سپیکر، کیا Enrolment ratio میں اضافہ ہوا ہے جناب سپیکر؟ نہیں جناب سپیکر۔ اسی طرح جناب سپیکر، ہیلتھ کی طرف آتا ہوں، گوکہ شہرام خان نے تو ابھی اس کا چارج سنبھالا ہے لیکن جناب سپیکر، ایک عجیب سی چیز سامنے آئی، ' صحت کا انصاف ' پروگرام شروع کیا گیا، بڑا واویلا مچایا گیا، بڑے ایڈورٹائزمنٹس کئے گئے کہ ہم نے بہت بڑا پروگرام شروع کر دیا ہے، نتیجہ اس کا کیا؟ اس پروگرام کے چلنے کے دو مہینے بعد آپ کے اوپر پولیو کے Sanctions لگے جناب سپیکر، اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ کتنا کامیاب پروگرام ہے، پھر اس میں جو ایڈورٹائزمنٹ تھی، اس کے بارے میں Transparency issues ہیں، وہ علیحدہ ایک کوسچن ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر، جو Criminal negligence measles vaccination میں سامنے آئی ہے، جناب سپیکر! پہلی دفعہ جب اس ہاؤس میں میں نے ہی Raise کیا تو ایک وزیر صاحب نے وہ ویکسین کے اوپر ڈال دیا، اس کے دوسرے دن ہیلتھ منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں جی ویکسین کی اس میں غلطی نہیں ہے، ویکسین بالکل ٹھیک ہے، پھر وہ رپورٹ بھی جو سامنے آئی تو اس میں یہ تھا کہ Technicians کی غلطی کی وجہ سے یعنی Criminal negligence ہے جناب سپیکر! ہم ان بچوں کو کیا جواب دینگے، ہم ان ماں باپ کو کیا جواب دینگے جن کے بچے اس میں شہید ہوگئے ہیں؟ جناب سپیکر! کل بھی، Sorry پرسوں شبقدر میں ایک بچہ پھر وہ ہوا ہے، جناب سپیکر! ادھر ایک اخبار کا تراشہ ہے میرے پاس، یہ 16th June کا اخبار ہے، "Parents fear vaccines after child's death"، جناب سپیکر! اس کا اثر کیا ہوگا کہ لوگ ویسے بھی Vaccinations سے گھبراتے تھے، اس طریقے سے نہیں تھی اب تو اور اس کی وجہ سے جناب سپیکر! وہ ہوگا۔ جناب سپیکر، اسی طرح اگر ہم Inflation دیکھیں، Price hike دیکھیں، Unemployment دیکھیں، اس میں کوئی فرق نہیں آیا جناب سپیکر! بلکہ اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر، میں آخری دو پوائنٹس کی طرف آتا ہوں، جناب سپیکر! ایک لاء اینڈ آرڈر کے اوپر، ایک تو جناب سپیکر! جو پچھلے دنوں آپریشن کا اعلان کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کو چاہیئے تھا کہ سب کو On board لیتی کیونکہ ہمارا صوبہ اور فاٹا نے بہت زیادہ Suffer کیا ہے جناب سپیکر!

لیکن جناب سپیکر، ساتھ ہی ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اس کیلئے Contingency planning کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں اب IDPs آئینگے اور IDPs آنا شروع ہو گئے ہیں جناب سپیکر، وفاقی حکومت کی طرف سے میں تھوڑا اس بات پہ آج Encourage ہوا ہوں کہ وہاں سے تو پانچ ارب روپے IDPs کیلئے اناؤنس کئے گئے ہیں لیکن میں نے ابھی تک صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی وہ نہیں دیکھا کہ اس کیلئے کوئی پلاننگ انہوں نے شروع کی ہو، اس کیلئے کوئی طریقہ کار انہوں نے کیا ہو، اس کیلئے انہوں نے کوئی فنڈز رکھے ہوں جناب سپیکر۔ اسی طرح جناب سپیکر، Kidnapping for ransom, extortion, target killing یہ ہر اجلاس میں ہم نے اٹھائی یہ بات لیکن کوئی فرق ہمیں سامنے نہیں آیا، ہمیں کوئی پالیسی حکومت کی نظر نہیں آئی لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں جناب سپیکر! اور اس سے بھی آپ اندازہ لگالیں کہ ادھر تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ جی 28 ارب ہم نے پولیس کیلئے بجٹ کر دیا لیکن جب آپ آپریشنل اس کا دیکھیں تو ٹوٹل چار بلین آپریشن کیلئے، یعنی 14.3%، تو جناب سپیکر! آپ خود اندازہ کر لیں، 14.3% پہ وہ وہ Capabilities اس طریقے سے ہو سکیں گی جناب سپیکر؟ پھر جناب سپیکر، شہداء پیکج تو ہم نے دیدیا، سپیشل فورس کی تنخواہیں بھی ہم نے بڑھادیں لیکن جناب سپیکر، ان پولیس والوں کے، ان Law Enforcing Agencies کے جوانوں کا کیا ہو گا جو کہ زخمی ہو جاتے ہیں؟ ان کو تو وہی شروع میں تھوڑے پیسے دیدیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی معذوری، ان کا خیال کچھ نہیں رکھا جاتا جناب سپیکر، کم از کم یہ ان لوگوں نے، اگر یہ معذور ہوئے ہیں، ان کو نقصان ہوا ہے تو اس صوبے کے لوگوں کیلئے انہوں نے وہ نقصان اٹھایا ہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم کم از کم ان کا خیال رکھیں۔ جناب سپیکر، اب میں ایک آخری پوائنٹ اور ایک اہم پوائنٹ پہ آ رہا ہوں۔ جناب سپیکر، وائٹ پیپر کے Pages 58 سے لے کے 62 تک۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> سکندر خان! تقریباً 40، 40 منٹس وشو جی۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> سر! بس دا لاسټ پوائنټ، سر! لاسټ پوائنټ ته راغلم۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ما وخت هم څکه درکړو چې ستا تیاری هم ډیره برابره وه، ما وئیل چې ستا دا نقطه نظر هم ټهیک ټهاک ورسره۔۔۔۔

جناب سکندر حیات خان: د وروستو کال کسر اوباسم لگیا یم جی۔ (قہقہہ) پچھلی دفعہ میں نے تقریر نہیں کی تھی، (قہقہہ) سر، دا فنډز مینجمنټ باندې دا وائټ پیپر دغه دے او دا درې فنډز دی جی۔ جناب سپیکر، جنرل پروېډنټ انویسټمنټ فنډ، پنشن فنډ جناب سپیکر! او هائیډل ډیویلپمنټ فنډ۔ جناب سپیکر، د دې د پاره مینجمنټ کمیټی هم ده او دا هغه Manage کوی، دا به دلته کښې زمونږ صوبه کښې، خیبر بینک کښې به پراته وو، په هغې باندې به یو ریټرن راتلو او د هغې د پاره یو طریقه کار وو۔ جناب سپیکر، زه ډیر حیران شوم چې د وائټ پیپر پیج 62 ته لاړ شو نو هلته کښې لیکلی دی: "The management has invested Rs. 18.537 billion in T-Bills, and around Rs. 40.905 billion in Pakistan Investment Bonds"، جناب سپیکر! یو خو که وګورو نو ټی بلز او پاکستان انویسټمنټ بانډ، ټهیک ده د انویسټمنټ په حواله سره Low risk دغه دے خو د هغې بیا ریټرن هم دغه شان Low وی خو بل خوا ته جناب سپیکر، دا ده چې دا Timed instruments دی، Timed instruments دا مطلب دے جناب سپیکر! چې دیکښې به یو فکسډ ټائم د پاره دا پیسې ایږدئ تاسو، جناب سپیکر! د پاکستان انویسټمنټ بورډ ټولو کښې کم پیریډ چې دے، هغه Three years دے جناب سپیکر، دیکښې تاسو اوس هائیډل فنډ هم کیښودلو جناب سپیکر! نو آیا ستاسو د هائیډل پراجیکټس شروع کولو بیا څه اراده نشته چې تاسو په هغې کښې د درې کالو د پاره دا پیسې انویسټ کړې، نو بیا خو تاسو درې کالو د پاره تاسو د هغې نه نشئی رااوباسلې جناب سپیکر۔ بیا بل جناب سپیکر، دیکښې چې کوم ټولو کښې خطرناکه خبره ده، دا چې دلته کښې خیبر بینک کښې پراته وو جناب سپیکر، نو دا خیبر بینک زمونږ یو Asset دے او په هغې کښې چې پراته وو نو د هغې نه ریټرن، نو د هغې هم یو Portfolio زیاتیدله خو جناب سپیکر! چې دا بل ځائې ته لاړلې، د هغې اثر به دا کیږی چې دا خیبر بینک چې دے، د هغې شیئرز باندې هم د هغې اثر پریوځی، حکومت هغې کښې حصه دار دے نو یعنی مونږ Assets value پخپله کموؤ لګیا یو جناب سپیکر! او ما ته یو خطره ده جناب سپیکر، یو ډیره لویه خطره ده ما ته۔، جناب سپیکر! مخکښې هم دا کوششونه شوی دی چې دیکښې د مینجمنټ چینج په نوم باندې

دا د دې صوبې نه بهر د بعضې خلقو لاسونو ته دا بینک ورکولو یو سازش، د یو طریقه کار مخکښې هم کوششونه شوی دی او اوس ما ته بیا ښکاری لګیا دی جناب سپیکر! چې دا هغې طرف ته بیا روان دے او بیا د مینجمنټ چینج والا په نوم باندې به دا بینک چې دے، دا د صوبې یو Asset دے، دا به د دې صوبې نه د بهر خلقو لاسونه ته لاړ شی جناب سپیکر، کم از کم دا طمع به لرو چې دا به نه کیږی جناب سپیکر۔ زه په دې خبرو باندې خپل دغه ختموم جناب سپیکر، زمونږ ډیرې طمعې وې، ډیر توقعات وو، ډیر زیات مایوسه شوی یو جناب سپیکر! او کم از کم زه چې دے، زه خو دا بجټ تسلیمولو ته تیار نه یم جناب سپیکر۔ ډیره مهربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شافرمان خان! شاہ فرمان خان!

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کر لینگے۔ جی۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر! آپ براستہ ہاسٹل سے اسمبلی کی طرف آتے ہیں تو یہ سامنے جو فلائی اوور ہے، اس کے نیچے پارکنگ ہے اور پارکنگ کا ابھی وہ ٹیکس بھی لے رہے ہیں اور وہاں پر اب انہوں نے ٹیکس لینے والے جو ٹیکس لے رہے ہیں، وہاں پر انہوں نے گاڑیاں بیچ میں کھڑی کی ہیں اور آپ تقریباً جب آفس آتے ہیں تو تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: منور خان صاحب! آپ میرے ساتھ چیمبر میں ملیں، جو جو Arrangement ہو، وہ ہم کر لینگے۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: یہ سر! اس میں ذرا فوراً ایکشن لیں کہ ابھی تک فلائی اوور چالو نہیں ہوا ہے اور انہوں نے ٹیکس شروع کیا ہے اور وہ ٹیکس لینے والے، ابھی انہوں نے بیچ روڈ میں گاڑیاں کھڑی کی ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ مجھے ملیں، مجھے چیمبر میں ملیں، جو اقدامات ہوں ان شاء اللہ اس پر کرینگے۔ شاہ فرمان صاحب۔

جناب شاہ فرمان (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): شکریہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو جب گورنمنٹ کی طرف سے کل بحث کا آغاز ہوا اور اپوزیشن کے دوستوں نے خاصکر منور خان صاحب میرے دوست ہیں، کہ جب میری چھ منٹ تقریر کے بعد وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اعتراض کیا کہ اتنا At length نہیں بولنا چاہیئے یا اتنا Generalized نہیں بولنا چاہیئے تو میں اس کے اوپر اپنی طرف سے Respond کرنا چاہونگا۔ انہوں نے اپنا ویو پوائنٹ دیا ہے، شیر پاؤ صاحب نے، انہوں نے اپنا پوائنٹ سامنے رکھا ہے تو لہذا کچھ چیزیں جو بجٹ کے حوالے سے Specific ہیں، ٹیکنکل ہیں، سراج صاحب جواب دینگے۔ جو ہیلتھ کے سوالات اٹھائے گئے، شہرام خان موجود ہیں لیکن کچھ پولیٹیکل چیزیں اٹھائی گئی ہیں جس کا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس کا جواب دیدوں۔ ایک طرف۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر! ہر جواب شاہ فرمان صاحب دے رہے ہیں، یہ تو بجٹ کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: نہیں جی، یہ حکومت ہے جی، یہ حکومت ہے۔ آپ بات کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اگر محترمہ یہ بتادیں، اگر محترمہ یہ بتادیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان! شاہ فرمان صاحب! اپنی بات کریں، اپنی بات کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں یہ اختیار ان کو دیتا ہوں کہ اگر وہ کوئی Rules quote کرکے یہ بتا سکیں کہ میں تقریر نہیں کرسکتا تو میں بیٹھ جاتا ہوں، وہ پلیز مجھے Quote کرکے بتادیں۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ بات کرلیں، بات کرلیں۔ شاہ فرمان صاحب! آپ بات کرلیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اگر کوئی Rule یہ بتا سکیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں، اپنی بات کریں۔۔۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو میں، نہیں میں یہ آفر دیتا ہوں۔ (تالیاں) اور اگر یہ ہمیں Political ethics دکھانا چاہتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ فرمان صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: کہ ہم نے بھی Politics پڑھی ہے، ایک چیز میں کلیئر کردوں، سب سے پہلے، سب سے پہلے، سکندر صاحب نے ایک بات کی کہ چیزیں چلتی ہیں اداروں سے اور Political analysis کی، پچھلے ایک سال کی میں یہ بتادوں کہ جتنی Crucial legislation ہے، اس حکومت کا جو ویژن ہے، اس کے اوپر جو نکتہ اٹھایا گیا ہر لیجسلیشن کیلئے، رائٹ ٹو انفار میشن ہے، احتساب کمیشن ہے، دی رائٹ ٹو سروسز ہے، Conflict of Interests ہے، ان سب کیلئے ہم نے یہ ساری چیزیں کمیٹی بھجوادیں، اپوزیشن کا ویو پوائنٹ لیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ Political victimization ہے یا ہم کوئی قانون کو بلڈوز کر رہے ہیں، ٹرانسپرنسی کیلئے اور میرٹ کیلئے یہ سارا ٹائم خرچ ہو گیا۔ اس میں جو Political initiatives ہیں اور جو گورنمنٹ کی Achievements ہیں جناب سپیکر، وہ اس وجہ سے Delayed ہیں، اسلئے کہ ہمیشہ تاریخ یہ رہی ہے کہ حکومت اپنی مرضی کی لیجسلیشن لاتی ہے، بلڈوز کرتی ہے اور پھر اپنے لئے استعمال کرتی ہے۔ میرٹ کے اوپر اداروں کیلئے لیجسلیشن کا ہونا، پھر اداروں کا بننا اور قانون کے نیچے سب کو لانا، اس کیلئے یہ ضروری تھا کہ ہم ٹائم لیتے اور یہ سارا کچھ اپوزیشن کی مرضی سے ہوا ہے، یہ سارا کچھ ہم نے اپوزیشن کے ساتھ مل کے کیا ہے۔ آج اللہ کے فضل سے اس ایک قانون کے اوپر بھی جناب سپیکر، کوئی اپوزیشن کا ممبر انگلی نہیں اٹھا سکتا کہ اس کو بلڈوز کیا گیا ہے، اس کو تحریک انصاف اور اتحادیوں کی حکومت نے اپنے لئے استعمال کیا ہے، (تالیاں) لہذا آج میں یہ بتادوں کہ تحریک انصاف کی یہ پہلے سال کی حکومت ہے۔ یہاں پر سیاسی جماعتیں موجود ہیں، کوئی چھ سال کی، کوئی سات سال کی حکومت رہی ہے، کوئی آٹھ سال حکومت میں رہے ہونگے، ہماری ایک سال کی حکومت ہے اور جو کچھ ہم نے کہا ہے، The stage is set، میں یہ بتادوں کہ آج جو 270 گاڑیاں کھڑی ہیں اور ایڈمنسٹریٹیو سیکرٹریز یہ سرٹیفکیٹ دینگے کہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے اندر کوئی Unauthorized vehicle نہیں ہو گی۔ یہ دی رائیٹ ٹو انفار میشن کمیشن کے نوٹس میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ بتایا جائے کہ کہاں پر ایسی گاڑی کھڑی ہے کہ جو Unauthorized ہے۔ (تالیاں) ان گاڑیوں کے فیول، ان گاڑیوں کی Maintenance کے علاوہ جب آکشن ہو گا تو Exchequer کو پیسہ آئے گا۔ میں آج بتا دوں کہ احتساب بل، احتساب کمیشن، ٹائم دیا لیکن پہلی دفعہ پاکستان کے اندر اس صوبے نے سٹارٹ کیا اور اس

صوبے کا وزیر اعلیٰ اور کیبنٹ اس کمیشن کو جوابدہ ہونگے، اتنا Independent Commission بنانا 'لانگ ٹرم' کیلئے سوچ کر، اگر اس کو جناب سکندر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا ویژن نہیں ہے تو اگر ویژن اتنا لمبا ہے کہ اس کو نظر نہیں آتا تو کم از کم ہمارے اوپر اعتراض نہ کریں کہ اس گورنمنٹ کا ویژن نہیں ہے، شاید گورنمنٹ کا اتنا لمبا ویژن ہے کہ ان کو نظر نہیں آتا تو لہذا اگر کوئی چیز کسی کو نظر نہ آئے تو وہ یہ نہ کہیں کہ یہ چیز موجود نہیں ہے، وہ خود دیکھیں، نظر آئے تو پھر بتائیں کہ ہے کہ نہیں ہے؟ جناب سپیکر، Conflict of Interests،Conflict of Interests، پہلی دفعہ کوئی اتھارٹی وہ فیصلہ نہیں کر سکے گی جس سے اس کی ذات یا اس کی فیملی کو فائدہ ہو گا۔ لوکل باڈیز کے اوپر بات ہوئی، ہم نے تو نہیں کیا Delay، ہاں ہم نے اتنا Delay کیا کہ کمیٹی کے اندر اس بل کے اوپر اتنی ڈسکشن ہوگئی کہ اگر آج اپوزیشن کا کوئی دوست یہ بتا سکے، کوئی آنریبل ممبر یہ بتا سکے کہ وہ اس پر متفق نہیں تھے یا ان کا کوئی Viewpoint endorse نہیں کیا گیا تو حکومت حاضر ہے، ٹائم لینے کا مطلب Inefficiency نہیں ہے جناب سپیکر، ٹائم لینے کا یہ مطلب بالکل بھی نہیں ہے کہ ویژن کی کوئی کمی تھی یا سمجھ کی کوئی کمی تھی لیکن اگر ہاؤس کو ساتھ لے جانا ہے اور متفقہ فیصلے کرنے ہیں، اس ملک اور صوبے کے مفاد میں کرنے ہیں تو اگر اس کے اوپر کوئی ٹائم لگ جائے، آج ہم نے کہا کہ ہم اپریل کے End میں کر سکتے ہیں لیکن لوکل باڈیز کے اندر 30% فنڈز کس صوبے نے Commit کئے ہیں؟ کون کون، مجھے وہ صوبہ بتائیں کہ جنہوں نے 30% فنڈز Commit کئے ہوں اور یا اتنے محکمے Devolve کئے ہوں۔ جب لوکل باڈیز الیکشن ہونگے، اگر کوئی یہ ثابت کر سکے کہ Delay گورنمنٹ کی وجہ سے ہے تو ہم تیار ہیں اور اگر Delay کسی عدالتی فیصلے یا الیکشن کمیشن کے فیصلے کی وجہ سے ہے تو اس کے اوپر جناب سپیکر، حکومت کو الزام دینا مناسب نہیں ہے، یہ ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ کوشش ہم نے کی ہے اور کر رہے ہیں، ویژن کے حوالے سے قانون کے سامنے سب برابر ہیں۔ نمبر دو، سب قانون کے نیچے ہیں اور یہ سارا کچھ جیسے سکندر خان صاحب نے کہا، وہ دیکھیں گے کہ اداروں کے ذریعے ہو گا اور ادارے ہی 'ایکٹیو' ہونگے اور مستقل تبدیلی کیلئے ادارے چاہئیں، اگر کوئی چیف منسٹر یا کوئی وزیر روزانہ میڈیا کو ساتھ لیکر بازاروں میں پھریں اور بتائیں کہ اس نے بڑا تیر مارا ہے، ایسا نہیں ہے Until and unless law takes its own

course۔ جناب سپیکر، حکومت کی کارکردگی کے اوپر جو اعتراضات آئے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے جا ہیں اور وہ فاؤنڈیشن جو تحریک انصاف اور اتحادیوں کی جماعت کے ویژن اور Manifesto میں یہ بات شامل تھی، وہ ہم نے رکھ دی، وہ ہم نے رکھ دی، اس کے اندر جتنی بھی Crucial legislation تھی، وہ آگئی۔ قصور یہ ہے، اگر قصور ہے تو قصور یہ ہے کہ ہر قانون کے اوپر اپوزیشن کو اعتماد میں لینا، ان کا ' ویو پوائنٹ ' شامل کرنا اور ٹرانسپرنٹ پراسیس کے تھرو گزرنا، یہی Delay کی وجہ ہے، حکومت کے ویژن میں کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے اپوزیشن سے، اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سارے پراسیس میں ان کا 'ویو پوائنٹ' شامل نہیں ہے، اگر لیجسلیشن میں کوئی Delay ہے تو اس کی ساری کمیٹی ذمہ دار ہے، جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس نے اس پر کام کیا۔ تحریک انصاف اور اس کے اتحادیوں کی حکومت کا جناب سپیکر! ویژن بھی کلیئر ہے، ڈائریکشن بھی کلیئر ہے اور وہ یہ ہے کہ Zero tolerance for corruption، 144 بندے، 21 ان میں سے ابھی تک پکڑے گئے ہیں، صرف ڈر یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ Political victimization ہے، لہذا پھونک پھونک کے چلتے ہیں لیکن میں اس ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو وعدے کئے گئے تھے، دیر تو ہو سکتی ہے اندھیر نہیں ہوگی ان شاءاللہ اور وہ پورے کر کے بتائیں گے۔ شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب سردار حسین بابک صاحب۔

جناب سردار حسین: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریه سپیکر صاحب! چې ما ته مو په بجټ باندې د بحث موقع راکړه او بیا نن خو حقیقت دا دے چې سکندر خان ډیر Calculated figures سره د بجټ ډیره زیاته تنقیدی جائزه واخسته او زه به کوشش کوم چې هغه فګرز زه Repeat نکړم کوم فګرز چې سکندر خان بیان کړل۔ سپیکر صاحب، بجټ ته ټول قوم په انتظار وی او بیا دا زما نه مخکښې او وئیلې شو چې بجټ چې دے ، هغه هغه مسوده وی چې د دې وطن، د دې صوبې خومره

خلق چې دی، هغه د دې وخت په انتظار وی، د دې خبرې او د دې خبر په انتظار وی چې بجټ چې دے ، هغه به خلقو له ریلیف راؤړی، اسانتیا به راؤړی، ارزانی به راؤړی، روزګار به راؤړی، تعمیر به راؤړی، آبادی به راؤړی او خوشحالی به راؤړی او بیا د دې حکومت دویم بجټ دے ، اګرچه دا حکومت اولنی بجټ ته خپل بجټ نه وائی خو بیا هم د اولنی بجټ پیش کیدو سره موجوده حکومت دا جواز خپل کړے وو چې چونکه مونږ ته وخت نه وو ملاؤ او مونږ په تیار بجټ باندې راغلو، ظاهره خبره ده یو کال وشو او بیا دا بجټ چې دے ، دا دې حکومت تیار کړو، د دې نه دا حکومت انکار نشی کولې۔ سپیکر صاحب، مونږ چې د دې خپلې صوبې ته وګورو نو مسئلې ډیرې زیاتې دی خو که هغه مسئلې مونږ لږې محدود کړو، بد امنی د ټولو نه لویه مسئله ده، تعلیم حقیقت دا دے چې په دې وطن کښې یو ډیر لوئې مشکل دے ، دلته بې روزګاری ډیره زیاته ده او بیا دلته د اوبو نه ارزانه بجلی پیدا کول چې دی، دا دلته مونږ ته یو موقع ده او لوډشیډنګ دلته یو ډیر لوئې مشکل دے ، یوه ډیره لویه مسئله ده۔ سپیکر صاحب، زه دا ګڼړم چې دې حکومت چې کله بجټ تیارولو یا ئے دا بجټ تیار کړے دے نو چې د بجټ دا ډاکیومنټس مونږ سټډی کړل او مونږ اولوستل، ما ته دا اندازه وشوه چې دې حکومت د دې صوبې مشکلات چې دی، هغه په نظر کښې نه دی ساتلی او خپل حکومت بچ کول چې دی، هغه دوئ په نظر کښې ساتلے دے او هغه د دې کتاب نه واضحیږی او لګی داسې ما چې کوم 'کیلکولیشن' وکړو چې په دې حکومت کښې درې جماعتونه چې دی، هغه اتحادی جماعتونه دی چې یو تحریک انصاف دے ، یو جماعت اسلامی ده او یو عوامی جمهوری اتحاد دے۔ ما چې 'کیلکولیشن' وکړو نو دا بجټ چې دے ، دا د صوبې مسئلې چې دی، دا په نظر کښې نه دی ساتلې شوی۔ د جماعت اسلامی لس فی صده بجټ د هغوی برخه وه، هغوی ته ملاؤ شوې ده، د عوامی جمهوری اتحاد اووه فی صده حصه رسیدله په دې بجټ کښې، هغوی ته ملاؤ شوې ده د یو ممبر نه علاوه۔ د تحریک انصاف چې کوم ملګری دی، علاوه د هغه خفه ملګرو نه باقی بجټ چې دے ، دا په هغوی کښې تقسیم شوے دے۔ *(تالیاں)* سپیکر صاحب، زه به د بد امنئ نه شروع وکړم، سکندر خان فکر اووئیل اتویشت اربه

روپئ چې دی، دا ایښودې شوې دی چې په هغې کښې څلیریشت اربه روپئ چې دی، دا د تنخواګانو دی او څلور اربه روپئ چې دی، دا آپریشنل کاسټ دے۔ آیا مونږ نن د دې حکومت نه دا تپوس کولے شو یا دا حکومت مونږ له دا جواب راکولے شی چې په دې ټوله صوبه کښې په دې Militancy کښې څومره پولیس سټیشنې تباه شوی دی، څومره پولیس پوسټونه تباه شوی دی؟ دا یو سکیم د تیر حکومت د طرف نه راروان وو او د هغې نه علاوه تاسو وګورئ بد امنی د دې حکومت Priority نه ده پاتې، که پاتې وه نو نن دا ټول ممبران به زما د دې خبرې ګواهی باید چې کوی چې په دې ټوله صوبه کښې چې کومې پولیس سټیشنې دی، په هغې کښې باتھ رومونه نشته، په هغې کښې کچن نشته، په هغې کښې د استوګنې ځائې نشته۔ سپیکر صاحب، د دې سیلری او د نان سیلری نه علاوه یو آنه چې ده، یوه آنه چې ده، دا د امنیت د قیام د پاره یا امنیتی ادارو ته د تقویت د ورکولو د پاره دا نه ده ایښودې شوې۔ سپیکر صاحب، نن دلته د شهداء د پیکج ذکر وشو، هغه ټول سپاهیان یا هغه ټول پولیس افسران چې هغه یا د لیوی خلق یا نور د سیکورټی فورسز چې د صوبې Under راځی چې کوم خلق شهیدان شوی دی، نن د حکومت مونږ ته دا خبره وکړی چې د هغه شهداء د پیکج د لاندې چې د چا بچی د هغه کوالیفائیډ دی، هغوی فټ دی، هغوی د هغه جاب د پاره کوالیفائی کوی، آیا هغه ټول بچی د شهداء چې دی، هغه نوکران شوی دی؟ سپیکر صاحب! نه، هغه د شهداء بچی نن هم د آئی جی صاحب د دفتر چکرې لګوی، د خپل ډی آئی جی د دفتر چکرې لګوی، د خپلې ضلعې د ډی پی اوز او د آر پی اوز د دفترو چکرې لګوی۔ سپیکر صاحب، مونږ دا ګڼړو چې دلته خو مونږ Repeatedly دا خبره اخلو چې رائټ ټو انفارمیشن دے، تعلیمی ایمرجنسی ده، Conflict of Interests دے، ریکارډ قانون سازی شوې ده، دا خبرې مونږ د یو کال نه سپیکر صاحب! اورو، نن د دې خبرې نه دا حکومت انکار نشی کولے چې یو طرف ته دوئ دا خبره کوی چې دا جنګ چې دے، دا زمونږ جنګ نه دے او دلته War on terror باندې چې زمونږ کوم شیئر دے، مونږ نن دا تپوس کوؤ چې بیا خو پکار دا وه چې کوم مشکل د امنیت قائمولو د پاره دې حکومت ته یا په دې صوبه کښې مخ دے چې هغه ټول شیئر راخستے شوے وے او د امنیت د قیام

د پاره هغه شیئر په صحیح توګه باندې سپیکر صاحب! لګولے شوے وو خو هغسې ونشو۔ زه نن هم دا خبره کوم چې دلته د ضلعو خبره وشوه، مونږ په دې خبره خوشحالیږو چې پکار دا ده چې حکومت خپله Priority اوګرځوی چې په کوم مد کښې کیدے شی چې هغه ضلعو ته چې کومو ته کیدے شی خو دا یو خبره باید چې مونږ په نظر کښې وساتو چې زمونږ دا صوبه چې ده، دا یو Federating unit دے ، زمونږ مرکز سره یا مرکزی حکومت سره زمونږ ډیرې شخړې چې دی، هغه تراوسه پرتې دی نو که نن مونږ د صوبې په حیثیت باندې د مرکز نه دا تپوس کوؤ چې مونږ له خپل Due share چې دے ، دا په ټائم راکړئ او برابر راکړه نو بیا خو دا هاؤس هم دا حق لری چې څنګ دلته زما نه مخکښې دا خبره وشوه چې په دې صوبه کښې ضلعې دی، په دیکښې ډویژنز دی، په دیکښې ریجنز دی، هغه که Priorities ته اونکتے شی، ضرورت ته اونکتے شی، Development need ته اونکتے شی او Nepotism وشی، اقرباء پروری وشی نو بیا دا حکومت دا خبره نشی Claim کولے چې ګنې دا 'ګډ ګورننس' دے ، بیا مونږ دا حق لرو چې دا خبره وکړو چې دا Bad governance دے ، دا بد ترین حکمرانی ده، دا نه ده پکار، دا پریکټس ختمول پکار دی۔ تاسو سپیکر صاحب، وګورئ چې زه راځم بیا ایجوکیشن له، 147 روډونه چې دی، دا په دې کتاب کښې ورکړی شوی دی، 147 روډونه، او ګپ دے ، ګپ ئے لګولے دے ، ګپ ئے څنګه لګولے دے ؟ د دې حکومت نه ما پخپله اوریدلی وو چې دوئ وائی چې مونږ Stipulated time چې دے ، هغه 1.5 years یا Months ته راوستو، یعنی یو سکیم چې دے دا به مونږ په یو کال کښې او په پینځه میاشتې کښې برابروؤ۔ نن زه تپوس کوم چې 147 روډونه دی او ټوکن ایلوکیشن دې ته شوے دے ، ټوکن ایلوکیشن، هر روډ ته دس دس ملین ایلوکیشن چې دے ، هغه شوے دے ، چې کوم ممبران خفه وو، هغه ئے رضا کړی دی۔ یو ممبر ته ئے اووئیل چې تا له مې روډ اچولے دے او بل ممبر ته ئے هم اووئیل تا له مې روډ اچولے دے خو هغه پریکټس ئے بیا Repeat کړو چې کوم ایلوکیشن د روډ د پاره دے ، کوم Cost estimated چې د یو روډ د پاره دے ما چې اندازه وکړه نو یو یو روډ به په شپږ شپږ کاله کښې او په اووه اووه کاله کښې به هغه روډ کمپلیټ کیږی۔ آیا مونږ نن د دې حکومت نه دا حق لرو چې

دا تپوس وکړو چې دا مذاق نه دے ؟ د 147 په ځائې باندې به تاسو 47 روډونه ورکړی وو، په یو نیم کال کښې به ټول روډونه برابر شوی وو ځکه سپیکر صاحب! زه دا خبره کوم چې دا بجټ چې تیار شوے دے ، دا ضرورت ته نه دی کتلی شوی، دا د خپل حکومت بچاؤ ته کتلی شوی دی چې راشه هغه ممبران چې هغه ځان سره راټینګ کړو، اوس به ممبران په دې خبره پوهیږی چې د هغوی په حلقو کښې کارونه شروع شی او په دوه میاشتو کښې یو یو کروړ روپئ ولګی او بیا دا دوړې او دا روړې او دا شګې او دا باجرئ د دوئ دا خلق تنګ کړی او پینځه پینځه کاله پرې لګی نو بیا به هغه ممبرانو له سوچ ورځی چې یره دا خوئے مونږ سره ښه ونکړل، دا خوئے مونږ سره بد کړی وو۔ (تالیاں) سپیکر صاحب، ایجوکیشن له به راشم۔ په دې صوبه کښې ایجوکیشن ایمرجنسی لګیدلې ده او ما ته داسې لګی چې دا ایمرجنسی چې ده، دا دفعه 144 چې ورته وائی، 144 دفعه لګیدلې ده۔ ما دا ټول کتاب اوکتو، منسټر صاحب ناست دے ، زه به غواړم چې ما له جواب راکړی۔ یو څیز پکښې ما نوے ولیدو او کار نوے نه وو خو یو حکومت، د ایم ایم اے حکومت هم ورله نوم نه وو ورکړے او د اے این پی او پیپلز پارټئ حکومت هم ورله نوم نه وو ورکړے ، هغه سکولونو ته بنیادی سهولیات وو، دوئ ورله نوم ورکړو "تعمیر سکول پروګرام"۔ څنګه ئے چې د Polio campaign for the last 25 years دلته راروان دے ، دوئ ورته د "صحت کا انصاف" نوم ورکړو۔ سپیکر صاحب، دوئ مونږ ته وائی چې مونږ 20% increase کړے دے ، ما ته به منسټر صاحب خبره کوی چې په ایلیمنټری او سیکنډری ایجوکیشن کښې74 بلین چې دی دا سیلریز ته ځی، په 14-2013 کښې ډیویلپمنټ بجټ چې دے ، دا 8.1 بلین دے او په 15-2014 کښې دا 8.1 بلین دے۔ که دا سیوا وے ، منسټر صاحب مخامخ ناست دے ، ما ته به اووائی چې ډیویلپمنټ بجټ چې دے ، دا یوه آنه سیوا دے ، یوه آنه، چې کوم 14-2013 کښې وو، هغه 15-2014 کښې دے۔ سپیکر صاحب، دا کتابونه اوس اوپن شوی دی، دا پبلک پراپرټی ده، دا خلقو له لاړل، مونږ حیران په دې یو چې کله دریم کوارټر د دې فنانشل ایئر کمپلیټ شو، فګرز د فنانس ډیپارټمنټ نه راغلل چې دیریش فیصده یوټیلائزیشن چې دے ، هغه شوے دے ، نن په اخری یو کوارټر کښې 75%

یوټیلائزیشن وشو، دا خو د اله دین چراغ وو د فنانس ډیپارټمنټ سره، دا څنګه ممکنه ده؟ دا ممکنه نه ده. د 14-2013 بجټ به 100 پرائمری سکولونه جوړیدل، پنځوس به مډل سکولونه جوړیدل، پنځوس به هائی سکولونه جوړیدل، پینځویشت به هائر سیکنډری سکولونه جوړیدل، پینځه سوه به اضافی کمرې جوړیدې او داسې به بنیادی سهولیات ورکیدل، یوه آنه، Single penny نه ده لګیدلې، یوه آنه نه ده لګیدلې او که په نوی بجټ کښې یوه آنه لګیدلې وی، یوه آنه، منسټر صاحب ناست دے، ما له د جواب راکړی، دا بیله خبره ده، (تالیاں)
دا بیله خبره ده چې دوئ وائی مونږ Reappropriation کړے دے، هغه هم ښه خبره ده خو سوال دا دے چې په یو کال کښې ایجوکیشن ایمرجنسی کښې په نوی سکیمونو کښې یوه آنه اونه لګی نو بیا د ما نه شاه فرمان صاحب نه خفه کیږی چې دا Bad governance نه دے نو دا څه دے؟ دوئ خو خلقو ته دا نه وو وئیلی چې مونږ چې حکومت ته راشو نو بیا به کښینو ورکنګ ګروپس به کښینوؤ او خپلې پالیسئ به جوړوؤ؟ تاسو خو دا خبره کړې وه چې مونږ سره، مونږ سره Planners دی، مونږ سره منصوبه ده، مونږ سره حکمت عملی ده، مونږ سره بهترین ټیمونه دی، نو په یو کال کښې په تعلیمی ایمرجنسئ کښې دا تاسو وکړل چې پرائیویټ تعلیمی ادارې خو تاسو ریګولیټری اتهارټی، ما Bill راؤړو نو ما ته په دې Plea باندې واپس شو چې دا Financial constraints دی، لهذا پرائیویټ ممبر چې کوم دے، دا ریګولیټری اتهارټی نشی راؤړے خو یو تحفه هم ورله ورکړه په دې نوی کال کښې چې په پرائیویټ تعلیمی ادارو باندې تاسو ټیکسونه ولګول او دا خبره کوئ چې ایجوکیشن فلاحی اداره ده، د هغې مو هم تضاد وکړو. سپیکر صاحب، دا کیدے شی چې یو طرف ته تاسو وایئ چې تعلیم ورکول چې دی، دا د ریاست ذمه واری ده، دا که ریاست ورکوی او که دا پرائیویټ تعلیمی ادارې ورکوی خو بیا دا دا ذمه واری ده، دا ډیر لوئې زیاتې وشو، نه وه پکار، پکار خو دا وه چې پرائیویټ تعلیمی ادارې چې وې چې هغه ریګولیټ شوې وې. نن ډائریکټ خبره ده چې په پرائیویټ تعلیمی ادارو باندې تاسو ټیکس ولګولو، ولې ستاسو څه خیال دے چې هغوی به د سټوډنټس نه یا د Parents نه هغه فیسز کښې اضافه نه کوی؟ دا تاسو کوم ریلیف ورکړو؟ پکار دا

وه چې دا ادارې چې دی دا ریګولیټ شوے وے، د هغوی فیسونه، د هغوی د استاذانو کوالیفیکیشن، د هغوی د استاذانو جایز، ستاسو Curriculum، دا ټول څیزونه چې دی دا به ریګولیټ شوی وو، هغوی به د عوامو نه اضافی پیسې هم نه اخستې او یو ریګولیټری اتهارټی به راغلې وه او خلقو ته به یو سهولت ملاؤ شوے وو. سراج الحق صاحب ډیر ښکلی قرآنی آیات او ډیر ښکلی، خدائے شته د قرآن هر آیت چې دے، هغه په زړه باندې ډیر زیات خوږ لګی او زه ئے وئیل غواړم، سراج الحق صاحب چې اووئیل زه ډیر زیات خوشحاله شوم، ما وئیل چې سراج الحق صاحب په دویم کال باندې اګر چه د دوئ ما ته یادیږی نه خو دا به یا اووم بجټ وی یا به ئے اتم بجټ وی چې سراج الحق صاحب اووئیل چې "رَبِّ ٱشْرَحْ لِى صَدْرِىO وَيَسِّرْ لِىٓ أَمْرِىO وَٱحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِىO يَفْقَهُوا۟ قَوْلِى"، سراج الحق صاحب! ستاسو میسج مونږ ته رااورسیدو، ستاسو په خبره هم مو نږ پوهه شو، آیات ما اووئیلو، زه به هم کوشش کوم چې کومه خبره کوم چې تاسو هم پرې پوهه شئ او قام او اولس هم پرې پوهه شی، مونږ نن په دې خبره نه پوهیږو، تاسو په خپل تقریر کښې سراج الحق صاحب! اووئیل چې مونږ کتابونه ورکوؤ، سراج الحق صاحب! دا ستاسو کریډټ نه دے، کریډټ ستاسو نه دے، دا خو رارو انه سلسله ده، تاسو وایئ مونږ وظیفه ورکوؤ، راروانه سلسله ده، روښانه پختونخوا دے، راروانه سلسله ده، ستوری د پختونخوا دے، راروانه سلسله ده. په بټګرام کښې، 'سوری' په تورغر کښې او په کوهستان کښې Stipend ورکوؤ، راروانه سلسله ده، نوے کار مو څه وکړو؟ Duplication مو وکړو، Duplication، ما له به شاید چې منسټر صاحب جواب راکړی چې د روښانه پختونخوا په موجودګئ کښې چې یو Voucher scheme مونږ شروع کړو، دا اقراء فروغ تعلیم سکیم چې دے، د هغې کوم ضرورت وو؟ غواړم به دا چې منسټر صاحب ما له د دې خبرې جواب راکړی چې یو پروګرام ستاسو روان دے، پکار دا ده چې هغه پروګرام تاسو Focus کړے وے چې مونږ په اخری کال کښې د سل سکولونو انتخاب وکړو او نن که زه غلطیږم نه، په فګر کښې نه غلطیږم د نهه زرو د پاسه سټوډنټان چې دی، هغه نن د روښانه پختونخوا د پروګرام د لاندې مستفید دی، استفاده کوی د هغوی والدین، پکار دا وه چې

تا سو هغې پروګرام ته Focus کړے وے او تا سو پخپله Duplication شروع کړو، دا نه وو پکار۔ سپیکر صاحب! دلته اعلان شوے وو، سراج الحق صاحب هم اعلان کړے وو، د وزیر اعلیٰ صاحب د خلې نه مې هم دا اعلان اوریدلے وو چې دا تیر مارچ چې وو، تیر مارچ، وئیل چې د یکم مارچ نه به په دې صوبه کښې انقلاب راځی او هغه وخت ختم شو چې د غریب بچے به په یو سکول کښې سبق وائی او د مالدار به بل کښې سبق وائی، نو ما به دا سوچ کولو چې دا اکیډمک ایئر خو د یکم اپریل نه شروع کیږی، نو ما وئیل چې د دې یکم مارچ نه دوئ دا اکیډمک ایئر شروع کوی خو نن زه تپوس کوم یو کال پس چې په دې صوبه کښې مدرسې، په دې صوبه کښې پرائیویټ تعلیمی ادارې او په دې صوبه کښې سرکاری سکولونه چې دی، دا د یو Curriculum د لاندې دی، غواړم به دا چې منسټر صاحب ما له دا جواب راکړی، یو کار وشو چې په ټوله دنیا کښې مسلمه قانون دے، په ټوله دنیا کښې مسلمه اصول دے چې د دنیا هر قام چې دے، د دنیا هر ریاست کښې د هر قام بچو ته په هغه قامی ژبه کښې تعلیم چې دے، هغه ښودلے کیږی، یو انقلاب دلته راغے چې دا واحده صوبه ده په ټوله دنیا کښې، دا واحده صوبه ده په ټوله دنیا کښې چې مونږ په مورنو ژبو کښې په دې صوبه کښې تعلیم لازمی کړے وو، د هغې د پاره مونږ هغه عملی قدمونه اخستی وو، یو انقلاب دې خلقو راوستو چې دې بچو ته، د دې وطن بچو ته به په مورنئ ژبه کښې سبق نه ښودلے کیږی، دا نګریز په ژبه کښې به ورته سبق ښودلے کیږی، د چا نه چې دا حکومت هم ګیلې کوی او د چا نه چې د دې حکومت سربراه هم ګیلې کوی چې هغه کچکول به هم ماتوم، د هغوی د غلبې نه هم ځان خلاصوم او دلته ئے زما د وطن بچی د هغې ژبې د لاندې لازمی اوګرځول او زه نن په دې خبره هم ډیر زیات افسوس کوم سپیکر صاحب! زما محترم لیډر آف دی هاؤس دلته ناست دے، زه ترینه ګیله کوم چې په یو پروګرام کښې زما وزیرا علیٰ صاحب دا خبره کوی چې ما ته ځوک د پښتو نوم واخلی، زما په سر د ړ شی، وزیر اعلیٰ صاحب! زه ګیله کوم او زه بیا دا خبره Appreciate کوم چې وزیر اعلیٰ صاحب وائی چې دا خبره ما نه ده کړې۔۔۔۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سردار حسین: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر، Just explain کوی۔

جناب وزیراعلیٰ: ما دا سې قسمه خبره نه ده کړې۔

جناب سردار حسین: دا نن ډیره زیاته ښه خبره ده او زه وزیر اعلیٰ صاحب زمونږ محترم دے، مونږ ئے احترام کوؤ، ډیر احترام د هغوی د پاره لرو او چې نن هغوی د دې خبرې وضاحت وکړو، زه ئے ډیره زیاته شکریه ادا کوم او چې چا په دې Twitter باندې، په سوشل میډیا باندې دا خبره خوره کړې ده، نن وزیر اعلیٰ صاحب پخپله دا خبره وکړه چې ما دا خبره نه ده کړې، زه ئے شکریه ادا کوم۔ سپیکر صاحب، دلته نن سراج الحق صاحب به ما ته دا خبره هم کوی چې دا کوم نظام تعلیم دے، نظام تعلیم، آیا د غریب، دوئ خو وئیل دا خدائی قانون نه دے مونږ ورسره دا منله چې دا خدائی قانون نه دے، دوئ به وئیل دا د تقدیر خبره نه ده، مونږ ورسره هم دا خبره منله چې دا د تقدیر خبره نه ده۔ سراج الحق صاحب به هم دا خبره کوله، وئیل دا د غلط انسانی تدبیر خبره ده، زه ورسره هم دا خبره منم خو یو کال پس به ما له نن جواب راکوی، یو کال پس به جواب راکوی چې آیا د کوم نظام تعلیم خبره دوئ کوله، د کوم نصاب تعلیم خبره دوئ کوله؟ او منسټر صاحب به بیا دا خبره هم کوی چې دا نن د Curriculum چې کومه خبره کیږی، آیا څومره Revision دوئ وکړو؟ هغه تاریخ، هغه معاشرت، هغه اسلامی علوم، هغه سائنسی علوم چې د 18th amendment د لاندې Directorate of curriculum دلته مونږ ډ کلیئر کړے وو، نن به منسټر صاحب مونږ ته دا وضاحت کوی چې څومره Chapters چې دی، د هغېRevival وشو، هغه Revise شو؟ او سپیکر صاحب، دلته پرون خبره وشو چې Independent Monitoring Unit، نن د دې هاؤس په نوټس کښې راوستل غواړم چې د DFID په تعاون د عوامی نیشنل پارټئ او د پاکستان پیپلز پارټئ په حکومت کښې په 2012 کښې دا Agreement چې دے، دا زمونږ حکومت سره شوے دے او زه په دې یو خبره ستائنه کوم چې ټول پروګرامونه زمونږ روان دی نو زه د دې حکومت ستائنه په دې حواله کوم چې هغه پروګرامونه چې دی، هغه دوئ وروستو کړی نه دی، هغه

دوئ پاتې کړی نه دی خو ما ته به منسټر صاحب نن په دې هاؤس کښې وائی چې کوم نوے کار دې حکومت کړے دے چې نن ئے دا ټول هاؤس هم واؤری او دا ټوله صوبه ئے هم واؤری۔ سپیکر صاحب! دلته پرون خبره وشوه د ټریننګ، دا ټریننګ چې دے، دلته پراونشل انسټی ټیوټ آف ټیچرز ایجوکیشن چې دے دا خو نه زمونږ حکومت جوړ کړے دے او نه د دوئ حکومت جوړ کړے دے، دا اداره دلته موجود ده، زه ځکه نن د دې خبرې سره اختلاف کوم چې پرون منسټر صاحب دلته خبره وکړه چې په اولنی ځل باندې، زه ورته دا خبره کوم چې د الله په فضل سره په دې پینځه کاله کښې چې په ایجوکیشن کښې څومره اصلاحات راغلی دی، څومره اصلاحات دا که په ګورننس کښې راغلی دی، دا که په ټیچرز سائډ باندې راغلی دی، دا که په سټوډنټ سائډ باندې راغلی دی، دا زه نن چیلنج کوم، دا موجوده حکومت زه په دې خبره چیلنج کوم چې دا اوس په دې نه کیږی چې School based appointment د پاره تاسو رولز ریګولیشنز نه دی جوړ کړی، تاسو قانون سازی نه ده کړې او نن تاسو لګیایئ د NTS په ذریعه باندې استاذان بهرتی کوئ، صوبائی خود مختاری تاسو پامال کړه، دلته ETEA موجود نه وه؟ نن به منسټر صاحب ما له دا جواب هم راکوی چې آیا د ETEA په موجودګئ کښې د NTS دلته د راتګ کوم ضرورت وو؟ نن دلته زما میډیکل ته او انجینئرنګ ته چې کوم ماشومان بچی بچیان ځی، آیا هغوی د NTS د لاندې ځی او که هغوی د ETEA د لاندې ځی؟ زه به دا ګڼړم بلکه دلته دې باندې خو دا ټوله صوبه نن سوالیه نشان شوه چې په خپله اداره باندې اعتماد نه کول او د مرکز نه ته اداره راولې NTS، نن پکار دا ده چې مونږ ته دا جواب ملاؤ شی، دا خو ښکاره په خپله اداره باندې عدم اعتماد دے چې تاسو خامخا Testing کولو چې نه وو پکار، زه وایم چې نه وو پکار، ولې نه وو پکار؟ سپیکر صاحب، تاسو سوچ وکړئ چې نن یو جینئ یا یو هلک لس جماعت پاس کړی، دا ټیسټ دے، ایف اے/ ایف ایس سی پاس کړی، دا ټیسټ دے، بی اے/ بی ایس سی پاس کړی، دا ټیسټ دے، ایم اے ایم/ ایس سی پاس کړی، دا ټیسټ دے، ایم فل وکړی، پی ایچ ډی وکړی او بیا ټیچنګ کورس وکړی، دا که پی ایس ټی ده، دا که سی ټی ده، دا که ډی ایم دے، دا که هر کورس دے، تاسو

سوچ وکړئ سپیکر صاحب! چې ټیچنګ ته یو Applicant چې دے ، چې کله هغه Applicable وی، هغه درخواست ورکولے شی، هغه د یوولسو مرحلو نه تیر شوے وی، د یوولسو مرحلو نه، نن زه د دې حکومت نه تپوس کوم چې دا د دې د پاره وه چې پیسې راغونډې شی۔ یو Candidate به پینځه سکولونو ته Apply کوله او درې سوه روپئ چې دی، دا به یو Candidate جمع کولے او یو لاکھ خلقو Apply کړې وه، یو لاکھ خلق، ما ته خو لګی داسې چې دا خو NTS یو اداره ده، NTS او هغې ته کروړونه روپئ ورجمع کول وو، د هغې نه علاوه خو ما ته څه نه ښکاری۔ بیا پکار دا وه چې خامخا که تاسو ټیسټنګ ادارې ته پیسې ورکولې، که تاسو ETEA له دا پیسې ورکړې وې، په خپله صوبه کښې خو به پاتې شوې وې کنه۔ سپیکر صاحب! د روزګار په حواله باندې کلسټر سسټم، ما ته سراج الحق صاحب اووئیل چې مونږ کلسټر سسټم شروع کړو، که زه غلطیږم نه مونږ په هری پور کښې ابتداء کړې وه، دلته د هری پور ایم پی اے صاحب خو نن ګوهر نواز هم نشته او دغه هم نشته چې دا هم ستاسو په یاد کښې راولم چې دا هم زمونږ د حکومت Initiative وه او مونږ هلته شروع کړې وه۔ ما ته یو څیز داسې ښکاره نشو او ما وختی خبره وکړه، دلته سپیکر صاحب! که مونږ بې روزګارئ له راشو، روزګار چې دے هغه د تعمیر سره تړلے دے ، په دې ټول کال کښې د تعمیر کار په دې وجه ونشو چې حکومت وئیل مونږ Consultants hire کوؤ او اوس خبر شوم چې هغه بله ورځ نوټیفیکیشن شوے دے چې د درې کروړو روپو پورې به کنسلټنټ کار نه کوی او د درې کروړو نه به اخوا کنسلټنټ کار کوی، نه پوهیږو چې دا نوټیفیکیشن به کله Denotify کیږی؟ بې روزګاری چې ده، هغه دومره سیوا شوه چې نن هم مونږ دلته ناست یو، د دې اسمبلئ د ګیټ مخې ته خلق په احتجاج باندې دے د روزانه په بنیاد باندې، اوس ما ته میسج راغے چې په بهبود آبادئ کښې په بونیر کښې څوارلس کسان چې دی، هغه د روزګار نه اوویستې شو۔ دلته ورکرز ویلفیئر بورډ خلق د روزګار نه اوویستلې شول، د ټول ډیپارټمنټ نه او زمونږ انفارمیشن منسټر صاحب دا خبره ډیر په دعوې سره کوی چې مونږ ډاؤن سائزنګ کوؤ او بیا فنانس منسټر صاحب دا خبره کوی چې زمونږ 71% بجټ چې دے ، دا په تنخواګانو کښې ځی۔ مونږ حکومت ته دا خبره

کوؤ چې دا تنخواګانې خو څه د هندوستان خلقو له نه ورکوئ او نه ئے د ایران خلقو له ورکوئ او نه ئے د بل ملک خلقو له ورکوئ، دا خو د دې صوبې خلقو له ورکوئ، د ریاست او د حکومت ذمه واری دا وی چې خلقو له روزګار ورکړی، نن دا خو ډیره زیاته عجیبه خبره ده چې 71% بجټ چې دے، دا تاسو په تنخواګانو ورکوئ، اوس لګیدلی یئ خلق د نوکرو نه اوباسئ۔ سپیکر صاحب، د دې حکومت خو د خلقو سره او بیا خاصکر د زلمو سره او زلمی خو دومره خوشحاله وو، مونږ به د Election campaign دوران کښې کتل، ما په اولنی ځل باندې لیدلی دی چې زلمو هلکانو، زلمو جینکو په مخونو باندې جهنډې جوړې کړې وې، جهنډې او دوئ ورسره وعدې کړې وې چې مونږ به درله روزګار درکوؤ، پکار دا ده چې نن دا حکومت خلق د روزګار نه نه اوباسی، د روزګار نوې موقعې چې دی، هغه خلقو له ورکړی چې کوم خلق په روزګار دے هغه په روزګار اوساتئ، که کوم خلق په روزګار مستقل نه دے، هغه خلق په روزګار مستقل کړئ، لوئے لوئے موقعې د ریونیو ځان له جنریټ کړئ چې د هر ځائې نه ئے جنریټ کوئ، دا ستاسو ذمه واری ده او مونږ ته خو وئیلې شوی دا وو سپیکر صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب وئیلی وو چې دلته به دومره سرمایه کار راځی چې دومره سرمایه کار چې مونږ به ئے ځایولې نشو۔ ما چې بجټ وکتو Foreign aid چې35 بلین دا به په دې 14-2013 کښې مونږ ته راتګ وو، د هغې مونږ ته به دا پیسې راتلې، نن پکار دا ده چې حکومت مونږ له دا جواب هم راکړی چې دا اوولس اربه روپئ په دیکښې کمے راغے، د هغې وجوهات څه وو؟ آیا په تاسو باندې بیرونی دنیا عدم اعتماد وکړو او که نه تاسو پخپله دغه امداد له لته ورکړه؟ او بیا زه حیران په دې یم چې Estimated 35 billion مونږ ته راتګ وو، دې صوبې ته، هغه مونږ ته رانغلې او په دې 15-2014 کښې دا حکومت په دې خوش فهمئ کښې دے چې مونږ ته به 39 اربه روپئ راځی نو بیا به غواړم دا چې فنانس منسټر صاحب دا هم د ځان سره ولیکی چې په خپل سپیچ کښې مونږ ته دا خبره وکړی چې آیا د دې 39 ارب روپو د راتګ کوم داسې لارې دی چې دوئ ورته جوړې کړې دی چې هغه به مونږ ته راځی؟ سپیکر صاحب! سراج الحق صاحب په خپل اولنی سپیچ کښې چې ما سره ئے هغه اولنے

سپیچ چې دے ، هغه هم دا دے ما سره پروت دے ، وئیل ئے مونږ به دلته دومره بجلی پیدا کوؤ چې د پاکستان ضرورت به برابروؤ او بهر به بجلی خرڅوؤ او بیا چې عمران خان صاحب راغے او د درې نیم سوؤ ډیمونو اعلان ئے وکړو، زه ډیر زیات خوشحاله شوم، ما وئیل څه شکر دے چې دا د لوډشیډنګ مسئله چې ده، دا ډیرو حکومتونو نه ده حل کړې خو عمران خان صاحب راغے ، درې نیم سوه ډیمونه چې دی، هغه هغه اعلان کړل او چې کله مې د بجټ دا کاپی وکتله، درې اربه روپئ چې دی، درې اربه روپئ د ډیمونو د پاره مختص دی او 36 منصوبې چې دی، دا دوئ Identify کړی دی۔ زه نن د سراج الحق صاحب نه تپوس کوم چې ملاکنډ تهری د دوئ په وخت کښې شروع شوے وو، څه د پاسه شپږ اربه روپئ پرې هغه وخت کښې لګیدلې وې چې زما یقین دے داسې یو کروړ روپئ د دوئ حکومت، د مولانا صاحب دوئ حکومت ورکړې وې او بیا باقی خو ظاهره خبره ده حکومت به هغه پیسې ورکولې، 81 میګاواټ بجلی نن د هغې ځائې نه پیدا کیږی، دوه اربه روپئ د هغې سالانه آمدن دے۔ سراج الحق صاحب! یو خو د درې نیمو سوؤ ډیمونو اعلان شوے دے ، تاسو د 36 منصوبو دلته وعده کړې ده او د هغې د پاره تاسو درې اربه روپئ ایښې دی نو ما چې بیګا کیلکولیشن کولو، ما وئیل چې په دې حساب باندې چې دوئ 36 ډیمونه جوړوی نو د دې صوبې خلق د واؤری چې په دې باندې به که خدائے پاک مې نه غلطوی نو شپیته کاله به پرې لګی، شپیته کاله به په دې 36 ډیمونو باندې لګی چې دا دلته جوړ شی۔ *(تالیاں)* آیا دا مذاق نه دے ، آیا دا توقې نه دی، توقې؟ دا خو د دې قام سره دوئ توقې کوی، پکار دا ده چې د یو ډیم اعلان ئے کړے وے ، هغه Fully funded وے ، په یو کال کښې به ئے تیار کړے وو، په یو نیم کال کښې به ئے تیار کړے وو، په دوه کاله کښې به ئے تیار کړے وو، که اویا میګاواټه بجلی راتلله، که پنځوس میګاواټه بجلی راتلله، دا بجلی به ترینه راغلې وه۔ سپیکر صاحب، زه په دې خبره خوشحاله شوم۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> بابک صاحب! لږ ټائم۔۔۔۔

<u>جناب سردار حسین:</u> چې په دیر کښې د یونیورسټئ اعلان شوے دے ، غالباً که زه غلطیږم نه، زه ډیر زیات خوشحاله شوم۔ په نوښار کښې د میډیکل کالج اعلان

شوے دے ، زہ ډیر زیات خوشحاله شوم۔ وزیر اعلیٰ صاحب به ما له لږه توجه راکوی، د وزیر اعلیٰ صاحب توجه به غواړم، زمونږ حکومت چې په پینځه کاله کښې څومره یونیورسټۍ جوړې کړې دی او څومره میډیکل کالجونه ئے جوړ کړی دی او څومره د یونیورسټو کیمپسې ئے جوړې کړی دی، وزیر اعلیٰ صاحب ته به مې دا خواست وی چې تاسو زمونږ نه ډیر زیات ښه یئ، تاسو سره ټیم هم ډیر زیات دے ، ستاسو پارټی هم غټه ده، دا به مې ورته خواست وی چې دلته به مونږ ته اعلان کوی چې د پیپلز پارټۍ او د عوامی نیشنل پارټۍ په حکومت کښې څومره یونیورسټۍ او څومره میډیکل کالجونه او څومره کیمپسونه جوړ شوی دی؟ د هغې نه به د تحریک انصاف او دا اتحادی جماعت سیوا یونیورسټۍ او سیوا میډیکل کالجونه او کمپسونه په دې صوبه کښې جوړوی او د دې اعلان په انتظار یم ان شاء الله که خیر وی۔ (تالیاں) سپیکر صاحب، د Tourism په حواله باندې۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار حسین صاحب! ټائم به لږ۔۔۔۔

جناب سردار حسین: او زما دا خواهش وو چې که د اپر دیر ذکر ونکړم، د اپر دیر او زه وایم دا د په ریکارډ وساتلے شی چې د دنیا په بهترینو ځایونو کښې د اپر دیر چې دے ، په بهترینو ځایونو کښې د Tourism د پاره دے ، د Tourism د پاره۔ (تالیاں) پکار دا وه چې دا حکومت انقلابی کارونه کوی چې نن مونږ وئیلی وے چې دوئ Innovation کوی Innovation ، هغه Creative خلق وو، دا داسې خلق دے چې د دوئ سره داسې داسې منصوبې دی چې لکه اوس د سونامی دا نوم چې دے ، دا مونږه هډو اؤریدلے نه وو، ما وئیل چې په اپر دیر کښې هم یو سونامی راغلې وه او داسې حیثیت ئے ورله ورکړے وو لکه څنګه چې مری ته ملاؤ دے یا څنګه چې دلته په دې وطن کښې د Tourism نورو ځایونو ته ملاؤ دے ، خدائے شته چې اولنې سړے به زه ووم چې ما به دا حکومت Appreciate کولو خو زه به غواړم، زه دا منم سراج الحق صاحب هم د دیر دے ، د دوئ په ذهن کښې به دا خبره وی خو زه دا ګنړم چې د دې صوبې د آمدن د ټولو نه لویه ذریعه، غټه ذریعه دا به جوړیږی، پکار دا ده چې دا حکومت As a non ADP

scheme د اپر دیر هغه کمراټ او هغه ټولې علاقې چې دی، شاید چې زه ئے نومونو کښې غلطیږم خو بهرحال د اپر دیر هغه علاقې چې هغه د Tourism د پاره یو لوئې ځائې اوګرځوی، زه ورته دا مبارکی ورکوم چې ان شاء الله دا به د Tourism د پاره یو ډیر لوئې مقام ګرځی سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! ما سره خبرې ډیرې دی خو چونکه هغه فګرز ټول، فګرز ټول سکندر خان اوویل نو ما ځکه وئیل زه هغه طرف ته لا نړم، هغه کتاب مې بالکل بند وو او دا تاسو کتلے شئ چې هغه مې بند پاتې کړے دے-----

<u>جناب سپیکر:</u> هم دغه مسئله وی چې کوم مخکښې تقریر وکړی نو هغه شا ته ځائې نه پریږدی۔

<u>جناب سردار حسین:</u> بند مې پاتې کړے دے خو بهرحال د حکومت نه به مې دا خواست وی، د حکوت نه چې اوس د هم په دې باندې نظرثانی وکړی ځکه سپیکر صاحب، که زه وګورم دا، دا اوګورئ تاسو جی دا په دې باندې لیکلی دی، دا Proposed دے Proposed، دپاسه پرې سټیکر دے سټیکر او چې کله دلته د Passing Stage راشی نو ما ته پته ده دې کتاب کښې هیڅ بدلون نه راځی، اګرچه سراج الحق صاحب وائی چې ما له هیڅ چا تجویزونه رانکړل خو سراج الحق صاحب به بیا دا وکړی چې خپل ډیپارټمنټ ته به اووائی چې دا Proposed sticker چې دے، دا ترینه لرې کړه او بیا دا کاپی چې ده، دا به مونږ ته په ډسک باندې پاتې شی، د دې نه علاوه زیات زه څه وئیلې شم۔ (قہقہہ) ډیره زیاته مهربانی او ډیره مننه۔

<u>جناب سپیکر:</u> مهربانی جی، مهربانی، مهربانی۔ عاطف خان چونکه څه کوئسچن چې هغه سردار حسین داسې کول چې عاطف خان د جواب ورکړی۔ عاطف خان ته خواست کوم چې خبره وکړی۔

<u>جناب محمد عاطف (وزیر برائے ابتدائی وثانوی تعلیم):</u> بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے تو آپ کا شکریہ سپیکر صاحب، ممبر صاحب نے تقریر کی اور ماشاءاللہ، ماشاءاللہ باتوں میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن کام میں ان شاءاللہ مقابلہ کرکے دکھاؤنگا۔ (تالیاں) پانچ سال گزر گئے اور سارے سٹینڈرز

آپ کے سامنے ہیں جو میں نہیں کہونگا، جو International surveys ہوئے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ اگر اللہ نے موقع دیا اور پانچ سال گزرینگے تو اس کے بعد بھی ان شاءاللہ تعالیٰ جو Surveys ہونگے، وہ میں آپ کو دکھاؤنگا کہ اس میں اور اس میں کیا فرق ہے؟ ان شاءاللہ تعالیٰ یہ مجھے یقین ہے۔ (تالیاں) یہ کہتے ہیں کہ جی، مجھے کوئی نئی چیز نظر نہیں آرہی، ابھی اگر میں کہوں کہ جی مجھے یہ طرف نظر نہیں آرہی ہے، یہ طرف مجھے نظر آرہی ہے تو پھر میرے دیکھنے میں یا میری ڈائریکشن میں ہو سکتا ہے کوئی پرابلم ہو۔ 760 سکولز جو پچھلے زلزلے میں، دس سال تقریباً ہونے کو آئے ہیں جو کہ ہزارہ میں، بالاکوٹ میں، اس ایریا میں تھے، یہ کہہ رہے ہیں کوئی نئی چیز نہیں ہے، نو دس سال سے وہ سکولز نہیں بنے تھے، کوئی پروگرام نہیں تھا ان کے بننے کا، ابھی اس بجٹ میں ان کے بننے کا ہے تو یہ میرے خیال میں اگر ان کو نظر نہیں آرہا تو پھر یہ آپ دیکھیں قصور کس کا ہے؟ (تالیاں) پانچ کروڑ روپے، پانچ کروڑ روپے پہلی دفعہ ٹیچرز کیلئے، پرنسپلز کیلئے، Good performing Teachers اور پرنسپلز کیلئے یہ رکھے گئے ہیں کہ جو اچھا کام کرے، ان ٹیچرز کو آپ کوئی Incentives دیں، ان کو Motivation دیں، ان پرنسپلز کو کہ جی وہ اچھا کام کر رہے ہیں، تو میرے خیال میں اگر یہ ان کو نظر نہیں آرہا ہے اور یہ مجھے بتا دیں کہ ہم نے کتنے کروڑ روپے اپنے دور میں ٹیچرز کو اور پرنسپلز کو Good performance کے طور پر دیئے ہیں تو میں گناہگار ہوں، یہ مجھے بتائیں کہ جی 80 کروڑ روپے، 80 کروڑ روپے ہم نے ٹیچرز ٹریننگ کیلئے رکھے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے دیکھا ہوگا عموماً بات آتی ہے کہ جی پرائیویٹ سکول کا ٹیچر، اس سرکاری سکول کے ٹیچر سے برا نہیں ہے لیکن ان کو ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے، میں نہیں کہتا کہ ان کو ٹریننگ نہیں دی جاتی تھی لیکن این جی اوز کے ذریعے اور ٹیچرز ٹریننگ سنٹر تھا، میں پھر یہ دہراتا ہوں کہ سسٹم سارا ہے، گاڑی ہے، ایک کروڑ روپے کی گاڑی ہے، اس میں تیل ڈالنے کیلئے آپ کے پاس ایک ہزار روپے نہیں ہیں، کیا آپ اپنی منزل کو پہنچ سکتے ہیں؟ ہم نے یہ نہیں کیا، ہم نے سٹرکچرز بڑے بڑے نہیں بنائیں لیکن جو سسٹم ہے، اس کو بحال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، 80 کروڑ روپے ہم نے اس دفعہ ٹیچرز ٹریننگ کیلئے رکھے ہیں کہ جو موجودہ ٹیچرز ہیں، ان شاءاللہ تعالیٰ ان کو بہترین ٹریننگ دی جائے اور ٹریننگ بھی ایسی جو عام ٹریننگ ہوتی ہے وہ نہیں، ہم Outsource کر کے جو اچھی ٹریننگ دینگے، جو اچھی ٹریننگ دینگے Outsource کر کے، ان شاء

اللہ تعالیٰ ان کو اچھی ٹریننگ دینگے۔اس کے علاوہ School based recruitment ہے، مجھے یہ سمجھ نہیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ پوری دنیا میں، پوری دنیا میں School based recruitment ہوتی ہے، ٹیچرز سکول سے Belong کرتے ہیں، یہ نہیں کہ کبھی یہاں بھیج دیا، کبھی وہاں بھیج دیا اور Political basis پہ ابھی جو سسٹم ہے، مجھے پتہ ہے کہ ابھی بھی لوگوں کو، میں نے بہت کوشش کی ہے لیکن ابھی بھی لوگوں کو گلہ ہوگا، میں نے کل بھی ذکر کیا تھا کہ Political basis پہ ٹیچر کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے، جس کی حکومت آتی ہے، وہ اگلی پارٹی والے کو ادھر پہاڑوں پہ پہنچا دیتے ہیں، 80 میل دور وہ بیچارہ پھر تین گھنٹے ایک طرف سے، تین گھنٹے دوسری طرف سے، پھر وہ کیا پڑھائی کرے گا، کیا کروائے گا؟ اس چیز کو ختم کرنے کیلئے ہم نے School based recruitment شروع کی ہے تاکہ Political victimization ختم ہو اور نمبر دو کہ یہ Own کریں سکول کو کہ اسی سکول میں وہ رہے، اسی سکول میں پروموشن ہو، اس سے پوچھ گچھ کی جائے، یہ نہیں کہ آپ کسی سے پوچھیں اور وہ کہے کہ جی میں تو چھ مہینے پہلے فلاں جگہ تھا، ابھی آیا ہوں تو مجھے نہیں پتہ یہ میرے خیال میں نئی چیز ہے، یہ بھی اگر کسی کو نہیں نظر آرہا تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ جو فرنیچر کے حوالے سے اکثر لوگ یہاں پہ گلہ کرتے ہیں کہ جی سکولوں میں فرنیچر نہیں ہے، جو وہ بنتا تھا، نیا سکول بنتا تھا تو اس کیلئے فرنیچر کی الاٹمنٹ ہوتی تھی، پھر پورے سال میں 40 لاکھ بچوں کے فرنیچر کیلئے ہو سکتا ہے کہ کوئی دو کروڑ یا تین کروڑ Repair کیلئے پیسے ہوتے تھے، اس دفعہ ہم نے ڈھائی ارب روپے صرف سکولوں کے فرنیچر کیلئے رکھے ہیں، میرے خیال میں اگر یہ کسی کو نظر نہیں آرہا، (تالیاں) اس کے علاوہ Non salary budget جو ہے، وہ ہم نے پچھلے سال چار ارب سے بڑھا کے آٹھ ارب تک کر دیا، آٹھ ارب کا، جس کا یہ تقریباً increase 92% ہے، اس میں ہم کریں گے کیا؟ جو ڈی اوز ہیں جو مختلف ایجوکیشن سسٹم، میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ سسٹم ہے لیکن اس کو چلانا چاہیئے، ان کو 1992 کے بعد گاڑیاں نہیں دی گئیں اور اس میں ہم نے پہلی دفعہ Provision رکھی ہے کہ جو ڈی اوز ہونگے یا جو Entitled ہیں، نئے لوگ نہیں جو Entitled ہیں، جن کو موٹر سائیکل ملنی چاہیئے، ان کو موٹر سائیکل ملے گی، جن کو گاڑی ملنی چاہیئے ان کو گاڑی ملے گی تاکہ اگر آپ پندرہ سو، دو ہزار سکولز، ایک آدمی سے توقع کرتے ہیں کہ جو اس کو Manage کرے، اس کو آپ گاڑی نہ دیں، اس کو موٹر سائیکل نہ دیں، اس کو آفس

میں کمپیوٹر نہ دیں،اس کو فیکس نہ دیں اوراس سے توقع کریں کہ تم سب کچھ ٹھیک کرو، کیسے کرے گا؟ہم ان شاءاللہ تعالیٰ ان ڈی اوز آفسز کو،اس سسٹم کوEquipped کریں گے،اس کیلئے ہم نے چار ارب سے بڑھا کے آٹھ ارب روپے پر ہم لیکر گئے ہیں، میرے خیال میں یہ اگر کسی کو نظر نہیں آرہا تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال تک ان کو نظر آجائیگا۔اس کے علاوہ مانیٹرنگ سسٹم ہے، یہ بولا گیا کہ جی ہم نے ایک سوچا تھا یا خواب دیکھا تھا کہ جی مانیٹرنگ سسٹم ہونا چاہیئے، وہ تو میرے خیال میں سب کہتے ہیں جی کہ مانیٹرنگ سسٹم ہونا چاہیئے تواب جو یہ کہتا ہے کہ جی میں نے سوچا ہے کہ اگر آخری بال پہ میں چھکا لگاؤں تو تعریف اس کی ہو گی یا جو آخری بال پہ چھکا لگالیتا ہے، تعریف اس کی ہو گی؟ انہوں نے تو صرف سوچا تھا، ہم نے Practically کرکے دکھایا ہے (تالیاں) اوراس سے یہ مانیٹرنگ سسٹم کا، میرے خیال میں آپ کسی کو لے آئیں، میں نہیں Claim کرتا، آپ کسی کو لے آئیں پوری دنیا سے اوراگر یہ نہ کہیں کہ جی سکولوں میں ٹیچرز کی حاضری بہتر ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی؟ آپ اپنے ایمان سے بولیں، یہ نہیں کہ میں نے کیا ہے لیکن آپ اپوزیشن والوں سے بولیں، میں نہیں کہتا کہ 100% ٹھیک ہوا ہو گا لیکن بہتری آئی ہے اسی مانیٹرنگ سسٹم کی وجہ سے،اسی سسٹم کی وجہ سے جو کہ پاکستان میں پہلے کبھی نہیں ہوا، ابھی بھی نہیں ہوا، Even پنجاب میں، سندھ میں بھی نہیں ہوا۔اس کے علاوہ جو یہ Redressal System ہم نے بنایا ہے، جو Complaint Redressal System جو ان شاءاللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں Launch ہو جائے گا، اس سسٹم میں Automatic ایک طریقہ ہے کہ اگر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے کسی کو شکایت ہے تو وہ اس پہ شکایت کرے گا ای میل کے ذریعے، ایس ایم ایس کے ذریعے، فون کے ذریعے، اگر اس کی شکایت کا ازالہ نہ ہو تو Automatically ڈسٹرکٹ لیول سے وہ اوپر آکے ڈائریکٹوریٹ لیول پہ آئے گا، ڈائریکٹوریٹ لیول سے وہ سیکرٹری لیول پہ آئے گا، اگر وہ مسئلہ اس کا حل نہ ہو اور اگر اس کا مسئلہ حل ہو جائے پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر حل نہ ہو، وہ Automatically اوپر آتا جائے گا، یہ نہیں کہ اس کے اوپر کسی کو شکایت آئی ڈی او کو اور وہ اس کے اوپر بیٹھ گیا کہ جی میں نے کچھ کرنا بھی نہیں اور اوپر بھی نہیں جانا ہے، وہ Automatically اوپر جائے گا، یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا تو یہ میرے خیال میں اگر کسی کو نہیں نظر آرہا تو اس میں پھر ہمارا قصور نہیں ہے، دیکھنے والے کا قصور ہو سکتا ہے۔اس کے علاوہ جو یونیفارم سسٹم کی بات کی گئی،

چونکہ مطلب میں دوبارہ سے یہ موقع لے رہا ہوں پھر ہیلتھ والے بھی بات کریں گے لیکن آخری بات یونیفارم سسٹم کی، ہم نے پہلے بھی یہ کہا ہے، اب دوبارہ یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں اپنی زبانیں، ہمیں اپنی مادری زبانیں عزیز ہیں، چاہے وہ پشتو ہو، چاہے وہ ہندکو ہو، چاہے جو بھی زبان اس صوبے میں بولی جاتی ہے یا ملک میں بولی جاتی ہے لیکن مجھے یہ بتایا جائے جو بشمول یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور یا یہ گیلری میں ادھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں، یہ سب مجھے بتادیں کہ کونسے ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی زبان میں، دوبارہ سے دہرا رہا ہوں، ہم پشتو کی اپنی As زبان ہم قدر کرتے ہیں اور اس کو ہم پروموٹ بھی کریں گے لیکن As medium of instructions یہ کتنے لوگ یہاں پہ موجود ہیں جو اپنے بچوں کو پشتو میں تعلیم دلاتے ہیں؟ یہاں پہ جو بیٹھے ہوئے ہیں، میں چیلنج کرتا ہوں، مجھے کوئی بتادیں (تالیاں) اور غریب کے بچے کو کہتے ہیں کہ جی تم پشتو میں پڑھو اور اپنے بچے کو انگریزی میں پڑھا رہے ہوتے ہیں، اپنے بچے کو اردو میں پڑھا رہے ہوتے ہیں، اب یہ میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب ہم اسمبلی میں کھڑے ہو کر بولتے ہیں، جب ہم جلسے میں بولتے ہیں، اب یہ سارے تجربے ہم غریب کے بچے پہ کریں گے، اپنے بچے کیلئے انگریزی بہتر ہے، (تالیاں) خود کہتے ہیں کہ (تالیاں) خود مرغی کھاتا ہے اور غریب کو کہتے ہیں کہ تم دال کھاؤ، اس میں پتہ نہیں پروٹین زیادہ ہے، یہ زیادہ ہے وہ زیادہ ہے تو یہ میرے خیال میں ناجائز ہے، یہ منافقت ہے، یہ نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں جو حقیقت ہے، وہ بولنا چاہیئے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہم، میں دوبارہ سے بولتا ہوں کہ کوئی زبان، میں یہ مانتا ہوں کہ کسی زبان میں کوئی کمال نہیں ہے، اگر سٹی سکول سے، بیکن ہاؤس سے، لوگ اچھے سکولوں سے پڑھ کے انجینئرنگ اور میڈیکل میں جاسکتے ہیں تو یہ صرف زبان کا کمال نہیں ہے، اس میں ٹھیک ہے کہ ان کو ایک Edge ہوتا ہے لیکن صرف زبان کا کمال نہیں ہے، گورننس کا ہے، ٹیچر ٹریننگ کا ہے، ان سے پوچھ گچھ ہوتی ہے، جس طریقے سے ٹیچر Train کیا جاتا ہے، جس طریقے سے ٹیچر Recruit کیا جاتا ہے، سفارش پہ نہیں Recruit کیا جاتا، پوچھ گچھ ہوتی ہے، تو ان شاءاللہ تعالیٰ جب یہ ساری چیزیں ہونگی، ایک سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، ٹیچرز ٹریننگ بھی ہوگی، بہترین ٹیچرز بھرتی بھی ہونگے، سفارشیں نہیں ہونگی تو ان شاءاللہ تعالیٰ یہ آپ دیکھیں گے کہ اس میں پرائیویٹ سکول میں اور سرکاری سکول میں فرق آئے گا اور یہ سسٹم بہتر ہوگا، ان شاءاللہ تعالیٰ۔ بہت شکریہ۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: سردار اورنگزیب نلوٹھا،اس کے بعد آپ بات کرلیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: شکریہ جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے 15-2014 بجٹ کے اوپر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر صاحب، یقیناً یہ موجودہ حکومت کا دوسرا بجٹ ہے اور حکومت کے آنے سے پہلے بجٹ تیار ہو گیا تھا تو حکومت یہ کہتی تھی کہ چونکہ یہ بجٹ ہم نے تیار نہیں کیا تو اس دفعہ یہ سارا بجٹ تیار کرنے کا خود سراج الحق صاحب کو اور حکومت کو موقع فراہم ہوا۔ چونکہ وائٹ پیپر کی وضاحت سکندر شیر پاؤ صاحب نے کر دی اور اے ڈی پی کی وضاحت سید جعفر شاہ اور سردار حسین بابک صاحب نے کی، میں صرف یہ جو بجٹ تقریر تیار کرکے سراج الحق صاحب کو دی گئی اور انہوں نے اسمبلی میں ہمیں پڑھ کر سنائی اور خود بھی ہم نے پڑھی، میں صرف اس کے اوپر بات کرنا چاہوں گا کہ سراج الحق صاحب نے یہ جو تقریر پڑھی ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ "ہماری حکومت جمہوریت پر یقین رکھتی ہے۔ ہم نے اقتدار میں مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست اور نبی مہربان ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد زرین کو اعلیٰ ترین نمونے کے طور پر سامنے رکھا ہے۔ ہم آج اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ ہم اپنے ملک اور بالخصوص صوبہ خیبر پختونخوا کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحصال سے پاک معاشرے میں تبدیل کریں گے"، تو میں سمجھتا ہوں کہ سراج الحق صاحب نے یہ جو اپنی تقریر میں وضاحت کی ہے، اللہ کرے کہ اس کے اوپر انہیں عملدرآمد کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور یہ ہے کہ انتہائی مذہبی جماعت۔۔۔۔۔

ایک رکن: آمین۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: مذہبی جماعت کے (مداخلت) مذہبی جماعت کے سربراہ بھی ہیں اور یقیناً اس حکومت کے بھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مہربانی کریں، ہاؤس کے ڈیکورم کا خیال رکھیں۔ مطلب، نہیں آپ کی نہیں، Must be care آپ کی بات نہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اس حکومت کے بھی ذمہ دار عہدے پر فائز ہیں۔ان سے میں خصوصی طور پر یہ توقع رکھتا ہوں کہ جو تقریر انہوں نے کی ہے، بڑی خوبصورتی سے تقریر کی ہے اور پھر پتہ نہیں اس محکمے نے ان کو پھنسانے کیلئے یہ تقریر انہیں لکھ کر دیدی ہے جس طرح ابھی سکندر خان شیر پاؤ صاحب فرما رہے تھے کہ اگر ان کے ان وعدوں کے اوپر عملدرآمد نہ ہوا تو میں الیکشن کمشنر کے پاس جاؤں گا اور 62, 63 کا مطالبہ کروں گا، اللہ تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے اور جناب سپیکر صاحب، میں آپ کی وساطت سے سینیئر وزیر صاحب، وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بجٹ تیار ہوا ہے، یہ اس پورے صوبے کے وسائل سے تیار ہوا ہے اور اس میں پورے صوبے کے عوام کے ٹیکسز شامل ہیں اور اس کی تقسیم پورے صوبے کیلئے ہونی چاہیئے یا چند علاقوں کیلئے ہونی چاہیئے؟ اگر یہ پورے صوبے کا بجٹ ہے تو میں نے پہلے کہا ہے کہ میں جو چیزیں ہو گئی ہیں، جو باتیں ڈسکس ہو گئی ہیں، اس کے اوپر نہیں جاؤں گا، اگر یہ پورے صوبے کے وسائل ہیں تو ان کی تقسیم، میں مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ ڈویژن وائز برابری کی سطح پر اس کی تقسیم ہونی چاہیئے اور جناب سپیکر صاحب، بالکل اس بات کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے مجھے کہ نوشہرہ کے اندر اور صوابی کے اندر یا تیمرگرہ کے اندر، لوئر دیر کے اندر وہاں تو بالکل ان لوگوں کا حق تھا کہ انہیں یہ فنڈ دیا گیا ہے لیکن میں جناب سپیکر صاحب، سراج الحق صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اور یہ اضلاع بالکل اس صوبے کا حصہ تھے، کیا ہزارہ ڈویژن بھی اس صوبے کا حصہ ہے یا نہیں ہے؟ چترال بھی اس صوبے کا حصہ ہے یا نہیں ہے؟ جنوبی اضلاع بھی اس صوبے کا حصہ ہیں یا نہیں ہیں؟ ملاکنڈ بھی اس صوبے کا حصہ ہے یا نہیں ہے؟ اور ان وسائل کی تقسیم آیا برابری کی سطح پر ڈویژن وائز ہو جائیگی یا نہیں ہو جائیگی اور جس استحصال کی آپ نے بات کی ہے اپنی تقریر کے اندر، آیا اس سے صوبے کے تمام عوام مستفید ہو سکیں گے یا نہیں ہو سکیں گے؟ جناب سپیکر صاحب، میں اس کے اوپر بھی کوئی اعتراض نہیں کرتا ہوں کہ میڈیکل کالج نوشہرہ میں حکومت بنانے جا رہی ہے اور تیمرگرہ میں بنانے جا رہی ہے، بننا چاہیئے لیکن جناب سپیکر صاحب، کیا ہزارہ کے عوام کے بھی حقوق ہیں یا نہیں ہیں؟ وہاں پہ ایک میڈیکل کالج جو ایک عرصے سے بنا ہوا ہے اور پورے ہزارہ ڈویژن کا اس کے اوپر لوڈ ہے، میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں، سراج الحق صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ہزارہ ڈویژن کیلئے بھی ایک نئے میڈیکل کالج کے قیام کا اعلان کیا جائے بلکہ منظوری دی

جائے خواہ وہ مانسہرہ میں بنے، خواہ وہ کوہستان میں بنے تاکہ ایوب میڈیکل کمپلیکس کے اوپر یہ بوجھ کم کیا جائے۔ جناب سپیکر صاحب، ان شاءاللہ سراج الحق صاحب اس صوبے کے عوام کا استحصال نہیں کریں گے جس طرح انہوں نے اپنی تقریر میں عہد کیا ہے اور عہد کی تجدید کی ہے۔ تو جناب سپیکر صاحب، اس طرف بیٹھے ہوئے اپوزیشن کے تقریباً 54 ممبران ہیں جو اس صوبے کے نصف سے تھوڑا کم ہیں، میں قطعاً یہ مطالبہ نہیں کرتا حکومت سے کہ ترقیاتی کاموں کا Fifty percent بجٹ اپوزیشن کے ممبران کو دیا جائے لیکن Forty percent جو ہمارا حق ہے، جو اپوزیشن کے ممبران کا حق ہے، Forty percent ترقیاتی بجٹ اپوزیشن کے ممبران کو دیا جائے جو ان کا حق ہے، یہ ہم مطالبہ کرتے ہیں حکومت سے۔ (تالیاں)

جناب سپیکر صاحب، سراج الحق صاحب نے ایک اور بات کا اعلان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بیان کرتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں خیبر پختونخوا کے عوام جو انتہائی غریب اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں، جو دہشتگردی کے مارے ہوئے ہیں، جو لوڈشیڈنگ کے مارے ہوئے ہیں، جو مہنگائی کے مارے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا کے عوام کے اوپر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا، آپ کی بڑی مہربانی جناب وزیر خزانہ صاحب، تو جناب سپیکر صاحب! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں ان سے کہ آپ نے جو ایگریکلچر کے اوپر ٹیکس لگایا ہے، کیا وہ صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام نہیں ہیں؟ آپ نے جو ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے اندر اور دوسرے بہت سے درجنوں محکموں کے اندر آپ نے جو ٹیکسز لگائے ہیں، کیا وہ غریب عوام اس سے متاثر نہیں ہوں گے؟ جناب سپیکر صاحب، ڈاکٹرز کے اوپر جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب عوام کے اوپر لگائے گئے ہیں، اگر ڈاکٹر پہلے ایک ہزار روپے فیس لیتا تھا تو ابھی وہ پندرہ سو روپے فیس لے گا اور آپ نے جو روٹ پرمٹ، ٹرانسپورٹ کے اوپر جو ٹیکسز لگائے گئے ہیں، کیا ٹرانسپورٹرز کرایے نہیں بڑھائیں گے اور اس سے غریب متاثر نہیں ہوگا؟ اسی طرح ایگریکلچر کے اوپر خصوصی طور پر، ہمارا صوبہ ویسے بھی زرعی طور اس کے اندر ہمیں اصلاحات کرنی چاہئیں تاکہ یہ اتنا زرخیز صوبہ ہے کہ ہم اگر ایگریکلچر کے اوپر محنت کریں تو گندم ہم اس صوبے کیلئے، اس کی ضرورت کیلئے یہاں سے پوری کر سکتے ہیں لیکن زراعت کے اوپر جب ٹیکسز لگائے جائیں گے تو کیا زمیندار متاثر نہیں ہوں گے؟ کیا وہ اس صوبے کیلئے اسی طرح محنت جس طرح وہ پہلے کر رہے تھے اور ٹیکسز لگا کر کیا انہیں Dishearten نہیں کیا گیا؟ تو میں یہ

مطالبہ کرتا ہوں وزیر خزانہ صاحب سے اور حکومت سے کہ خصوصی طور پر یہ جو زراعت کے اوپر ٹیکسز آپ نے لگائے ہیں، یہ فوری طور پر واپس کئے جائیں اور جناب سپیکر صاحب، اپنی تقریر کے دوران انہوں نے بجٹ کیلئے حکومتی ترجیحات کا جو اعلان کیا ہے، یہ تقریباً دس ترجیحات ہیں ان کی اور بالکل ابھی بڑے خفگی کے ساتھ وزیر تعلیم صاحب جو تقریر کر رہے تھے اور ناراضگی کا اظہار بھی کر رہے تھے، اصل میں سر، جو ایمر جنسی کا ایک ایسا لفظ ہے جس کو جنرل مشرف صاحب نے لگا کر پورے پاکستانی عوام کو ڈرا دیا ہے، انہوں نے بھی جو تعلیمی ایمر جنسی کا اعلان کیا ہے تو ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ صوبے کے اندر کوئی تعلیمی انقلاب آنے والا ہے اور بہت جلد آنے والا ہے۔ چونکہ جونہی جنرل مشرف صاحب نے اس ایمر جنسی کا اعلان کیا تھا تو وہ نافذ ہو گئی تھی، ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ تعلیمی ایمر جنسی بھی جو حکومت نے اعلان کیا ہے جلد از جلد اس کے اوپر عملدر آمد ہو گا لیکن جناب سید جعفر شاہ صاحب نے اس دن کارکردگی تعلیمی حوالے سے جو، جو ان کی تعمیراتی تعلیم کے اندر سکولوں کی، کالجز کی اور ایڈیشنل رومز کی جو کارکردگی انہوں نے بتائی ہے، وہ صفر تھی اور وزیر صاحب نے اس کا خود بھی اعتراف کیا ہے اور ابھی یہ اپنی تقریر کے دوران جو فرنیچر کے حوالے سے اور ٹیچر ز کے حوالے سے اور جو اصلاحات کے حوالے سے بات کر رہے تھے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے لیکن ایمر جنسی اور اس کے نفاذ اور پھر تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے جو 'مین' بات تھی، جناب وزیر تعلیم صاحب! ہم آپ کو تجویز دیتے ہیں، آگے آپ بادشاہ ہیں، اگر آپ کو برا نہ لگے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے بھی اور آپ کے ذمہ دار محکمہ کے ذمہ داروں سے بھی کہ جناب سپیکر صاحب، سرکاری سکولوں کے اندر چاہے وہ پرائمری سکول ہو، مڈل سکول ہو، ہائی سکول ہو، ہائر سیکنڈری ہو، ان کے اندر جو ٹیچر ز تعینات کئے جاتے ہیں، وہ Train شدہ ٹیچر ز ہوتے ہیں اور مجھے بڑا افسوس ہے جناب سپیکر صاحب، انگلش میڈیم سکولز کی جب ہم بات کرتے ہیں تو انگلش میڈیم سکولوں کے اندر جو ٹیچر ز پڑھاتے ہیں جناب سپیکر صاحب، وہ Trained teachers نہیں ہوتے ہیں، وہ Untrained teachers ہوتے ہیں اور یہاں پہ چالیس پچاس، تیس ہزار سے اوپر اوپر تنخواہ ایک ٹیچر کو ملتی ہے جبکہ انگلش میڈیم سکولوں میں پانچ سے دس ہزار سے زیادہ کسی ٹیچر کی تنخواہ نہیں ہوتی لیکن میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انگلش میڈیم سکولوں کے ریزلٹس بہ نسبت سرکاری سکولوں کے کیوں بہتر آتے ہیں؟ اور یہ اس

کیلئے آپ کو سوچنا ہوگا اور اپنے محکمے سے پوچھنا ہوگا کہ چونکہ سرکاری سکولوں کے اندر Train شدہ ٹیچرز کے ہونے کے باوجود اگر ریزلٹس اچھے نہیں آرہے ہیں، میری اپنی یونین کونسل کے اندر ہائی سکول ہے جس کا تین فیصد جناب سپیکر صاحب، ریزلٹ آیا ہے اور جو بات میں نے پہلے بھی ایک دو دفعہ آپ سے کی تھی کہ بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں پہ سائنس ٹیچرز نہیں ہیں، سکولوں کے اندر ٹیچرز کی کمی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، فرنیچر کی جو انہوں نے بات کی ہے، میں اپنے حلقے کے سینکڑوں سکولز بتا سکتا ہوں جناب سپیکر صاحب، جہاں پہ بچے ننگے فرش کے اوپر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں سردیوں اور گرمیوں میں۔ جناب سپیکر صاحب، میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا اراکین اسمبلی اور وزراء صاحبان کے اگر بچے سرکاری سکولوں میں داخل کروا دیئے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہم سکولوں میں ضرور جائیں گے، اپنے بچوں کا پوچھنے کیلئے وہاں پہ ہم جائیں گے اور سکولوں کی حالت بہتر ہو گی۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پہ جو سرکاری سکولوں کے ٹیچرز ہیں، ان کے بچے انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھتے ہیں تو پھر سرکاری سکولوں کی کیا حالت ہو گی، اس نظام کو کون ٹھیک کرے گا؟ جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتا ہوں کہ جو سراج الحق صاحب نے اپنی تقریر کے دوران یہ بات، دس پوائنٹس دیئے ہیں صوبے کے اندر اچھی حکومت کیلئے اور اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابی نصیب فرمائے لیکن جب ہم کوئی بات کرتے ہیں جناب سپیکر صاحب! تو حکومت کی طرف سے ہمیں وہی جو ایک سال پہلے ان کا رویہ تھا، ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ بیچارے نئے ہیں اور کوئی بات نہیں ہے لڑائی کیلئے آتے ہیں تو سیکھ جائیں گے لیکن ایک سال کے بعد بھی نہیں سیکھ سکے، اب بھی لڑائی کرنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں بنچوں کے اوپر، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جی ہم تو یہ بات کہتے ہیں، ہم نے کبھی نہیں کہا ہے، ہم یہ بات کبھی نہیں کہتے ہیں کہ آپ الیکشن کیوں نہیں کرواتے ہیں، بلدیاتی الیکشن آپ کیوں نہیں کرواتے ہیں؟ آپ نے خود نعرہ لگایا تھا کہ ہم 90 دنوں کے اندر اندر بلدیاتی الیکشن کروائیں گے، ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے جو وعدہ کیا تھا عوام کے ساتھ، صوبے کے عوام کے ساتھ، وہ کم از کم آپ پورا کریں۔ جناب سپیکر صاحب، صنعتوں کی بحالی اور چھوٹی صنعتوں کی ترقی اور مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کی بات کی ہے سراج الحق صاحب نے، یقیناً اگر ہمارے صوبے کی صنعتوں کو ٹھیک کر لیں اور صنعتیں بحال ہو جائیں تو ایک بہترین ذریعہ آمدنی اس صوبے کی آمدن میں اضافے کا باعث

بنتا ہے۔ تو جناب سپیکر صاحب، میں ایک اور بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہاں پہ سراج الحق صاحب نے اپنی تقریر میں صحافیوں کی فلاح و بہبود کیلئے جو بات کی ہے کہ صحافت ریاست کا چوتھا ستون ہے اور یہ معاشرے کا آئینہ ہے اور حکومت کی کوتاہیوں کی نشاندہی کرتی ہے اور ساتھ انہوں نے مردان اور پشاور کیلئے جو میڈیا کالونی کی تکمیل کیلئے فنڈ بھی رکھا ہے تو میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ایبٹ آباد بھی اگر اس صوبے کا حصہ ہے تو ایبٹ آباد کے اندر بھی میڈیا کالونی کیلئے زمین سابقہ حکومت نے خریدی تھی تو کیا وہاں پہ بھی آپ اس میڈیا کالونی کے قیام کیلئے فنڈز رکھیں گے یا رکھنے کا۔۔۔۔۔

ایک رکن: وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے، ہم اس کو بنالیں گے۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: اچھا، بڑی مہربانی۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں جناب! اس پر آپ کا۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: ملک صاحب! تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! ملک صاحب ماشاءاللہ جی، ملک صاحب کی کوئی بات نہیں ہے، یہ کہہ سکتے ہیں، آج کل ادھر بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ڈیسک بھی بڑی زور زور سے بجاتے ہیں، ڈیسک بھی بڑی زور سے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: (قہقہہ) جی بات جاری رکھیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر صاحب! میں گزارش کرتا ہوں حکومت سے کہ صوبے کے وسائل میں اگر ہمارا حصہ ہے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں رجوعیہ ایک ایسا مقام ہے جہاں پر سمال ڈیم کیلئے فزیبلٹی رپورٹ تیار کی گئی تھی لیکن ابھی تک اس کی منظوری نہیں ہوئی تو میرے حلقے میں سمال ڈیم رجوعیہ کی منظوری دی جائے اور ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا وزیراعلیٰ صاحب نے جب ایبٹ آباد تشریف لے گئے تھے، وہاں پر اعلان بھی کیا تھا حویلیاں تحصیل ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال کا لیکن وہ اے ڈی پی میں میں نے نہیں دیکھا ہے، اس کا بھی جو وعدہ انہوں نے کیا تھا، وہ پورا کریں اور ساتھ ہی میرے حلقے حویلیاں کے اندر، وزیر صحت صاحب یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں، ایک کیٹگری بی ہسپتال منظور ہوا تھا، ابھی تک وہاں پہ اس ہسپتال میں Equipments جو پچھلے سال کی اے ڈی پی میں شامل تھے اور اس سال بھی اے ڈی پی میں

رکھے گئے ہیں لیکن Equipments وہاں پہ نہیں بھیجے گئے ہیں تو مریضوں کو ایبٹ آباد آنا جانا پڑتا ہے تو اس کیلئے فوری طور پر Equipments وہاں پر دیئے جائیں اور جناب سپیکر صاحب، جو ہزارہ ڈویژن کا سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ جب ہم ایبٹ آباد سے پشاور کی طرف آتے ہیں تو دو تین گھنٹے حسن ابدال تک ہمارے لگ جاتے ہیں، چونکہ اس وقت مرکز میں پاکستان مسلم لیگ نون کی حکومت ہے اور صوبے میں تحریک انصاف کی حکومت ہے تو میں، وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ ذمہ دار ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ صاحب ہیں، میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ ایکسپریس وے جو ہزارہ ڈویژن کے عوام کا ایک دیرینہ مسئلہ ہے، اس کو پورا کرنے کیلئے مرکزی حکومت اور صوبائی حکومت دونوں ملکر اس منصوبے کا فی الفور آغاز کریں تاکہ ہزارہ کے عوام کو ایک مصیبت سے ان کی جان چھوٹ جائے۔ بڑی مہربانی سر۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جی۔ جناب شہرام خان ترکئی۔

جناب شہرام خان {سینیئر وزیر (صحت وانفارمیشن ٹیکنالوجی)}: شکریہ جناب سپیکر۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور سارے معزز اراکین کل بھی، آج بھی انہوں نے باقاعدہ اپنی تجاویز، تنقید، یہ اب اپنی رائے آپ نے دی ہے جس کا ہم احترام کرتے ہیں۔ ہمارا کل بجٹ جیسا کہ اس پورے ہاؤس کو معلوم ہے کہ 404 billion rupees ہے۔ ہمارے وسائل، ہماری لاء اینڈ آرڈر سیچویشن یہاں کے ٹوٹل آپ پورے Scenario کو دیکھیں اور ہمارے بجٹ کو دیکھیں تو اس حساب سے جتنا ہو سکتا تھا، صوبائی حکومت نے ہر چیز پر نظر رکھتے ہوئے اس کو Accommodate کیا ہے، ہر اس سیکٹر کو جہاں پر ضروری تھا۔ جناب سپیکر، اگر میں ہیلتھ سے شروع کر لوں کیونکہ میرا ڈیپارٹمنٹ ہے Then overall میں بات کرلونگا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں اور ایجوکیشن منسٹر صاحب نے اپنی بات کر دی کہ ہم اس Race میں نہیں پڑتے جس طرح اس ہاؤس میں کہا گیا کہ کتنے کالجز بنیں گے، کتنے سکولز بنیں گے؟ ایک Race میں ہم چلے جاتے ہیں اور بلڈنگز پر بلڈنگز بنائی جارہی ہیں لیکن افسوس مجھے اس بات پہ ہوتا ہے کہ آج As a Health Minister یا ایجوکیشن منسٹر نے جس طرح کہا کہ سکولز ہیں ٹیچرز نہیں تھے، اس میں ہاسپٹلز تھے ڈاکٹرز نہیں تھے اور کچھ میں ابھی بھی نہیں ہیں اور ہم پھر بھی ہاسپٹل پر ہاسپٹل بناتے جارہے ہیں کہ جی مجھے سٹار لگے گا جب میں اناؤنس کرونگا کہ میں نے کیا، کہتے ہیں کیٹگری ڈی سے

کیٹگری سی کر دیا، بی کر دیا، اعلان کر دیا Political gain کیلئے اور وہاں Existing facilities ہیں، ان کو اگر میں Equipments نہ دے سکوں جس طرح سر دار نلوٹھا صاحب نے کہا اور بہت سارے معزز اراکین نے، تو اس پر روزانہ ڈیبیٹ ہوتی ہے، ہر دوسرے تیسرے دن جب اجلاس ہوتا ہے تو اس پر ہیلتھ اور ایجوکیشن پر ہوتی ہے تو اس بات پر مجھے خوشی ہے کہ جب دیکھتے ہیں کہ جی ہر بندہ Focus ہے ہیلتھ پہ اور ایجوکیشن پہ لیکن یہ بات ہم سارے کیسے بھول سکتے ہیں کہ ان ہاسپٹلز میں پورا ہاؤس، اپوزیشن ہو یا حکومت ہو، پہلی بات یہ کرتے ہیں کہ جی میرے حلقے میں ہاسپٹل ہے ڈاکٹر نہیں ہے، Equipments نہیں ہیں اور ساتھ میں دوسرے کا اعلان کر دوں تو یہ میں اس قوم کے ساتھ بھی زیادتی کر رہا ہوں۔ یہ جو جتنے پیسے ہیں، Tax payers کے ہیں، ان کے ساتھ بھی ناانصافی کر رہا ہوں۔ Need basis پر بالکل ہونا چاہیئے۔ آج تور غر میں جہاں پہ، ان کے ایم پی اے صاحب ادھر نہیں ہیں، اس پہ مسئلہ ہے لیکن یہ ہے کہ ہم نے Need basis پہ وہاں پہ اناؤنس کیا ہے۔ یہ وہ بات ہے جو پہلے نہیں تھی اور ہم کہتے ہیں کہ Existing facilities کو Strengthen کیا جائے، اس کیلئے اس بجٹ میں ہیلتھ میں خصوصاً پیسے رکھے گئے ہیں کہ ہم وہاں پر جتنے Equipments اور چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کلیئر انسٹرکشنز ہیں کہ اس کو Strengthen کریں، ادھر ڈاکٹرز دیں، پیرامیڈیکس دیں، سٹاف دیں، Equipments دیں، ان کی حالت ٹھیک کریں اور اس کو ان شاءاللہ This financial year میں ہم کر کے رہینگے ان شاءاللہ۔ اس کے علاوہ سیلری اور نان سیلری میں تقریباً 25.23 بلین ہمارا بجٹ ہے اور ڈیویلپمنٹل سائڈ پر ہمارا ہے کچھ All together 11.283 billion۔ اب اس میں کچھ Ongoing schemes ہیں جو ہم چاہتے ہیں کہ جلد از جلد کمپلیٹ ہو جائیں اور کچھ نئی سکیمز ہیں جو Existing facilities میں جو ہمارے Tertiary care کے جتنے ہاسپٹلز ہیں، ان کو Strengthen کیا جائے۔ کوئی Facilities، ان کو کوئی اور ڈیپارٹمنٹ چاہیئے ہو گا، فیکلٹی چاہیئے ہو گی، ان کو Provide کی جائے تاکہ Health facilities اور Health services improve ہوں یہ اس بجٹ میں اس کو Focus کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر، Measles پر بات ہوئی، میں یہ کلیئر کروں یہاں پہ کہ Measles کی ایک Impartial Facts Finding Committee بنائی گئی اور اس میں انہوں نے انکوائری کی، پہلی دفعہ حکومت نے وہ انکوائری

پوری ڈیٹیل کے ساتھ پھر اس پر ڈسکشن ہوئی اور پھر اس میں ہم نے کچھ Steps لیے جہاں پر Negligence تھی جس طرح سکندر شیر پاؤصاحب نے فرمایاCriminal negligenceجو میں نے اپنی سپیچ میں کہا تھا، جو پریس کانفرنس کی تھی کہ ایک بچے کی جان کو نقصان پہنچنا، یہ انتہائی افسوس ناک ہے اور وہاں پر چار بچوں کی جانوں کو نقصان پہنچا، وہ کسی کے بچے تھے، وہ اس قوم کے بچے تھے اور اس پر جو Culprits تھے، جو Responsible تھے تو تین کے خلاف ایف آئی آر 302 کی Launch کی گئی، چودہ ڈاکٹرز کو Suspend کیا گیا، کیوں Suspend کیا گیا؟ کیونکہ یہ ان کی (تالیاں) Responsibility تھی اور وہاں پر Negligence برداشت نہیں کی جاسکتی۔ سکول میں تعلیم صحیح نہ ہو، اس سے کسی کی جان کو نقصان نہیں پہنچتا، کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں وہ سروسز پوری نہ ہوں، کوئی اس سے مرتا نہیں ہے لیکن ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ، ہیلتھ ہاسپٹلز میں ایک معمولی غلطی سے بہت سارے لوگوں کی جانوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے اسلئے ہم نے یہ Strict action لیا۔ اس کے علاوہ جہاں پہ ہم جارہے ہیں، جس طرح Manage کر رہے ہیں کہ جتنے بھی ڈاکٹرز ہیں، ان کی حاضری کیلئے اور ہیلتھ سسٹم کو Improve کرنے کیلئے پہلی دفعہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ HMIS introduce کروارہا ہے Health Management Information System، اس بجٹ میں ہے جو کہ چیک اینڈ بیلنس ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہم بائیومیٹرک سسٹم بھی ہاسپٹلز میں Introduce کروارہے ہیں ان شاء اللہ تاکہ ہمیں پتہ چلے کیونکہ یہ سارے جتنے بھی ممبرز ہیں، یہ جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو زیادہ شکایت یہی کرتے ہیں کہ ڈاکٹرز غیر حاضر تھے تو اس کیلئے، اور تیسری بات جس طرح ایجوکیشن میں ایجوکیشن منسٹر نے کہا کہ ہم Independent Monitoring Unit اور کل میں تھا بھی نہیں، ایک کہ دو آنریبل، انہوں نے ریکویسٹ بھی کی تھی اور میں ان کا شکر گزار بھی ہوں کہ انہوں نے اپنا Concern show کیا کہ ہم Independent Monitoring Unit ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں Introduce کروارہے ہیں ان شاء اللہ (تالیاں) This financial year ان شاءاللہ اسلئے کہ سسٹم Strengthen ہو، ہماری اور کیا انٹرسٹ ہے، میری کیا ہوسکتی ہے حکومت کی اور اس ہاؤس کی کیا ہوسکتی ہے کہ اس پر Focus کیا جائے۔ جناب والا، بہت ساری باتیں اور بھی کی گئیں، NTS پر بات کی گئی، NTS پر میں یہ کہہ دوں کہ

تنقید یہ کی گئی کہ تین سو روپے لیے جاتے ہیں اور NTS کو پیسے دیئے جارہے ہیں، ان کو پیسے دیتے ہیں لوگ، اگر میں یہ کہہ دوں، یہ زیادتی نہیں ہوگی صحیح ہوگا کہ تین لاکھ روپے پر نوکری بکنے والے آج تین سو روپے پر ان کو انصاف مل رہا ہے، یہ ٹھیک ہے کہ غلط ہے؟ (تالیاں) آٹھ ہزار ٹیچرز بھرتی ہوئے ہیں، پورے ہاؤس کو ہم کہتے ہیں کہ جا کر چیک کریں، ایجوکیشن منسٹر کہہ رہا ہے کہ ہمیں بتائیں کہاں پر Fault ہے، کسی نے گڑبڑ کی ہو تو ہمیں پوائنٹ آؤٹ کریں، ہم ایکشن لینگے اور انصاف کے ذریعے آٹھ ہزار ٹیچرز پہلی دفعہ ٹیچرز مطلب ان میں سفارش کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے، میرٹ پر آئینگے تو بچوں کے Future کو Secure بنائیں گے اور یہی پولیس میں ہوا ہے کہ پولیس میں بھرتیاں پیسوں پر ہوتی تھیں، میں پھر Repeat کرتا ہوں کہ پیسوں پہ ہوتی تھیں، آج NTS کے ذریعے ہو رہی ہیں، وہ ETEA اور NTS خواکوئی ٹیسٹ ہو لیکن انصاف ہونا چاہیئے ان لوگوں کیلئے جن کا Approach نہیں ہے ان ممبران تک، منسٹرز تک، چیف منسٹر تک یا ان لوگوں تک جو Influential ہیں، کوئی بھی بندہ ہے پولیس میں جا کر ٹیسٹ دے سکتا ہے، اس کو انصاف ملے گا۔ کہیں پر کوئی غلطی ہوگی، کوئی کمزوری ہوگی تو حکومت ایکشن لے گی، کسی کے ساتھ گزارہ نہیں کیا جائیگا۔ آیا اگر یہ غلط ہے تو ہم غلطی کر رہے ہیں اور ہمیں فخر ہے پھر اس غلط کام پر کیونکہ یہ ٹھیک کام ہے اور ہم نے ٹھیک سمجھ کر اس کو آگے لایا۔ (تالیاں) یہ بھی میں کہہ دوں کہ اس NTS اور ETEA جو بھی ہے، اس کو ہم سٹڈی کر رہے ہیں، اس کو ہم ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں Introduce کروا رہے ہیں، کیوں؟ کیونکہ اگر ایک ٹیکنیشن، کلاس فور ٹھیک ہے، ممبرز پارلیمنٹ جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں، چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ہے کہ ان کو دیدیا جائے، ان کا حق ہے اور ہم دے رہے ہیں لیکن اس سے اوپر جتنے بھی لوگ ہیں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں، ٹیکنیشن، میڈیکل ٹیکنیشن یا کوئی اور ٹیکنیشن، وہ سفارش پر بھرتی ہوگا تو وہ کیا انصاف کریگا، وہ کیا ٹھیک کام کریگا اور وہی ہوگا پھر بہت سارے لوگوں کی جانوں کو نقصان ہوگا، اس کو Redo کرنے کیلئے جو ہوا ہے اس کو تو پھر Redo نہیں کر سکتے لیکن آنے والے وقتوں کیلئے میرٹ کو آگے لانا، یہ اس حکومت کی Priority ہے اور اس پر کوئی Compromise نہیں ہوگا، میں پھر یہ کہہ دوں میرا ایک بندہ، میرا سفارشی ٹیکنکل پوسٹ پر ایک بھی نہیں ہوگا، ہوگا تو انصاف کے ساتھ ہوگا ورنہ بالکل نہیں ہوگا، یہ میری Commitment ہے۔ (تالیاں)

جناب والا، Unemployment کی بات کی گئی، ہم مانتے ہیں کہ یہاں پر بے روزگاری عروج پر ہے اور پورے ملک میں ہے لیکن خیبر پختونخوا فرنٹ لائن صوبہ ہے، آج پھر آپریشن سٹارٹ ہو گیا، وہاں اس کی بات کیا کرنا کہ حکومت کو Confidence میں نہیں لیا گیا اور مشورہ نہیں کیا گیا، پھر بھی یہ حکومت، یہ لوگ، یہ پولیٹیکل پارٹیز اپنی آرمی، اپنے لوگوں کے ساتھ کھڑی ہے لیکن میں یہ کہدوں کہ یہاں پر جو حالات ہیں، بزنس کمیونٹی ساری باہر جا رہی ہے اور ابھی جو یہ پچھلے چند مہینوں سے یہ Peace talks ہو رہی تھیں، اس میں یہاں پر Improvement آنا شروع ہو گئی تھی، وہ آج پھر رک گئی ہے، وہ پھر یہاں سے واپس جائیں گے۔ خیبر پختونخوا کون آئیگا، جب ہمارے اپنے لوگ یہاں سے باہر جائیں گے تو باہر کے لوگوں کو ہم اس حالت میں کیسے بلائیں گے؟ پھر بھی خیبر پختونخوا کی حکومت، وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر کام، کافی ڈسکشن بھی کی ہے کہ ہمارے جتنے انڈسٹریل زونز ہیں، کرک میں ہیں، کوہاٹ میں ہیں، جہاں پر وہ گیس کے Reservoirs ہیں ادھر اس کو Establish کر رہے ہیں۔ گدون میں ہے، ملاکنڈ میں کر رہے ہیں، ہزارہ میں کر رہے ہیں اور باقی جگہوں پر کہ سستی بجلی ہم فراہم کریں گیس کے تھرو اور وہاں پر Industrialization ہو، یہاں پہ انڈسٹریز آئیں، وہاں پر Jobs creation ہو گی تب ہی جا کر ہو گا ورنہ اس پورے ہاؤس کو میں کہہ دوں کہ دس نہیں اگر ہزار کلاس فور بھی بھرتی کر لیں تو یہ مسئلہ حل نہیں ہونے والا اور ہزار کوئی بھرتی نہیں کر سکتا، تو اسلئے کارخانے آئیں گے، فیکٹریاں آئینگی تو Unemployment کم ہو گی اور Job opportunities زیادہ ہونگی اور لاکھوں Jobs create ہونگی ان شاءاللہ۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کلیئر کر دوں کہ Youth کیلئے، Youth کی بات کی گئی، آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں ہم نے ایک پلان بنایا ہے فیمیل ایجوکیشن کیلئے کہ فیمیل کو ہم کمپیوٹر کورسز کروائیں گے، فیمیل ایم پی ایز جو ہیں، ان کے ہیلتھ کے ساتھ Obviously، اور اس پہ چیف منسٹر صاحب نے میٹنگ چیئر کی تھی اور ہم سارے دو تین منسٹرز ایجوکیشن بھی تھے اور بھی تھے ٹیکنکل ایجوکیشن والے کہ کمپیوٹر کورسز کروائیں تاکہ وہ اپنی فیمیلیز کو سپورٹ کر سکیں کیونکہ یہاں پہ بے روزگاری مرد حضرات کو نہیں تو کلچر ایسا ہے فیمیل کہاں سے کریں گی؟ تو اسی لئے اگر وہ نہیں جا سکتیں، ان کو ٹیکنالوجی، ان کو نالج دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات Youth کیلئے خوشخبری ہے، پہلی دفعہ جو پاکستان میں کہیں پہ نہیں ہے، آئی ٹی

ایکسیلنس سنٹرز ہم بنا رہے ہیں خیبر پختونخوا میں، جو Youth کو ایجوکیشن دے گی آئی ٹی میں جو کہ ورلڈ کلاس ہو گی ان شاءاللہ۔ جس کیلئے ہماری بہت ساری بڑی کمپنیوں سے بات بھی چل رہی ہے اور ان کو ہم Convince کر رہے ہیں کہ ہم بنائیں گے بلڈنگ اور آپ آکے ہمیں اس کو چلا کر دیں، ہمیں سپورٹ کریں اور اس کو ہم Youth کیلئے کر رہے ہیں۔اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ ایک تو سرٹیفیکیٹ روٹین کا نہیں ہو گا، It's not the quantity of the education کہ نمبرز زیادہ بڑھائے جائیں It's the quality that matters کہ کوالٹی ایجوکیشن ہونی چاہیئے۔ان کے پاس ایک سرٹیفیکیٹ ہو جو پوری دنیا میں Recognize ہو، جو باہر کی دنیا میں جا کے وہ خود Job کر سکتا ہے، یہاں پہ اپنی کمپنی بنا سکتا ہے، گھر بیٹھے E-lancing کے تھرو بزنس کر سکتا ہے، دس اور بندوں کو اپنے ساتھ ملا سکتا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا کی حکومت کر رہی ہے جو پہلے کبھی نہیں تھا جو ابھی بھی پورے پاکستان میں نہیں ہے، یہ الحمد للہ اس حکومت کا کارنامہ ہے اور کرنے جا رہی ہے ان شاء اللہ۔ جناب والا، ایجوکیشن ایمرجنسی کی بات کی گئی، ایجوکیشن ایمرجنسی کی بات کی گئی، نلوٹھا صاحب نے کہا ہے ایمرجنسی سے لوگ بڑے گھبراتے ہیں۔ یہ اچھی ایمرجنسی ہے، یہ پولیٹیکل ایمرجنسی ہے اور یہ ایجوکیشن کیلئے ہے کہ لوگوں کو صحیح تعلیم دی جاسکے اور میں یہ کہہ دوں کہ ایجوکیشن، کوالٹی ایجوکیشن کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ جس طرح ایجوکیشن منسٹر نے کہا کہ اپنے بچوں کیلئے ایک طرح سوچنا اور غریب کے بچے کیلئے دوسری طرح سوچنا، یہ انصاف نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے Steps لیے ہیں، وہ بالکل آپ کے سامنے ہیں، اس میں میں زیادہ بات نہیں کروں گا، پرائمری سکول پہ میں کہتا چلوں کہ پہلی دفعہ چھ، دو کمروں پہ ایک پرائمری سکول ہوتا تھا جس میں چھ کلاسز ہوتی تھیں، اس حکومت نے یہ کیا انصاف کیا؟ دو کی بجائے پرائمری سکول کو چھ کمروں کا کر دیا اور جس میں چھ ٹیچرز بھی ہوں گے، چھ کلاس رومز چھ ٹیچرز۔ دو کلاس رومز، دو ٹیچرز چھ کلاسز، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ پہلی دفعہ یہ حکومت کرنے جا رہی ہے تو یہ تبدیلی نہیں ہے، اچھا Step ہے یا نہیں ہے؟ دوسری بات جناب والا، ٹیکسز کی بات کی گئی، ٹیکسز واقعی اس عوام پہ Already بہت بوجھ ہے لیکن یہ بھی میں کہہ دوں کہ ٹیکس کے بغیر ہم کیسے چلیں گے، یہ ملک کیسے چلے گا؟ امیر سے لے کر غریب کو دینے کا Concept اب Implement نہیں ہو گا تو کب Implement ہو گا؟ اگر پانچ ایکڑ سے زیادہ زمین پہ کچھ ٹیکس لگ رہا

ہے جو مجھ پہ بھی لگے گا، سب پہ لگے گا، اس کو Appreciate کرنا چاہیئے۔ مانتے ہیں کہ ٹیکس کا بوجھ زیادہ ہو گا لیکن یہ ہو گا کہ حکومت کو سپورٹ ملے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ پیسے شفاف طریقے سے پھر واپس لوگوں پہ لگائے جائیں گے ان شاء اللہ۔ جناب والا، صحت کے انصاف کی بات کی گئی، "صحت کا انصاف" ایک ایسا پروگرام ہے جو کہ آج جو Restrictions لگی ہیں، اس پہ اگر آپ دیکھیں تو اس کو حکومت Foresee کر رہی تھی، ہم دیکھ سکتے تھے کہ چھ مہینے میں یا چار مہینے میں Restrictions نہ لگ جائیں، آج پورے ملک میں وہ Restrictions ہیں، کیوں ہیں؟ پولیو کی وجہ سے۔ اب پشاور کو Reservoir کہا گیا کہ جی پولیو کا Reservoir ہے، WHO نے Identify کیا۔ پولیٹیکل لیڈرشپ نے اس کو Own کیا On ground گئے اور سارے میرے خیال سے تقریباً سارے ممبران جتنے بھی تھے، انہوں نے سپورٹ بھی کیا ہے، پولیٹیکل پارٹیز نے بھی سپورٹ کیا ہے۔ اس کے نام پہ مسئلے ہیں کہ "صحت کا انصاف"، بہر حال جو مقصد ہے، مقصد یہ تھا کہ بچوں کی صحت کے ساتھ انصاف کیا جائے، ان کو ان کا حق دیا جائے کیونکہ اگر ایک بچہ معذور ہو گیا تو یہ اس کی اور اس کی فیملی پہ کیسے گزرتی ہے، یہ انہی کو پتہ ہو گا، اللہ کسی کو نہ دکھائے اور پشاور کو پولیو فری قرار دیا گیا جو Recent جو اس میں ٹیسٹس آئے تھے اور اور جو آئیں گے، اس میں بھی پتہ چلے گا لیکن یہ ہے کہ بارڈر کے ساتھ ہمارے ٹرائبل ایریاز میں وہاں پہ مسئلے ہیں۔ جناب والا، بجلی کی بات کی گئی، رائلٹی کی بات کی گئی کہ اس میں Increase ہوا ہے، دکھایا گیا ہے، ہم یہ بات کرتے ہیں کہ 1991 میں چھ ارب پہ اس کو Cap کیا گیا تھا، ہم یہ چاہتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انصاف نہیں ہے، ہمارا حق زیادہ بنتا ہے اور ہمارا شیئر زیادہ بنتا ہے اور اس کو ہمیں دیا جائے تو اس کو Replicate کیا، اس کو اس بجٹ میں لایا گیا ہے کہ ہم اپنی بات سے مکرے نہیں ہیں، ہم نے اپنا حق پہلے بھی مانگا ہے، اب بھی مانگ رہے ہیں اور بعد میں بھی مانگیں گے اور وہ اسلئے مانگ رہے ہیں کہ وفاق ہم پہ احسان نہیں کر رہا ہے بلکہ ہمیں ہمارا حق دیا جائے اور وہ ان لوگوں پہ خرچ کیا جائے، اسی وجہ سے یہ بات آئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے اور پھر اپنی بات ختم کرتا ہوں، Jobs کی بات بھی ہو گئی، IMU کی بات بھی ہو گئی، تقریباً روڈز کی میں تھوڑی سی بات کر دوں۔ (مداخلت) سر کونو له راځم جی۔ ڈیویلپمنٹل پہ زیادہ بات کی گئی کہ جی روڈز کہیں پہ کم ہیں کہیں پہ زیادہ ہیں، اگر ہم لسٹ اٹھا کے دیکھ لیں،

کوہاٹ، ہنگو، چارسدہ، نوشہرہ، صوابی، مردان، سوات کو دیکھ لیں، لوئر دیر کو دیکھ لیں، آگے آپ ہری پور کو دیکھ لیں، ایبٹ آباد کو دیکھ لیں تو اس میں فنڈز کی جو تقسیم ہے، اس کو آپ دیکھ لیں سپیکر صاحب! وہ بنیادی وہ ہے۔ اب اگر کوہاٹ میں ہے تین بلین، پشاور میں 1.7 بلین، اس طرح ہنگو میں 2.5 بلین، اسی طرح مردان میں 850. ملین اور آگے بڑھیں ایبٹ آباد میں One billion ہے کہ دس بلین، دس ہزار، دس بلین کے پراجیکٹس ہیں جس کو آگے ہزارہ کیلئے، اس طرح ہری پور کیلئے ہیں، بنوں کیلئے، تو مطلب یہ ساری چیزیں اگر آپ سامنے رکھیں تو انصاف ہی ہوا ہے اور دوسری بات میں یہ کہہ دوں، میں ایک اور بات کہہ دوں اور پھر اپنی باتیں ختم کرتا ہوں کہ یہ Need basis پہ ہوا ہے، یہ کسی کا ذاتی روڈ نہیں ہے کہ میرا گھر بن رہا ہے یا کسی اور کا گھر بن رہا ہے، یہ لوگوں کیلئے ہے اور اسی وجہ سے اس کو Replicate کیا گیا ہے اور اس کو ایک حساب کتاب کی بنیاد سے کیا گیا ہے۔ تو میرے خیال سے ایک اچھا بجٹ ہے، کچھ میں کمی ہوگی، آنریبل ممبرز جتنے بھی ہیں، تجاویز دیں، فنانس منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو دیکھیں گے، اس کو سمجھیں گے، جو چینجز ضروری ہونگی، وہ Accordingly اپنی سپیچ میں وہ بات کریں گے لیکن یہ ہے کہ آخری بات کہتا چلوں And then I will finish کہ پہلی دفعہ 10 روپے آٹا سستا، 40 روپے گھی سستا، 10 روپے آٹا سستا، 40 روپے گھی سستا Per Kilo کے حساب سے، یہ غریب کیلئے ہی ہے، یہ ہمارے لئے نہیں ہے۔ میں پھر Repeat کرتا ہوں، یہ غریب کیلئے ہے ہمارے لئے نہیں ہے۔ تو یہ ایک ایسا کام ہے جو پورے صوبے کے غریب عوام کیلئے ہے اور اس سے 40 لاکھ لوگوں کو تقریباً فائدہ ہوگا تو یہ پورا ہاؤس اس کو سپورٹ کرے۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جی۔

سینیئر وزیر صحت و انفارمیشن ٹیکنالوجی: تھینک یو ویری مچ، سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: میڈم انیسہ زیب، میڈم انیسہ زیب۔ جی جی، انیسہ زیب۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ کو ٹائم دیدیں گے۔ جی جی۔

جناب سکندر حیات خان: جناب سپیکر صاحب، د ریکارډ درست کولو د پاره یو تصحیح کول غواړم چې بعض اوقات فنانس منسټر هم دا غلطي کوي چې زمونږ

دا نټ هائیډل پرافټ چې دے کنه جی، هغې ته دوئ رائلټی وائی۔ جناب سپیکر، This is net hydel profit, royalty is something د دې تصحیح کول غواړم different, net hydel profit is something different۔ دا بعضې فنانس منسټران هم دا غلطئ کړې دی خو خیر ما اووئیل چې صرف تصحیح وکړم۔

جناب سپیکر: ہاں انیسہ زیب، میڈم انیسہ زیب۔اس کے بعد آپ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: شکریہ جناب سپیکر، آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، میں نے ٹائم سیٹ کر دیا ہے اسلئے I hope کہ آپ کو۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی ہو گی جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: آپ کو بیچ میں Interruption کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ نہیں نہیں خیر ہے ہم اس کو Apply کریں گے۔جناب سپیکر، جو سال 14-2013 کا بجٹ گزر گیا، سال گزرنے والا ہے اور اس کیلئے 15-2014 کا بجٹ آیا ہے، میں جناب امیر صاحب اور ہمارے وزیر خزانہ سراج الحق صاحب کو چھٹا بجٹ پیش کرنے پہ مبارکباد ضرور پیش کروں گی۔انہوں نے ماشاءاللہ بڑا اپنی طرف سے روحانی بجٹ پیش کیا ہے لیکن جس طریقے سے لیڈر آف اپوزیشن سے لے کے (قہقہے) لیڈر آف اپوزیشن سے لے کے سکندر حیات خان شیر پاؤ اور پھر اس کے بعد نلوٹھا صاحب اور جتنے مقررین ہیں، انہوں نے اس کے تمام Aspects، تمام رخوں کا جائزہ لیا ہے۔ میں بالکل Train کی طرح جو نکات ہیں، وہ بیان کروں گی تاکہ یہ بھی نہ ہو کہ تمہیدوں میں اور اختراع میں ٹائم لگ جائے۔ جناب سپیکر، خود وزیر خزانہ صاحب نے صفحہ اول پر اپنی بجٹ تقریر میں یہ بات مانی ہے کہ اس سال جو موجودہ سال گزر رہا ہے، اس میں اہم فیصلے کئے گئے ہیں یعنی بجٹ میں اور کوئی خاص کام نہیں ہوا، اس سال بس فیصلے بہت اہم کئے گئے ہیں اور انہوں نے نبی مہربان ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کی Example دی ہے اور یہ Claim کیا ہے کہ ان کے نقش وقدم پر ہم چلیں گے لیکن جب آگے جا کے ہم Resource distribution دیکھتے ہیں تو پھر یہ بات بہت بڑا دعویٰ لگتی ہے جناب سپیکر! اور یہ ایسا نہیں ہے۔ قوانین کے متعلق کہا گیا ہے بار بار، شاہ فرمان صاحب نے کل بھی وہی بات کی اور آج بھی اٹھ کے وہ بات کی کہ ہم نے یہ فلاں قانون بنایا ہے، ہم نے رائٹ آف انفارمیشن، رائٹ آف سروسز، Conflict of Interests اور بہت سارے Acts بنائے ہیں، سی ایم

کے آفس میں ایک کمپلینٹ سیل چل رہا ہے لیکن باہر سڑکوں پہ لوگ کیوں دن بدن نکل رہے ہیں؟ جناب سپیکر، کیا وجہ ہے کہ سرکاری محکمے اور ان کے اہلکار اس وقت ہڑتالوں پہ ہیں اور کیا وجہ ہے کہ عوام کے جو مسائل ہیں، اگر آپ اخبارات واقعی پڑھیں تو ان میں مسائل جو ہیں، وہ دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ میں قوانین کے حوالے سے صرف ایک قانون جس کی واقعی میں بھی ممبر رہی اور اس بات سے قطعاً ہم اختلاف نہیں کرتے کہ اپوزیشن کا اس میں Input نہیں تھا، جو پہلا لوکل گورنمنٹ کے قانون سے لے کے آخری قانون تک ہمیشہ اپوزیشن نے اپنا Solid input دیا ہے اور ان کو منظوری سے Approve کروایا لیکن یہ جو بعد میں عملدرآمد ہے اور اس کے حوالے سے جو مسائل ہیں، میں احتساب کمیشن کی ہی ایک مثال دیتی ہوں، صفحہ تین پہ جناب وزیر موصوف کہتے ہیں کہ احتساب کمیشن جو ہے، وہ قائم ہے اور ساتھ ہی نچلی سطح پر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ بھی کام کرے گا، یہ اس قانون میں نہیں ہے جناب سپیکر! اس قانون میں جو اس وقت آپ کا ایکٹ ہے، اس میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ نے ضم ہونا ہے، اس نے جس وقت یہ اپنی کارروائی ساری ہو جائے گی، سرچ کمیٹی اپنا کام کرلے گی، کمشنرز اور ڈی جیز، یہ سب اپوائنٹ ہوں گے تو پھر آخری چیز یہ ہے کہ انٹی کرپشن لاء Repeal ہوگا اور وہ اس میں ہے لیکن اب صورتحال مختلف ہے، کیا کوئی تبدیلی کر دی گئی ہے، کیا بغیر امنڈمنٹ کے ایکٹ میں کوئی تبدیلی کر دی گئی ہے؟ یہ ضرور میرا خیال ہے کہ ٹریژری بنچز کو بتانا چاہیئے۔ پٹواری کلچر کی Elimination، خاتمے کا جناب وزیر صاحب نے ذکر کیا، بالکل ہوگا، ضرور اگر وہ کہتے ہیں تو ہوگا لیکن پبلک سے جو ہم رائے سنتے ہیں اور آج پورے صوبہ بھر کے پٹواری اور گرداور مکمل ہڑتال پہ ہیں، لوگوں کو اپنے فرد لینے میں، ڈومیسائل لینے میں بھی انتہائی مشکلات ہیں، تو کیا وجہ ہے کہ اگر پٹواری کلچر ختم ہے تو پھر چاہیئے تھا، واقعی ختم ہونا چاہیئے، میں Appreciate کروں گی لیکن ان کو آپ نے پانچ سو روپے سٹیشنری الاؤنس بڑھا کے بہت بڑا تیر مار دیا، آج بھی ان کا ٹریول ایجنٹ، وہ ٹریول الاؤنس پچاس پیسے ڈیلی ہے یعنی افسوس کا مقام ہے، چاہیئے یہ تھا کہ ان کی بھی Pays کو Revise کیا جاتا، ان کے جو Perks ہیں، ان کو بھی Realistically revise کیا جاتا۔ جناب سپیکر، 27 ارب روپے پولیس کو دیئے، بہت اچھا کیا، زیادہ دینا چاہیئے تھے کیونکہ اس سال میں جو کل میرے بھائی عنایت اللہ خان نے 80 ارب روپے کی Reappropriation کا ذکر کیا، اس میں پولیس والوں کو بھی ایک محکمے سے اپنا

پیسہ Reappropriate کر کے دوسری مد میں ڈالنا پڑا کیونکہ ان کے پاس اپنے بجٹ کیلئے پیسے نہیں تھے، کیوں ضرورت پڑی اگر آپ ان کو فنڈز چاہیئے تھے، ہمیں پتہ ہے ہماری سیچویشن لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے سب سے زیادہ، آپ بورڈ آف انویسٹمنٹ اور ٹریڈ کی بات کرتے ہیں، اس کا کچھ بتائیں تو سہی، کچھ بتا دیتے، دو لفظ بتا دیتے کہ اس بورڈ آف انویسٹمنٹ اور ٹریڈ نے اتنی بڑی اس خیبر پختونخوا کیلئے مدد کی۔ لوکل گورنمنٹ الیکشنز ،بالکل ٹھیک ہے، قانون تیار، حکومت تیار، اسکی Delimitations تیار لیکن بائیو میٹرک کا کیوں اتنا آپ نے وہ کر دیا ہے جب آپ کو پتہ ہے کہ بائیو میٹرک کی وجہ سے لوکل گورنمنٹ الیکشن لیٹ ہو سکتا ہے؟ آپ کو پشاور کے گرد و نواح میں کی جانے والی Walk exercise بھول گئی ہے جس میں شام تک بار بار بوڑھے اور ہمارے بزرگ شہری پھر دوبارہ دوبارہ انگوٹھے ڈال رہے تھے کیونکہ وہ پرنٹ نہیں آرہے تھے اور اس کی تقریباً جو Findings آئیں کہ وہ ممکن نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل میں Intention نہیں ہے آپ کا کہ لوکل گورنمنٹ کے آپ الیکشنز کریں اور آپ نے پانچ ارب روپے اس کیلئے رکھے لیکن پھر آپ کو یہ پیسے بھی کلیئر کٹ جو 30 فیصد آپ Claim کر رہے ہیں، وہ آپ کو علیحدہ کر دینے چاہیئے تھے۔ ویلفیئر انڈومنٹ فنڈ جرنلسٹس کیلئے بہت اچھا عمل ہے، پانچ کروڑ روپے لیکن اتنے بڑے صوبے اور اتنے زیادہ جرنلسٹس، میڈیا کی Expansion دیکھیں تو اس کم اماؤنٹ کی بجائے تھوڑا سا اس کو بڑا کرتے اور پھر اس کو چاہیئے بھی یہ کہ اس کا Benefit تمام صوبے کے میڈیا کے ساتھ تعلق رکھنے والے جو لوگ ہیں، ان تک ہو۔ Clean and Green Peshawar کا ہم ایک عرصے سے ذکر سن رہے ہیں، میرے بھائی اس وقت یہاں منرلز منسٹر شاید بیٹھا بھی ہو گا جو فوکل پرسن ہیں، آفریدی صاحب، ضیاء اللہ آفریدی، ان کو فنڈز بھی ریلیز کر دیئے گئے۔ پشاور تو اور زیادہ گندا ہو گیا ہے جناب، باہر جا کر دیکھیں، نہ Clean ہے نہ Green ہے اور اب آپ کہتے ہیں کہ ہم اس دفعہ 29 ارب روپے دیں گے، (تالیاں) 29 ارب روپے میں سات ارب، 7.46 ارب آپ اس سال 69 پراجیکٹس کیلئے جاری کریں گے۔ ماس ٹرانزٹ سسٹم پچھلی سپیچ میں بھی آپ کی موجود تھا، ایک سال میں آپ نے ماس ٹرانزٹ سسٹم کو نہیں کیا اور آپ تنقید کر رہے ہیں فیڈرل گورنمنٹ اور پنجاب گورنمنٹ پہ کہ وہ جلد از جلد Too estimate کر رہے ہیں یا وہ اتنی زیادہ Amount too کر رہے ہیں،

آپ کم اماؤنٹ میں واقعی اس سال میں Completion کرنی چاہیئے تھی آپ کو۔ Monetization plan committees، Austerity plan committees، کمیٹیوں کے حوالے سے بہترین کام کر رہے ہیں جناب، کمیٹیاں اور قانون سازیاں، بالکل قانون سازیاں بھی لیکن وہ Mechanism نہیں ہے جس کے تحت ان قانون پر اب کیا جائے۔ اب آپ نے ایک نیا طریقہ رکھا Budget ceiling کہ Goals and Targets رکھے جائیں گے اور وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ویب سائٹ پہ ہو گا اور پھر وہ ڈیپارٹمنٹس کی Discretion کے اوپر Resource distribution کو Monitor کیا جائے گا۔ جناب عالی، جب یہ اس طرح کی کمیٹیاں جس طرح آپ نے Reforms Implementation Cell پہلے بنایا، اب آپ نے ایک نیا Mechanism, Change Management Unit بنا دیا، ان چیزوں پہ میرا خیال ہے کہ زیادہ آپ کی توجہ مرکوز ہو رہی ہے اور عملدرآمد جو ہے وہ کم ہے۔ میں اس کے ساتھ جناب سپیکر! جو آپ کی بجٹ سپیچ میں جناب سراج الحق صاحب نے اپوزیشن پارٹیوں کے حوالے سے اپیل کی ہے کہ وہ جونٹ ہائیڈل پرافٹ ہے، اس کے حوالے سے وہ آکے تعاون کریں، بالکل ہم ہر جگہ اس تعاون کیلئے تیار ہیں لیکن آپ نے Mechanism set کیا ہے، اپوزیشن پارٹیز سے آپ تعاون لینے کیلئے آپ نے کس جگہ کوئی ایسی جوائنٹ کنسلٹیشن کی ہے کہ جب آپ وفاق کے پاس جارہے ہوں تو آپ اس چیز کو Decide کریں؟ جناب اعلیٰ، مجھے پتہ ہے کہ باتیں بہت زیادہ ہیں اور وقت کم ہے لیکن Fiscal space، کہتے ہیں گورنمنٹ جو ہے چھ ارب روپے، چالیس روپے گھی پہ اور دس روپے آٹے پہ، بہت اچھا ماشاءاللہ، اللہ کرے کہ یہ چیز جاری رہے لیکن اس سال ہو گیا، اگلے سال کیا کریں گے؟ آپ کا Deficit کا بجٹ ہے، آپ صرف پیسے کو تقسیم کر رہے ہیں، نہ Growth، نہ Productivity، پھر اس کے بعد آپ کے پاس Affectees کیلئے، مستحقین کیلئے کیا سسٹم ہے، کیا آپ اپنے اپنے جو تین مخصوص اضلاع ہیں، ان کے عوام کو Affectees men بنائیں گے یا اس کو کوہستان، ٹانک، دیرا پر اور چترال تک کو بھی اس کا Benefit ملے گا؟ جناب سپیکر، کیش جو آپ Claim کر رہے ہیں کہ Balance management پہ آپ کو بونس ملا ہے 1.5044، اسلئے ملا کہ آپ نے پیسے نہیں استعمال کئے اور دوسرے صوبے اپنے ترقیوں کے کام کر رہے ہیں تو وفاقی حکومت نے خوش ہو کر کہا کہ بالکل شاباش، تو آپ نے وہ پیسہ استعمال نہیں کیا

لہذا آپ نے ایک ارب روپے وہاں سے لے لیے لیکن آپ نے یہاں پر اربوں روپے Lapse کر دیئے اور اب ان کی آگے کوئی Throw forward liability بھی نہیں ہے۔ جناب عالی، سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ، مائی ڈیئر ڈاکٹر مہر تاج روغانی کل بھی بہت خوش تھیں کہ خیر ہے، لیکن ویمن ڈیویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بھی اس کے ساتھ ہے، اس کو آپ کو زیادہ دینا چاہیئے تھا تا کہ واقعی سوشل ویلفیئر کے حساب سے کھلا، لیکن میں بڑے افسوس سے کہوں گی کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! آپ کے حوالے سے یہ Impression، تاثر ہو رہا ہے کہ آپ کوئی اتنے Pro women نہیں ہیں، آپ صرف Politicking کر رہے ہیں اور Power politics کے Domain میں آگے جا رہے ہیں، (تالیاں) You are not really helping the women of this society۔ (تالیاں) جناب سپیکر، جعفر شاہ صاحب نے جو صفروں کو گن لیا، اب مجھے یہ نہیں بتانا پڑے گا کہ کتنے پراجیکٹس جو ہیں، وہ صفر ہیں لیکن جو تین اضلاع کو خاص طور پر پوائنٹ آؤٹ کیا، یہ ہمارے اپنے علاقے ہیں، نوشہرہ مجھے بہت عزیز ہے، اپر دیر میں ضرور رکھا جانا چاہیئے، صوابی میرا ہمسایہ ہے اور آپ کیلئے بھی جناب سپیکر! کوئی خاص، کل کلیئر ہو گیا تھا کہ آپ کے حلقے کو بھی کچھ خاص نہیں ملا، اس پہ بھی ہمیں بڑا افسوس ہوتا ہے کہ آپ کو ملنا چاہیئے تھا جناب سپیکر، (تالیاں) آپ کو ملنا چاہیئے تھا لیکن کسی Fair distribution میں وزیر اعلیٰ صاحب کی پہلی سپیچ آج بھی یاد کرتی ہوں، کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے انہوں نے سپیچ کی تھی بجٹ کے بعد اور انہوں نے پتہ نہیں لگتا ہے، ابھی بھی تیار کی ہوئی ہے اس کیلئے اور انہوں نے کہا کہ ہم پہلے سے تیار Plans کے ساتھ آئے ہیں، ہمیں کوئی ضرورت نہیں، آج بھی کمیٹیاں بن رہی ہیں، آج بھی ورکنگ گروپس بن رہے ہیں، آج بھی وہ کچھ تیار نہیں ہیں، No mechanism has been set اور انہوں نے کہا کہ میں ان علاقوں کو ترقی دوں گا، اس میں وہ یہ نہیں ہے کہ ہمارے علاقوں میں ترقی ہو گی، بے شک جس کی لاٹھی اس کی بھینس، جو وزیر اعلیٰ ہیں اس کا حق بنتا ہے کہ ضرور اپنے حلقے کو کریں لیکن یہ تو چینج کے ساتھ آئے ہیں، تحریک انصاف کے نام میں انصاف ہے، جماعت اسلامی کے نشان میں انصاف ہے اور عوامی جمہوری اتحاد میں عوام اور جمہوریت کی آواز میں انصاف ہے، تو کہاں گیا وہ انصاف؟ کدھر گئی وہ Fair distribution، کیوں پشاور، صوابی، نوشہرہ اور اپر دیر تک ہر چیز محدود ہے جناب

سپیکر؟اور پھر میں آپ کو یہ بتاؤں کہ ایک پراجیکٹ، ہمیں وزیراعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ آپ Proper projectلائیں، ہم نے Gender Empowerment and Mainstreaming Scheme کے تحت پی اینڈ ڈی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کوOnboardلے کے تمام خواتین جو ادھر بھی بیٹھی ہیں، یہاں پہ بھی اس پر انہوں نے کام کیا کہ ہم صوبے میں GEMS کے نام پہ ایک سکیم لائیں گے، ہر حلقے میں خواتین کی Empowerment اور Mainstreaming کیلئے کام ہو گا، افسوس کہ وہ سکیم بھی انہوں نے اے ڈی پی میں شامل نہیں کی اور آؤٹ کر دی۔Foreign assistanceآپ کا ہمیشہClaimرہا، ہمیشہClaimرہا کہ ہم امریکی امداد نہیں لیتے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ۔

<u>محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی:</u> ہم بیرونی امداد نہیں لیتے تو جناب عالی، یہ بڑے بڑے دعوے نہیں کرنے چاہئیں، آج وہ کہتے ہیں، عاطف خان صاحب دو دفعہ کہہ چکے ہیں کہ 760 سکولز ہم نے جو زلزلے کے ہیں، وہ یہاں پہ ہم Rebuilt کریں گے، تو 300 ملین میں تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ 760 سکولز کی بجائے صرف 60 سکولز بھی کر سکیں، I don't know۔ میں جناب سپیکر، اچھا One tree، یہ اشتیاق ارمڑ صاحب بیٹھے ہیں کہ مارکس دیں گے ہم، ایک بچہ ایک پودا لگائے گا تو اس کو کتنے مارکس؟ کچھ پتہ نہیں ہے، اس کا مطلب ہے اب صرف پودے لگانے پہ ہی شاید سارے مارکس پورے کر دیں اور ویمن ہیلتھ ورکرز جناب سپیکر، بہت افسوس ہے آج اخبار میں بھی ہے کہ ان کو ریگولرائز نہیں کیا، تمام صوبوں نے یہ کر دیا ہے، آپ یہ جو ویسے دے رہے ہیں، صرف پیسے لٹا رہے ہیں جس کیلئے بھی کوئی طریقہ نہیں، ان ویمن ہیلتھ ورکرز کو آپ ریگولرائز کر دیتے تو کتنی دعائیں تھیں اس ایک عورت کے ساتھ، اس کا پورا کنبہ وابسطہ ہوتا ہے، تو آپ نے یہ نہیں کیا اور پھر میں یہاں پہ کہوں کہ آئی ڈی پیز کے حوالے سے، وہ کہتے ہیں ہمیں کسی نے اس میں نہیں لیا، بھئی آپ کی اپنی پارٹی کے ممبرز پہلے اس میں موجود تھے مذاکراتی کمیٹیوں میں، انہوں نے آپ کو بتا دیا تو آپ کو کم از کم، وژن اس کو کہتے ہیں لمبا وژن جو شاہ فرمان صاحب آج کہہ رہے تھے، وژن اس کو کہتے ہیں کہ آپ کو نظر آ رہا ہو، وفاقی حکومت نے آئی ڈی پیز کیلئے اپنی گنجائش رکھی، اب آپ کا بجٹ میرے حساب میں کہ Futile exercise ہے، اب تمام جیسے ماضی میں ہوا کہ بجٹ سارے جو ہیں تہہ و بالا ہو گئے اور

آپ کو وہ تمام ریسورسز اب آئی ڈی پیز کی طرف ڈالنا پڑیں گے۔ آپ نے تنخواہیں بڑھا دیں دس فیصد، آپ نے پنشن بھی بڑھائی، بہت تھوڑی لیکن چلو کچھ، لیکن افسوس کہ اس کے اوپر ٹیکس بھی لگا دیا، یعنی پہلے سے پسے سے پسے ہوئے عوام، اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اپ گریڈیشن کی 16 ہزار افراد کی، تو جناب سپیکر! ہزاروں افراد ان ہی کیٹگریز کے ویسے رہ گئے، کیا ہوا؟ کیا یہ Across the board ہے یا یہ اجازت دیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ جی۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: میں صرف وفاقی حکومت کے حوالے سے یہ بتاؤں کہ وفاقی حکومت نے بھی زیادتی کی ہے اس پراونس کے ساتھ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میڈم! شکریہ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: وفاقی حکومت نے بھی، آپ نے اپنا کیس صحیح Plead نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے پراجیکٹس کو کوئی نگاہ نہیں ہوئی۔ آپ کے کیش ڈیویلپمنٹ لونز جو ہیں، انہوں نے باقی صوبوں کیلئے معاف کئے ہیں، کیا وجہ ہے کہ خیبر پختونخوا جیسے ایک تکلیف دہ حالت میں ہے اور جناب سپیکر، ایک شعر اگر آپ اجازت دیں، آخری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، بسم اللہ۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی: آخر میں چھوٹا سا شعر ہے اگر آپ نے داد دی تو میں خوش ہوں گی:

نتیجہ پھر وہی ہوگا سنا ہے چال بدلے گا

پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا

(تالیاں)

بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو

مہینے پھر وہی ہوں گے سنا ہے سال بدلے گا

چلو ہم مان لیتے ہیں مہینہ پانچ سالوں کا

آپ کا مہینے کا ٹارگٹ تھا،

چلو ہم مان لیتے ہیں مہینہ پانچ سالوں کا
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا
(تالیاں)

بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر صاحب، چیف منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب چیف منسٹر صاحب۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): میں چونکہ تقریر نہیں کرنا چاہتا، میں ایک دو چیزوں کی وضاحت چاہتا ہوں۔ میں ایک تو انیسہ زیب کی شاعری کی داد دیتا ہوں (تالیاں) اور ان کو اچھی طرح پتہ ہے کہ ہمارے دل میں کیا ہے؟ ہمارے دل صاف ہیں، ہماری نیت صاف ہے، ارادے ٹھیک ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ سب کچھ بدلے گا۔ یہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ فنڈز دیر چلے گئے، فنڈز جو ہیں، وہ نوشہرہ چلے گئے ہیں، فنڈز جو ہیں وہ صوابی چلے گئے، یہ بجٹ کتاب اگر آپ کھول کر دیکھیں تو نہ کوئی نیا کالج، نہ نئی کوئی بلڈنگ ان تین ضلعوں میں بنی ہے، جو کچھ ہے سارے صوبے کیلئے ایک برابر ہے۔ نہ کوئی ہسپتال نیا بن رہا ہے، نہ کوئی ایسی چیز بن رہی ہے، جو کچھ ہے پرانا آ رہا ہے، کوئی 'ایکسٹرا' چیز نہیں ہے۔ صرف روڈز کی مد میں جاتا ہوں جو سارے صوبے کو، اپوزیشن کو بھی دیئے ہیں اور اپوزیشن لیڈر کو بھی ہم نے سکیمیں دی ہیں اور کچھ ممبرز کو دی ہیں کچھ رہ گئے ہیں، ان کو بھی Accommodate کریں گے اور حکومتی بنچ کو دی ہیں۔ اب اگر اس کی Comparison دیکھیں تو اگر صرف Cost دیکھیں، ایلوکیشنز اگر کم ہیں لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ایلوکیشنز بھی بڑھیں گی، اور بھی بڑی مد ہیں، ان شاء اللہ یہ سکیمیں کمپلیٹ جلدی ہوں گی۔ صرف کوہاٹ کو دیں گے تو It is three billions کے اس میں روڈز رکھے گئے ہیں۔ ہنگو کو ڈھائی بلین، پشاور کو 1.7 بلین، پی ڈے اے کے علاوہ جو Seven بلین یا 29 بلین کے پراجیکٹس ہیں۔ چارسدہ 1.6 بلین، نوشہرہ 1.7 بلین، صوابی 858 ملین، بلین بھی نہیں ہے، مردان 850 ملین، دیر لوئر 1.1 بلین، دیر اپر 1.1 بلین اور اگر میں جاؤں ہزارہ کو ایبٹ آباد کو، ہری پور کو، تو آپ کو تو جناب! 10 ہزار ملین کی ایلوکیشن رکھی ہے، وہ Cost رکھی جو اس میں ایبٹ آباد بائی پاس بھی ہے اور بھی سارے ہیں، تقریباً 10 ارب روپے کی سکیمیں رکھی گئی ہیں، ہو سکتا ہے وقت اس پہ لگ جائے لیکن سب سے زیادہ ایبٹ آباد کو اور ہری پور کو 1.7 بلین، تو یہ کونسا انصاف ہے کہ کتاب کو

نہیں دیکھتے ہو، الزامات لگاتے ہو؟ میں کہتا ہوں کتاب پڑھا کریں اور اس کے بعد بات کیا کریں تو اچھا ہو گا۔ مہربانی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: میڈم مہرتاج روغانی، ڈاکٹر مہرتاج روغانی۔

جناب شہرام خان {سینئر وزیر (صحت وانفارمیشن ٹیکنالوجی)}: سپیکر صاحب!

جناب سپیکر: جی جی، شہرام خان۔

ڈاکٹر مہرتاج روغانی (معاون خصوصی سماجی بہبود): واه خدایه بس د دې نه پس نه پاخم بنه۔ (قہقہے) Thank you Mr. Speaker, it's my turn, if you don't mind۔

سینئر وزیر (صحت وانفارمیشن ٹیکنالوجی): یو خبره کوم۔ ډاکټر صاحبه! یو خبره کوم بیا تاسو خبره کوئ۔ یو-----

جناب سپیکر: ڈاکٹر مہرتاج روغانی۔

Special Assistant (Social Welfare): I am not a good orator like Aneesa Zeb and it's not in response to her. اس کے جواب میں نہیں ہے Sorry, it was regarding "Sehat Ka Insaf" but anyway I am thankful to you کہ یہ سوشل ویلفیئر کا آپ نے ذکر کیا ہے And all the time you care, you know that's very good کہ آپ اس کا وہ کرتی ہیں، میرے ساتھ ہر وقت Tea room میں بھی ڈسکس کرتی ہیں I am really grateful۔ میں صرف "صحت کا انصاف" Please I want to clarify about the "Sehat Ka Insaf"، بہت زیادہ کنفیوژن ہے اس میں، مجھے کراچی اور لاہور سے بھی Pediatricians کے Ring آتے ہیں This "Sehat Ka Insaf" is not only for polio, please remember ہماری Immunization کا جو ریٹ ہے، وہ آج کل Less than fifty ہے، Immunization میں Diphtheria ہے، Tetanus ہے، Pertussis ہے، ہیپاٹائٹس بی ہے، نمونیا ہے، Six diseases ہیں تو Sehat ka Insaf is not only for polio، یہ جو ہم وہ دیتے ہیں، یہ جو باسکٹ، اس میں پمفلٹ ہے، اس میں Awareness

اس پہ پیسہ خرچ ہوا ہے لیکن It is for the awareness program ہے تو پلیز یہ ہاؤس سمجھ لے،
of the six deadly diseases، اس کے Against ہے۔ نمبر دو، اس میں ہم یہ Bucket,
soap and water دیتے ہیں، بنگلہ دیش میں سٹڈی ہوئی ہے، وہاں پر Diarrhea کے ریٹ میں 50
پرسنٹ کی کمی صرف Hand washing سے اور Clean water سے، ٹھیک ہے Clean water ہم
نہیں دے سکتے لیکن ہم نے اس میں Towel and soap دیا ہے And awareness of the
peoples تو یہ Please remember کہ یہ "صحت کا انصاف" میں جب سے یہ آیا، یہ اس ہاؤس میں
بار بار ہوتا ہے It's not only against the polio, it's against the six diseases
which I told you، اس میں Diphtheria خناق کو کہتے ہیں، Tetanus آپ کو پتہ ہے And
hepatitis, ten percent of the peoples are suffering from hepatitis، اس
ہال میں ٹیسٹ کروائیں، اس میں ہم میں ہیپاٹائٹس کے Positive ہونگے Honestly I tell you اور
نمونیا کے اور Meningitis کے، تو یہ This Sehat ka Insaf is awareness program
for all these diseases, not only for polio. Thank you very much.

(Applause)

<u>جناب سپیکر:</u> شہرام خان۔

<u>جناب شہرام خان (سینئیر وزیر صحت و انفارمیشن ٹیکنالوجی):</u> شکریہ جناب سپیکر۔ صرف ایک بات کلیئر کرنا چاہتا ہوں، انیسہ زیب صاحبہ نے ایک بات کی ہے، ایل ایچ ڈبلیوز کی بات کی ہے، میں یہ کلیئر کردوں کہ جی یہ آرڈیننس کے ذریعے 21st of May کو ان کو ہم نے Permanent کر دیا، ریگولرائز کر دیا اور اس کیلئے Already Bill اسمبلی بھیج دیا گیا ہے، باقی جو روٹین کے مطابق ایکٹ کے ذریعے اس کو لایا جائے گا ان شاء اللہ، شاید بجٹ سیشن میں ہو نہیں سکتا تھا Otherwise this would have been brought into the this Session۔ میں پھر کلیئر کردوں، ایل ایچ ڈبلیوز جو ہیں، ان کو ریگولرائز صوبائی حکومت نے کر دیا ہے اور دوسری بات میں یہ کردوں کہ یہ اسی حکومت کا کارنامہ تھا کہ ڈاکٹرز کو سروس سٹرکچر بھی دیا گیا ہے جو کہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔

<u>جناب سکندر حیات خان:</u> جناب سپیکر!

جناب سپیکر: سکندر خان! ایک منٹ، میں آج بہت صحت مند ڈسکشن، بہت Reasonable discussion کو Appreciate کرتا ہوں دونوں سائڈ سے اور بہت اچھی ڈیبیٹ ہوئی اور میرے خیال میں اس قسم کی ڈیبیٹ سے جو ہے نا گورنمنٹ سسٹم میں بھی Improvement آئے گی اور اس اسمبلی کو بنیادی جو عوام نے مینڈیٹ دیا ہے، وہ بھی یہی ہے کہ عوام کے مسائل کو صحیح معنوں میں اجاگر کیا جائے۔ میں آج کی ڈسکشن سے بہت مطمئن ہوں اور بہت Appreciate کرتا ہوں دونوں سائڈ سے۔ تھینک یو۔ چار بجے تک کیلئے Adjourn کرتے ہیں، ان شاءاللہ چار بجے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بعد از دوپہر چار بجے تک کیلئے ملتوی ہوگئی)

دوسری نشست

(وقفہ کے بعد دوسری نشست شروع ہوئی اور جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ آج میرے خیال میں بہت اچھی ڈسکشن رہی ہے اور بہت تیاری کے ساتھ، میری تمام اپنے معزز اسمبلی سے ریکویسٹ ہوگی کہ اس قسم کی ڈیبیٹ بہت صحت منداور بہت سود مند ہے کیونکہ اس کی وجہ سے صحیح معنوں میں نشاندہی ہوتی ہے تو میں بالکل Appreciate کرتا ہوں جو ڈیبیٹ ہوئی ہے اور میری ریکویسٹ بھی ہوگی کہ باقی ہمارے ممبران صاحبان پوری تیاری کرکے آیا کریں تاکہ اپنے حلقوں کی صحیح نمائندگی کریں۔ میں جناب اعظم درانی صاحب سے ریکویسٹ کرونگا کہ وہ بات کریں۔ آپ نے دومنٹ کا کہا تھا، دومنٹ بات کریں۔

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 15-2014 پر عمومی بحث

جناب اعظم خان درانی: نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا 15-2014 بجٹ پر تقریر کرنے کا۔ جناب سپیکر، یہ میرا پہلا بجٹ سیشن ہے اور گورنمنٹ کا دوسرا بجٹ سیشن ہے لیکن جو میں سن رہا ہوں، جو میں نے سنا، ان دو دنوں میں، ہر طرف سے تنقید اور آہ وزاری شروع ہے، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ بجٹ تقریر سے پہلے، اس بک کی بائنڈنگ سے پہلے، اس اسمبلی میں اس پہ ڈسکشن کیلئے اور سارے ممبران سے رائے لی جاتی، اگر وہ اس میں شامل ہوتے تو آج یہ نوبت نہ آتی۔ جناب سپیکر، ہم جس صوبے میں رہ رہے ہیں، یہ انتہائی پسماندہ صوبہ ہے، غربت کے لحاظ سے ہم Bottom line پہ ہیں اور معدنی وسائل کے لحاظ سے ہم سارے صوبوں سے ٹاپ پہ ہیں لیکن یہ المیہ کیوں ہے؟ جناب سپیکر، یہ سوالیہ نشان ہے۔ ہر ایک گورنمنٹ نے اس پہ توجہ دینی ہے لیکن اس صوبے کو جو مسائل درپیش ہیں، جو چیلنجز درپیش ہیں، وہ بہت بڑے بڑے ہیں، مثال کے طور پر دہشتگردی، مہنگائی، بے روزگاری، بھتہ خوری اور ایک طرف ہمارا یہ بجٹ۔ جناب سپیکر، میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں دومنٹ لونگا لیکن مجبوری ہے، تھوڑا دومنٹ کا اضافہ ہوگا، یہ بھی زیادتی ہے۔ جناب سپیکر، جب ہم تقریر سنتے ہیں اپنے معزز کی تو اس کے اہداف اور سوچ کے مطابق سہہ فریقی اتحاد اس صوبے میں خلفائے راشدین اور

جمہوری طرز حکومت کرنا چاہتے ہیں اور اس کا خیال ہے لیکن اس صوبے میں جتنے بھی یہ لوگ رہتے ہیں، اس بجٹ میں ان کا حق ہے، ہم کہتے ہیں کہ جب تقسیم کرتے ہو تو وہ نقطہ نگاہ سامنے رکھو، میں چند چیزیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں بجٹ کے حوالے سے، روڈز سیکٹر میں، پبلک ہیلتھ میں، تعلیم میں، صحت میں، ایریگیشن میں، ان میں زیادہ سے زیادہ بجٹ رکھنا چاہیئے تھا لیکن تقسیم منصفانہ ہونی چاہیئے۔ جناب سپیکر، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں، پبلک ہیلتھ کے جو ہمارے منسٹر صاحب ہر تقریر میں یہ کہتے ہیں کہ میں جب تقسیم کرتا ہوں تو Basic needs پر کرتا ہوں، جہاں پر بنیادی ضروریات ہوں، وہاں پر میں تقسیم کرتا ہوں۔ شکر ہے وہ ابھی گئے۔ جب میں نے اے ڈی پی دیکھی تو اس میں ضلع بنوں میں 50 ملین تھے، لکی میں 50 تھے، کرک اور کوہاٹ میں 30 30،40 40 ملین تھے، تورغر میں 10 ملین تھے اور میرے موصوف منسٹر صاحب کے ضلع میں، میں صوابی کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ اس میں وہ سہ فریقی اتحاد ہے، سپیکر صاحب کا اس میں نہیں ہے لیکن 318.18 ملین میرے منسٹر صاحب کے حلقے میں تھے تو جناب سپیکر! یہ بھی انصاف نہیں ہے۔ میں نے چیف منسٹر صاحب سے ایک ریکویسٹ کی تھی، یہ میں ایک تجویز دے رہا ہوں سراج الحق صاحب کو کیونکہ یہ اس پہ آنا ہے، یہ سسٹم، وفاقی گورنمنٹ نے اور مختلف این جی اوز نے صوبے بھر میں ٹیوب ویلز بنائے ہیں اور وہ ٹیوب ویلز کام بھی کر رہے ہیں، کمیونٹی کے ہیں لیکن بدحالی اور مہنگائی کی وجہ سے وہ بل ادا نہیں کر سکتے، تو میں نے چیف منسٹر صاحب سے ریکویسٹ کی کہ میرے حلقے میں بھی ایسے ٹیوب ویلز ہیں، اس نے سیکرٹری صاحب کو لکھا تھا کہ Takeover the scheme جناب سپیکر، آج تک اس پر کوئی عمل نہ ہوا۔ میں ریکویسٹ کرتا ہوں سراج الحق صاحب کو کہ یہ پراسیس ان پہ آنا ہے، پوسٹیں انہوں نے Sanction کرنی ہیں، یہ Takeover کرینگے، یہ میری تجویز ہے کہ اگر گورنمنٹ کروڑوں روپے لگا رہی ہے ٹیوب ویلز پر، صاف واٹر پر تو یہ کیوں نہیں Own کرتے؟ اسی طرح اس نے ایک پوائنٹ اٹھایا اپنی بجٹ سپیچ میں کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ ہر ایک محکمے میں، خاصکر ایجوکیشن میں ہم اپوائنٹمنٹس اور بھرتیاں اور تبدیلیاں وہاں پر کریں جو اس کے نزدیک ہوں۔ آج آپ کے سامنے میں نے منسٹر صاحب سے کہا، ڈائریکٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، قیصر صاحب بھی ہیں، میں نے ایک Proposal دی تھی ان کو، اس نے Corrigendum بھی ایشو کیا لیکن کچھ میں ہوا، کچھ 19 کے پرنسپلز

ڈی آئی خان میں اور ضلع بنوں میں اسی طرح سکولز پڑے ہیں، میری یہ ریکویسٹ ہے کہ ایجوکیشن کی ایمرجنسی کے تحت اس کو فوراً بنوں شفٹ کیا جائے اور ایک Proposal دے رہا ہوں کہ میرے ضلع میں ڈی ای او میرے خیال میں 17 کا یا 18 کا ہے اور میرا ایک پرنسپل ہے، دو تین سکولوں کا وہ 20 کا ہے، آیا یہ قانونی طور پر اس کا وزٹ کر سکتا ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں 19 کا بندہ 20 گریڈ کی سرزنش نہیں کر سکتا اور نہ اس سکول کا وزٹ کر سکتا ہے۔ اگر سارے ڈی ای اوز گریڈ 20 کے ہو جائیں اور وہ ٹھیک ٹھاک بندہ ہو اور یہ نچلے لیول پہ جتنے بھی پرنسپلز وہاں رہتے ہیں، ان کے بھی ٹرانسفرز کے احکامات ان کو سونپے جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا اور اس میں آسانی آئے گی اور ڈیوٹی بھی یہ لے سکتے ہیں۔ اس میں ایک نکتہ اور آتا ہے، اس میں ڈپٹی ڈی ای اوز ان کے ساتھ ہوتے ہیں، ان کو بھی پروموٹ کیا جائے تاکہ 16 یا 17 میں وہ چلے جائیں یا 18 میں وہ چلے جائیں، پھر اس قانون میں بہتری آسکتی ہے۔ ہم تو باہر سے ان کیلئے مانیٹرنگ کا سسٹم بنا رہے ہیں، ہمارے پاس اپنا سسٹم ہے ہر ایک ضلع میں اور ٹھیک ٹھاک سسٹم ہے، اس کو فعال کیا جائے۔ اگر ہم ان پہ اعتبار نہیں کرینگے تو یہ صوبہ چلانے کیلئے ہم کہاں سے بندے لائیں گے؟ جناب سپیکر، میری یہ ریکویسٹ ہے کہ اس سسٹم کو، ان تجویزوں کو سراج صاحب نوٹ کریں اور ان پہ غور کریں۔ جناب سپیکر، جس صوبے میں ہم رہ رہے ہیں، اس کا Depend زراعت پر ہے 70/80 پرسنٹ، سارے غریب لوگ اسی میں بستے ہیں اور زراعت ان کی انکم کا ذریعہ ہے۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم ٹیکس نہیں لگاتے، دوسری طرف اگر ہم تنخواہیں ان کی بڑھاتے ہیں تو دس پرسنٹ کے حساب سے اور وزراء حضرات کی اور اراکین اسمبلی کی ہم نے 100 پرسنٹ تک بڑھادیں، میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ اس پہ غور کیا جائے کہ دس کی بجائے اس کو بیس کر دیا جائے۔ جناب سپیکر، یہ وہ لوگ ہیں جو دن رات کام کرتے ہیں اور یہ اتنے زیادہ نہیں ہیں، دو ڈھائی لاکھ یہ بندے ہونگے، اگر ان کی تنخواہ میں تھوڑا سا اضافہ ہو جائے تو جناب سپیکر! یہ اور بھی اچھا کام کرینگے۔ ایک طرف جناب سپیکر، ہم دعوے کرتے ہیں کہ ہم اس صوبے کو ماڈل صوبہ بنائیں گے، دوسری طرف ڈیویلپمنٹ کا ایک پیسہ بھی نہیں لگا ہمارے ضلع میں تو جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے، سراج الحق صاحب نے ڈیڑھ ارب روپے کا Bonus claim کیا ہے، اب میں حیران ہوں کہ یہ وفاقی گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں کیا، طنزیہ انداز میں تو نہیں لیا؟ میری سوچ کے مطابق ایک سال کا پیسہ ہم نے

خرچ نہیں کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ باقی تین صوبوں سے ہم ایک سال ڈیویلپمنٹ سیکٹر میں پیچھے رہ گئے۔ جناب سپیکر، اگر دیکھا جائے، میں نے اے ڈی پی دیکھی تو ہر ایک۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کے دومنٹ ہو گئے اسلئے۔۔۔۔۔

جناب اعظم خان درانی: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ایک کنسلٹنسی میں جو آپ نے پہلے کہا تھا 100 ملین کا 10 ملین کا، اب میرے خیال میں تین کروڑ ہے، یہ تو اچھی بات ہے پہلے بھی سی ایم صاحب سے ریکویسٹ کی تھی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے لیکن اس نے نہیں مانا تھا اور آج وہ نکتہ ہے کہ ساری پراگریس میاں صاحب نے جو پیش کی، جعفر شاہ صاحب نے وہ زیرو تھی، یہ میرے خیال میں کنسلٹنسی کی وجہ سے تھی اور میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ اگر تین سے بھی یہ ذرا اوپر لے جائیں نا تو یہ بہتر ہوگا۔ جناب سپیکر، اب میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میں ضلع بنوں سے تعلق رکھتا ہوں، منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ہنس بھی رہے ہیں، میں نے ان سے پہلے بھی بات کی تھی، میرے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، انصاف کی گورنمنٹ، (مداخلت) نہیں، منسٹر بلدیات، (قہقہہ) ! میرے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، انصاف کی گورنمنٹ میں بشمول ترازو، جب یہ تولتے ہیں تو ایک طرف زیادہ دیتے ہیں دوسری طرف وہ ترازو خالی ہوتا ہے۔ ایم سی میں ایک کروڑ روپے اس میں اپنے رکن کی وساطت سے ٹینڈرز لگائے، اسی طرح ڈسٹرکٹ کونسل میں تین کروڑ 72 لاکھ روپے ہمارے ضلع کا فنڈ تھا، اس میں اس ایم پی اے کا حق نہیں تھا؟ میرے ساتھ ملک ریاض بیٹھے ہیں، اس کا حق نہیں تھا؟ فخر اعظم صاحب بیٹھے ہیں، اس کا حق نہیں تھا؟ ایک ایم پی اے کو صرف ملا ہے جناب سپیکر، اگر یہ انصاف ہے تو ٹھیک ہے۔ اب جب حوالہ دیتے ہیں شاہ فرمان صاحب تو وہ کہتے ہیں کہ ہم آئے ہیں اور چینج لائینگے، میں نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا پچھلی گورنمنٹوں نے کہ ہم اس طرح کرینگے۔ آپ نے ایک نعرہ لگایا کہ ایک ماڈل صوبہ بنائینگے، انصاف ہوگا، شفافیت ہوگی، کسی کے ساتھ تعصب نہیں ہوگا، تو یہ کیا ہے؟ جناب سپیکر، میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ پچھلے بجٹ میں جو کچھ ہوا، ٹھیک ہے ہم سہہ لینگے لیکن آئندہ اس کا ازالہ کیا جائے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر کی جانب سے اعلان

جناب سپیکر: میں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ایک تو یہ ہے،ان شاءاللہ تعالیٰ کل اجلاس صبح دس بجے شروع ہوگا اور دو بجے تک اجلاس رہیگا اور ہم نے تمام پارلیمانی پارٹی لیڈرز سے مشاورت کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے، قائد حزب اختلاف صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا سے اور دیگر پارلیمانی پارٹی کے سربراہوں سے صلاح ومشورہ کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ بجٹ اجلاس کے موجودہ پروگرام میں تبدیلی کر کے مورخہ 22جون بروز اتوار کو چھٹی کی جائیگی۔سالانہ بجٹ برائے 15-2014 کے مطالبات زر اور فنانس بل پر رائے شماری دو دنوں میں یعنی مورخہ 21اور 23جون کو کی جائیگی۔ ضمنی بجٹ پر بحث کیلئے صرف ایک دن مورخہ 24جون مقرر کیا جاتا ہے جبکہ ضمنی بجٹ کے مطالبات زر پر رائے شماری کیلئے مورخہ 25جون مقرر کیا جاتا ہے۔مزید برآں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ اجلاس کی صرف ایک ہی نشست ہوگی جو کہ صبح دس بجے سے لیکر دو بجے دوپہر تک جاری رہیگی، لہذا تمام ممبران اسمبلی اور جملہ کابینہ سے گزارش کی جاتی ہے کہ اجلاس میں اپنی بروقت شرکت کو یقینی بنائیں۔

(تالیاں)

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 15-2014پر عمومی بحث

جناب سپیکر: عسکر پرویز صاحب۔

جناب عسکر پرویز: تھینک یو مسٹر سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں، آپ نے مجھے موقع دیا کہ اس بجٹ کی بحث میں حصہ لے سکوں۔جناب سپیکر،اس اسمبلی میں آنے سے پہلے میری اپنی کمیونٹی کے جو مشران ہیں، بڑے ہیں، ان کے ساتھ اکثر بحث ہوتی رہتی تھی اور وہ لوگ مجھے اکثر کہتے تھے کہ اقلیتوں کو برابر کے حقوق نہیں ملتے آپ لوگوں کو، ہم لوگوں کو وہ چیزیں نہیں دی جاتیں جو ایک عام شہری کو حاصل ہوتی ہیں لیکن میں ان کو ہمیشہ یہ بات کہتا تھا کہ نہیں ہم لوگوں کو برابر کے حقوق بھی حاصل ہیں، ہم لوگوں کو اپنے حقوق کے بارے میں شاید اتنی آگاہی نہیں ہے جس کی وجہ سے ہم لوگ پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم لوگ شاید تعلیم میں پیچھے ہیں اور میں ہمیشہ اس چیز کو Defend کرتا تھا کہ نہیں ہم لوگوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں،اس کی 'مین' وجہ شاید یہ تھی کہ تمام سٹوڈنٹ لائف میں لڑکپن تک شاید ہمارے گھر والوں نے اور ہماری فیملی نے اتنی خوبصورت دنیا ہمارے ارد گرد ڈیزائن کی ہوئی تھی اور اس کے بعد بھی انہوں نے اتنی

اچھی ہماری تربیت کی کہ ہم لوگ اپنے آپ کو Navigate کر سکیں اس سسٹم میں، جب میں نے سیاست بھی جوائن کی تو میرا تعلق بھی جمعیت علماء اسلام (ف) سے تھا اور اس پارٹی نے بھی مجھے اتنی محبت اور عزت دی جس کا ثبوت یہ ہے کہ میں 29 سال کی عمر میں یہاں پر ممبر صوبائی اسمبلی بھی بن گیا اور اس پارٹی کے اندر بھی مجھے کبھی اس قسم کا کوئی فرق محسوس نہیں ہوا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھ کبھی کوئی فرق کیا ہو لیکن جناب سپیکر، اسمبلی میں آنے کے بعد بھی میرا یہ جو Perception تھا، وہ مضبوط ہوتا چلا گیا۔ پہلا بجٹ جب پچھلے سال پیش ہوا، محترم وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا، اس پر میرے کچھ تحفظات تھے، میں نے ان کا اظہار اسی طریقے سے بجٹ تقریر میں کیا تھا تو محترم وزیر نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ آپ لوگ اپنے آپ کو اقلیت نہ کہا کریں، یہ اچھا نہیں لگتا، آپ لوگ ہمارے بھائی ہیں، اس ملک کے شہری ہیں، برابر کے حقوق آپ کو حاصل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ چیف ایگزیکٹیو صاحب نے کھڑے ہو کر کہا تھا کہ اس اسمبلی کے ایک عام ممبر کو جو چیزیں Available ہونگی، آپ کو اس کے ڈبل پوائنٹس یا جو چیزیں بھی ہونگی، وہ آپ کو Double available ہونگی۔ اس سے اگلے دن انہوں نے کھڑے ہو کر یہ Commitment بھی کی تھی کہ ڈبل کے علاوہ میں اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کرتا ہوں کہ آپ جو کہیں گے، اس کے مطابق کیا جائیگا جیسے آپ کہیں گے، میرا دل باغ باغ ہو گیا، میں نے کہا واہ کیا بات ہے۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد محترم وزیر جو ہیں، ہمارے اوقاف ڈیپارٹمنٹ کے، انہوں نے ہمیں بلایا اور انہوں نے ہمیں کہا کہ آپ کیلئے پچھلے سال چار کروڑ 70 لاکھ روپے اقلیتوں کیلئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں، یہ آپ تینوں ایم پی ایز آپس میں برابر بانٹ لیں۔ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد ہمارے ایک جو اقلیت کے ممبر ہیں، سردار سورن سنگھ صاحب، ان کا As a Special Assistant for Minority Affairs آرڈر بھی ہو گیا تو مجھے اور بھی بہت خوشی ہوئی اور میرا یہ Perception مزید مضبوط ہو گیا اور میری ان لوگوں کے ساتھ مزید یہ بحث کرنا شروع ہو گئی کہ نہیں ہم لوگ یہاں پر بہت محفوظ ہیں، ہم لوگوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں لیکن شاید وہ آخری اچھی خبر تھی جو مجھے اس اسمبلی میں ہوتے ہوئے ملی، اس کے بعد میری تمام امیدوں کے غبارے سے ایسی ہوا نکلی اور اب تک میری تمام امیدیں جو ہیں، وہ دم چھوڑ چکی ہیں۔ جناب سپیکر، میرا اس اے ڈی پی سے زیادہ Concern اس وجہ سے ہے کیونکہ ایک عام ایم پی اے کو جب اے ڈی پی ملتی ہے تو اگر Average

اور منصفانہ تقسیم ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ ایک ایم پی اے کو ایک اے ڈی پی کے اندر روڈز بھی مل جاتے ہیں، سڑکیں بھی مل جاتی ہیں، پرائمری سکولز بھی مل جاتے ہیں، کالجز بھی مل جاتے ہیں تو اگر اچھا بجٹ اور منصفانہ تقسیم ہو جائے تو تقریباً ایک ایم پی اے کو 70 سے 80 کروڑ کا بجٹ مل جاتا ہے لیکن جناب سپیکر، ہم جو اقلیت کے ممبران ہیں، ہم لوگوں کو نہ روڈز ملتے ہیں، نہ پرائمری سکول ملتا ہے، نہ ہمیں کالجز ملتے ہیں اور ہم لوگوں کو ایسی کوئی سہولت موجود نہیں ہوتی ہے اور خاص طور پر تعمیر سرحد پروگرام کے خاتمے کے بعد ہم لوگوں کا تمام Emphasis اور لوگوں کی تمام ڈویلپمنٹ صرف اس چیز کے اوپر منحصر ہے جو کہ Auqaf, Hajj Religious and Minority Affairs کے حصے میں جو Minority Affairs کو Annual Development Program میں حصہ دیا جاتا ہے اور جناب سپیکر! Annual Development Program میں اوقاف ڈیپارٹمنٹ کو جو حصہ ملتا ہے، وہ پورے بجٹ کا 0.1 percent ہے، مطلب اگر بجٹ 100 روپے کا ہے تو اس میں سے 0.1 percent جو ہے، وہ اوقاف ڈیپارٹمنٹ کیلئے مختص ہے اور اس 0.1 percent میں سے بھی 50 percent جو ہے، وہ Religious Affairs کو ملتا ہے اور 50 percent وہ Minority Affairs کو ملتا ہے، مطلب 0.1 percent کا بھی آدھا۔ اب جناب سپیکر، خیبر پختونخوا کی ٹوٹل آبادی جو ہے، وہ ہے دو کروڑ 60 لاکھ، تکلیف کی بات یہ ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ جس نے خیبر پختونخوا کی Demography کو Express کرنا ہے، اس کا Concern ہے، اس کی ویب سائٹ کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ اقلیتوں کی تعداد پورے صوبے میں 70 ہزار ہے۔ جناب سپیکر، میں سب سے پہلے تو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آبادی کبھی بھی Round figures میں ہو ہی نہیں سکتی، آبادی، کہنے کو میں کہہ سکتا ہوں کہ بھئی ہاں پاکستان کی آبادی جو ہے، وہ 18 کروڑ ہے لیکن Actually وہ 18 کروڑ نہیں ہے، جب آپ Statistics دیتے ہیں تو آپ اس کو Integrate کرکے فگرز کے اندر دیتے ہیں، 18 کروڑ Round میں کبھی بھی آبادی نہیں ہو سکتی۔ تو اس 70 ہزار کے فگرز سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ہماری حکومت نے اقلیتوں سے کس حد تک لینا دینا ہے، وہ 70 ہزار لکھ کر کیونکہ جتنا میں جانتا ہوں، ہماری آبادی جو مختلف علاقوں میں، صرف پشاور کے اندر، کوہاٹ کے اندر جو لوگ مقیم ہیں، جو لاہوری کے اندر مقیم ہیں، جو اکیڈمی کے اندر مقیم ہیں، تقریباً تیس چالیس ہزار تو ہم لوگ صرف

پشاور میں Christians آباد ہیں، تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ پورے صوبے کے اندر صرف ہم لوگ 70 ہزار لوگ ہیں اور وہ بھی Round figures میں؟ خیر میں واپس بجٹ کی طرف آتا ہوں، اس میں 0.1 percent اگر دو کروڑ 60 لاکھ کی آبادی کے اندر اگر ہم لوگ تین لاکھ لوگ بھی صوبے کے اندر اقلیتوں کے موجود ہیں تو وہ تقریباً 2 percent of the total population of Khyber Pakhtunkhwa ہم لوگ بنتے ہیں تو At least 2 percent بجٹ کا شیئر تو کم از کم ہمیں مینارٹی کے حق میں دیدینا چاہیئے تھا لیکن 0.1 percent اوقاف ڈیپارٹمنٹ کو دیا گیا اور اس میں سے بھی 0.1 percent کا بھی 50 percent جو ہے، وہ مینارٹی کے حوالے کیا گیا۔ اب جناب سپیکر، جو پچھلے سال ٹوٹل چار کروڑ 70 لاکھ روپے جو ہیں، وہ Minority Affairs کیلئے مختص کئے گئے تھے، اب جب نیا بجٹ آیا ہے تو افسوس کی بات یہ ہے کہ ان چار کروڑ 70 لاکھ روپے میں سے ڈیپارٹمنٹ یا حکومت صرف 30 لاکھ روپے خرچ کر چکی ہے، وہ کیپیٹل سائڈ میں نہیں، صرف ریونیو سائڈ میں اور اس 30 لاکھ روپے کی بھی سٹوری یہ ہے کہ شاید سپیشل اسسٹنٹ صاحب پھر سیونگ کیلئے کہہ دیں کہ مجھے پتہ ہے لیکن میں یہ بات گارنٹی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ 30 لاکھ روپے کس طرح خرچ ہوئے ہیں؟ وہ سپیشل اسسٹنٹ صاحب کو خود بھی نہیں پتہ۔ اب یہ جو سکیمیں تھیں، وہ پچھلے سال اے ڈی پی کا نمبر تھا 253 "Improvement and Rehabilitation of Catholic Church Peshawar Cantt"، 50 لاکھ روپے مختص تھے، وہ نئی اے ڈی پی میں 47 نمبر سکیم ہے، اسی سکیم کو دوبارہ Replicate کر دیا گیا ہے، سکیم کے پیسے خرچ نہیں کئے جاسکے۔ 248 نمبر سکیم تھی پچھلے سال Annual Development Program میں "Improvement of Minority Education Institutions"، ایک کروڑ روپے مختص تھے، نئی سکیم ہے، اس کو سکیم نمبر دیا گیا 49، ایک کروڑ روپے، ایک کروڑ روپے پچھلے سال میں خرچ نہیں کئے جاسکے۔ "Welfare for Minority in KPK" سکیم کا نمبر تھا 249، پچھلے سال آٹھ ملین روپے مختص کئے گئے تھے، اس سال 50 نمبر سکیم ہے، پیسے خرچ نہیں کئے جاسکے پچھلے سال۔ پچھلے سال 251 نمبر سکیم تھی "Improvement, Rehabilitation of Residential and Worship Places of Minorities in KPK"، 11 ملین روپے مختص کئے گئے تھے، اس سال سکیم نمبر 51، پچھلے سال اس میں سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا

جاسکا، اب نئے سال میں تقریباً جناب سپیکر! سات کروڑ 70 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ پچھلے سال چار کروڑ 70 لاکھ روپیہ حکومت نے اقلیتوں کیلئے مختص کئے تھے۔ اگر یہ پچھلی سکیمیں جن کے پیسے خرچ نہیں کئے جاسکے، ان کو اگر نکال دیں تو اس سال نئے سال میں اس حکومت نے پورے صوبے کی Minorities کو صرف 36 ملین روپے کا فنڈ فراہم کیا اور چونکہ باقی فنڈز جو ہیں، وہ Lapse، ختم ہو چکے ہیں، نہ تعمیر سرحد پروگرام ہے، نہ ہمیں اے ڈی پی میں کسی اور چیز کا حصہ ملتا ہے۔ ایک عام ایم پی اے کو تو ڈسٹرکٹ ڈیویلپمنٹ فنڈ میں بھی اور دوسری مد میں بھی کافی پیسے مل جاتے ہیں لیکن ہمارا سارا Emphasis اسی تین کروڑ روپے پر ہے تو اسلئے میں اس کا زیادہ ذکر کروں گا، میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا کیونکہ میں نے صرف اس کے اوپر ہی بات کرنی ہے۔ جناب سپیکر! صرف یہاں پر یہ معاملہ ختم نہیں ہوا، جناب سپیکر! ہم لوگوں کو منسٹر صاحب نے ایک میٹنگ کیلئے بلایا ہے اور آپ کو کہا کہ آپ تینوں یہ جتنے بھی پیسے ہیں، یہ آپ آپس میں برابر میں تقسیم کرلیں۔ اس کے بعد جب سپیشل اسسٹنٹ صاحب کا آرڈر ہوا تو انہوں نے ہمیں میٹنگ کیلئے بلایا اور انہوں نے کہا کہ یہ پیسے برابر کے تقسیم نہیں ہوسکتے، اس میں 60 لاکھ روپے میں رکھوں گا، آپ لوگوں کو 40،40 لاکھ روپے دیئے جائیں گے، باقی دونوں ایم پی ایز کو۔ اس کے بعد چرچ میں دھماکہ ہوا تھا، ہمارے منسٹر صاحب او قاف جو ہیں وہ چرچ دھماکے والی Place کے اوپر جب تشریف لے گئے تو وہاں پر اعلان کرکے آئے کہ 10 لاکھ روپے میں اس چرچ کی 'ری کنسٹرکشن' کیلئے دیتا ہوں۔ اب جناب سپیکر، وہ اعلان کرکے آئے، طریقہ کار تو یہ تھا کہ وہ ایک سمری بناتے، سی ایم صاحب کو موؤ کرتے، ان سے ریکویسٹ کرتے، ان سے پیسے لیتے اور چرچ کو Provide کردیتے، ان لوگوں نے ہم لوگوں کو بلایا اور کہا کہ بھئی چار چار لاکھ روپیہ آپ اپنی اے ڈی پی کے فنڈ سے کٹوا دیں اور مجھے دیں تاکہ میں چرچ کو ٹرانسفر کرسکوں کیونکہ میں وہاں پر اعلان کرکے آیا ہوں۔ جناب سپیکر، اس بجٹ کو آپ غور سے دیکھیں تو اس میں تقریباً تمام باتیں جو ہیں وہ Repeat کی گئی ہیں، یہ بجٹ جو ہے وہ الفاظ کو اس طریقے سے Manipulate کیا گیا ہے، اس کی ایک میں مثال دیدوں گا۔ یہ منسٹر صاحب کی ایک تقریر ہے میرے ہاتھ میں، اس میں صفحہ نمبر 54 پر لکھا ہوا ہے، "اسلئے 15-2014 سے اجرت کی کم از کم شرح 12 ہزار روپیہ ماہوار مقرر کی جارہی ہے، آئندہ 12 ہزار روپیہ ماہوار سے کم تنخواہ پر ملازم رکھنا قابل سزا جرم تصور ہوگا"۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب یہ ہے کہ سب سے کم تنخواہ اس صوبے کے اندر جو ہے، وہ 12 ہزار روپے ہو گی اور اسی تقریر کے صفحہ نمبر 20 کے اوپر لکھا ہوا ہے، "چھ ہزار آمدنی پر پروفیشنل ٹیکس کی چھوٹ تھی، اب اسے بڑھا کر 10 ہزار روپے ماہانہ کرنے کی تجویز ہے، اس سے کم آمدن والے طبقے کو ریلیف ملے گا"۔ جناب سپیکر، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صوبے میں جو ہے کم از کم تنخواہ 12 ہزار روپے ہو گی لیکن ایک ایسا طبقہ ہے جس کی تنخواہ 10 ہزار سے کم ہو گی، اس کو ٹیکس میں چھوٹ ملے گی، پروفیشنل ٹیکس میں، تو جب ایک مزدور کی تنخواہ 12 ہزار روپے ہے تو 10 ہزار روپے تنخواہ میں کونسا بھوت ہے جس کی 10 ہزار روپے تنخواہ ہو گی اور اس کو ٹیکس میں چھوٹ ملے گی؟ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ 10 ہزار سے کم تنخواہ پر ٹیکس کی چھوٹ ہو گی اور کم سے کم تنخواہ جو ہے 12 ہزار روپے ہے۔ جناب سپیکر، جیسے کل میرے بھائی سردار صاحب نے بھی اور آج سکندر لالا نے بھی یہ بات Mention کی ہے کہ ہمیں سچ بولنا چاہیئے، یہاں پر کھڑے ہو کر ہم لوگ بڑی بڑی تقریریں کر دیتے ہیں کہ اقلیت کے لوگ ہمارے بھائی ہیں اور ان کو برابر کے حقوق حاصل ہیں، جناب سپیکر! سچ بولیں تاکہ ہمیں بھی اپنے جو لوگ ہیں ان کے سامنے Embarrassment feel نہ ہو۔ ہم لوگ لوگوں میں جاتے ہیں، کوئی ہمیں تنگ کرتا ہے کہ آپ لوگ دو کروڑ کا فنڈ کھا گئے ہیں، آپ لوگ پانچ کروڑ کا فنڈ کھا گئے ہیں، آپ لوگ 10 کروڑ روپے کھا گئے ہیں۔ پچھلے سال منسٹر صاحب نے اعلان کر دیا تھا اور باہر اس طریقے سے میسج گیا تھا کہ اقلیتوں کے 10 منصوبوں کیلئے 10 کروڑ Something مختص کئے گئے ہیں، آج ہم لوگوں سے، جب ہم لوگ باہر جاتے ہیں، چرچ میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہم لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کا پچھلے سال کا 10 کروڑ کا فنڈ کدھر چلا گیا؟ جناب سپیکر، اس دفعہ Foreign assistance میں 39 ارب روپے اس صوبے کو میسر آئے ہیں، جناب سپیکر! وہاں سے تو لے لئے جاتے ہیں فنڈز لیکن جناب سپیکر، یہاں پر صرف Religion کی بنیاد جی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب عسکر پرویز: سر! ایک دو منٹ دیدیں، مجھے تو Hardly ten minutes ہوئے ہیں سر۔

جناب سپیکر: بس جلدی جلدی وائنڈ اپ کریں۔

جناب عسکر پرویز: جناب سپیکر! اگر 39ارب روپے اسAssistance میں اس سال مل رہے ہیں، جناب سپیکر! میری ریکویسٹ ہے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ رہتا ہوں، صرف Religion کے فرق کی وجہ سے جناب سپیکر، ہمیں نہ فنڈز میں کوئی حصہ دیا جارہا ہے، نہ ہمیں ڈسٹرکٹ ڈیویلپمنٹ فنڈز میں حصہ دیا جا رہا ہے، نہ ہمیں کوئی تعمیر سرحد پروگرام میں بھی حصہ نہیں دیا جارہا۔ جناب سپیکر! ایک سال، صرف ایک سال لگا ہے مجھے اور میں گھوم کے کھڑکی کی دوسری طرف جا کے کھڑا ہو گیا ہوں، جناب سپیکر! ایک سال پہلے میں لوگوں کے ساتھ اس چیز کے اوپرDefend کرتا تھا کہ بھئی ہم لوگوں کو برابر کے حقوق حاصل ہیں لیکن آج اس ایک سال کے اندر اندر اس حکومت نے ایسے ایسے اقدامات ہمارے ساتھ کئے ہیں، ایسے ایسے کام ہمارے ساتھ کئے ہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے اب ان لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو کر یہاں سے یہ ڈیمانڈ کرنا پڑ رہی ہے کہ بھئی نہیں، ہمیں برابر کے حقوق حاصل نہیں ہیں اور ہمیں وہ حقوق دیئے جائیں۔ میری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ جی، شکریہ جی۔

جناب عسکر پرویز: چلیں سر! آپ کہہ رہے ہیں تو میں ختم کر دیتا ہوںBut۔۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب سورن سنگھ صاحب!

جناب سورن سنگھ (معاون خصوصی برائے اقلیتی امور): شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میرے دوست عسکر پرویز صاحب نے جو نکتے اٹھائے ہیں، میں ایک بات یہاں پہ واضح کرتا چلوں کہ اس حکومت میں پہلی بار کسی مینارٹی کو اس کاPortfolio دیا گیا، اس سے پہلے کئی حکومتیں آئی ہیں (تالیاں) اس کو سوچا جائے۔ اس میں کئی جماعتیں گزری ہیں لیکن کسی مینارٹی کو، اس کاPortfolio تھا، اس مینارٹی کے نصیب میں نہیں تھا۔ میرے دوست نے کئی باتیں اٹھائی ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلی بار اس حکومت میں ہم نے تمام مینارٹی کے جتنے بھی سکولز ہیں، ان کو کمپوٹرزProvide کئے، ان کو واٹر کولر دیئے، یہ پہلی بار ہوا ہے۔ پہلی بار اس حکومت میں یہاں پہ بیواؤں کو فنڈز دیئے گئے ہیں، بچوں کو سکالرشپس دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ پہلی بار اسی حکومت میں مینارٹی کیلئے ڈسٹرکٹ مینارٹی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں تاکہ کسی مینارٹی کو اگر کوئی

بھی تکلیف ہو ڈسٹرکٹ کے اندر، جو ہماری حکومت کا نعرہ ہے کہ ہم انصاف ان کی دہلیز تک پہنچائیں گے، اسی انصاف کی حکومت نے آج ڈسٹرکٹ مینارٹی کمیٹیاں قائم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مینارٹی کو اگر کسی ڈسٹرکٹ میں کوئی پرابلم، کوئی تکلیف ہے (تالیاں) تو وہ ڈسٹرکٹ لیول پہ ہی اس کا ازالہ کیا جائے۔ یہاں پہ بات نہیں رکتی، اس کے علاوہ پہلی بار تاریخ میں کسی بھی صوبے میں ایسا نہیں ہے، یہاں پہ ڈویژنل لیول پہ مینارٹی ویلفیئر آفیسر کی پوسٹ Create کرائی ہے اور ان شاءاللہ ہر ڈویژن میں مینارٹی ویلفیئر آفیسر ایک مینارٹی سے ہو گا جو اپنے ڈسٹرکٹ سے رابطہ کرے گا۔ اگر اس کے ڈسٹرکٹ میں کوئی پرابلم ہے، وہ مینارٹی ویلفیئر آفیسر ملاکنڈ، سوات مطلب ہے ڈویژن کو کرے گا اور ڈویژنل پھر اپنے منسٹر سے بات کر کے وہ مسئلے حل کرائیں گے۔ (تالیاں) پہلی بار پورے صوبے کے اندر سی ایم صاحب کے حکم کے مطابق میں نے تمام ڈی سی صاحبان کو لیٹرز کر دیئے ہیں کہ جتنے بھی یہاں پہ گردوارے ہیں، چرچز ہیں، مندر ہیں، تمام کے تمام کو اس کی ہمیں رپورٹ بھیجیں کہ تمام ان مذہبی عبادت گاہوں کو سی سی ٹی وی کیمرہ اور واک تھرو گیٹ سے ہم منسلک کر دیں تاکہ وہاں پہ کوئی ایسی بدصورت، ایسی کوئی حالات نہ پیدا ہوں، یہ پہلی بار ہو رہا ہے۔ (تالیاں) پہلی بار پشاور کے اندر جو چرچز ہیں، گردوارے ہیں یا مندر ہیں، ان کیلئے ہم نے اناؤنس کیا ہے کہ اپنی کمیونٹی سے کوئی بندے دو ہمیں کہ جو وہاں پہ پولیس حضرات وہاں پہ ڈیوٹی کرتے ہیں، ان کے ساتھ ہماری کمیونٹی کے بندے بھی ڈیوٹی کریں، ان کی تنخواہ بھی گورنمنٹ دے گی اور پولیس ڈیپارٹمنٹ دے گی۔ (تالیاں) پہلی بار، پہلی بار جو بجٹ ہے، میرے دوست کو بھی ایک کروڑ روپیہ فنڈ ملا ہے، میرے دوسرے دوست کو بھی دیا گیا ہے اور مینارٹی کو میرا خیال ہے کہ مجھے بھی اس صوبے میں سیاست کرتے ہوئے، 1985 سے میں سیاست کر رہا ہوں، میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا۔ اس کے علاوہ اے ڈی پی کی بات ہے، چھ کروڑ روپیہ اس میں مینارٹی کیلئے رکھا گیا ہے، اس سے پہلے ایک کروڑ روپے تھا جس کا خود انہوں نے کہا کہ 48، 48 لاکھ روپے ان کو ملے ہیں اور میں نے 60 Something لاکھ روپے لیے ہیں، اس کی وجہ کیا تھی؟ کہ میرے پاس چترال سے لے کے ڈی آئی خان تک پوری کمیونٹی تھی اور اس کو بڑھا کے چھ کروڑ کر دیا گیا ہے۔ پہلی بار کوئی اقلیتی نمائندہ، کوئی اس Portfolio کا وزیر ہماری کیلاش کمیونٹی کے پاس گیا ہے اور ان کا جو مذہبی تہوار ہے، چیلم جوش، اس میں شرکت کی ہے۔

میرے دوست سلیم صاحب بھی بیٹھے ہیں، چترال سے ان کا تعلق ہے، وہاں پہ جا کے سلائی سنٹر میں نے کھلوایا، (تالیاں) وہاں پہ جا کے وہاں کا مڈل سکول ہم نے ہائی کروایا، وہاں پہ جا کے ان کی Dancing place جو ہے، ان کی عبادت گاہیں جو ہیں، ان کیلئے ہم نے ان کو کہا کہ Proposal بھیجو، جس چیز کی بھی ضرورت ہوگی ہم اس کو اور بڑھائیں گے۔ (تالیاں) Ayoon Bridge کا وہاں پہ جا کے اعلان کیا گیا، وہاں پہ سی ایم صاحب کے ڈائریکٹیوز کے مطابق، ان کے حکم کے مطابق اندر کے جو کیلاش کے روڈز ہیں، 50 کلو میٹر روڈز ہیں، ان کیلئے بھی سی ایم صاحب نے کہا ہے کہ اس پہ بھی ہم کام کریں گے۔ میں صرف اتنا بتاؤں کہ میں نے بھی اس صوبے میں رہتے ہوئے سیاست کی ہے، کبھی ہم ایک وزیر کے پیچھے بھاگتے تھے، کبھی دوسرے کے پاس جاتے تھے جو ہمارے مینارٹی کے ایم پی ایز وغیرہ تھے، وہ بھی یہاں ہوتے تھے لیکن آج چترال سے لیکر ڈی آئی خان تک مینارٹی کی کسی بھی قوم سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ پہلی بار ان کیلئے ہمارے دروازے اور ہمارے دفتر کھلے ہیں۔ (تالیاں) کوئی بھی آتا ہے، چاہے وہ مانسہرہ کا ہو، چاہے ہری پور کا ہو، چاہے ڈی آئی خان کا ہو، چاہے نوشہرہ کا ہو، چاہے سوات کا ہو، چاہے ملاکنڈ کا ہو۔ جہاں بھی گردوارہ ہے، جہاں بھی مندر ہے، جہاں بھی چرچ ہے، وہاں اس کو میں نے فنڈ Provide کیا ہے۔ میرے پاس کوہاٹ کے بھی بیٹھے ہیں بنگش صاحب، ڈی آئی خان کے بھی ہونگے، سردار صاحب بیٹھے ہیں، نوشہرہ سے بھی ہیں اور ملاکنڈ کے بھی شکیل خان بیٹھے ہیں، سوات کے بھی بیٹھے ہیں ڈاکٹر صاحب، آپ کسی بھی ضلع میں جاؤ گے تو ہم نے ہر جگہ جس کو جتنی ضرورت تھی، اس کے مطابق اس کا کام کیا، Even مانسہرہ تک ہم نے پیسے دیئے ہیں۔ (تالیاں) ابھی بھی میں نے سی ایم صاحب سے بات کی ہے اور مجھے سی ایم صاحب نے حکم کیا ہے کہ میرے بھائی کو کہیں کہ آپ کا جو بھی منصوبہ ہو، چرچ تعمیر کرنا ہو یا کوئی سکول تعمیر کرنا ہو، میری آپ سے گزارش ہے، آپ دونوں بھائیوں سے کہ آپ کا اپنا جو منصوبہ ہے، وہ میرے حوالے کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس پہ بھی کام ہوگا اور آپ کا کام بھی ہوگا، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہاں پہ واقعی ہم پاکستانی ہیں، یہ ملک ہمارا ہے، یہ وطن ہمارا ہے اور یہاں پہ اس حکومت میں کم از کم آپ کے ساتھ ناانصافی نہیں ہو گی اور جس دن اگر اس حکومت میں ناانصافی ہو گئی تو اس دن میں اپنا Resign پیش کر کے اپنے گھر چلا جاؤں گا۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ، شکریہ جی۔

معاون خصوصی برائے اقلیتی امور: تھینک یو جی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ جناب اکبر حیات صاحب۔

ارباب اکبر حیات: شکریه جناب سپیکر صاحب، په دې اهم موضوع باندې د خبرو کولو موقع راکولو باندې۔ جناب سپیکر صاحب، زما تعلق د ډسټرکټ پشاور سره دے او زه یو واحد په دې یوولسو حلقو کښې د مسلم لیګ ایم پی اے یم۔ زما دا خیال وو چې زما نه پس یا زما نه مخکښې به دا لس ایم پی اے ګان دی او د پیښور په حوالې سره خبره ده نو دوئ به د خپل خپل خیالاتو اظهار کوی ځکه چې دا پیښور یواځې زما نه دے، دا د دې لسو ممبرانو دے کوم چې پکښې منسټران دی، څه پکښې ایډوائزران دی خو کیدے شی ورځ نیمه پاتې ده، سبا یا بله ورځ پکښې د خپلو خیالاتو اظهار وکړی۔ جناب سپیکر صاحب، بحیثیت د پیښور د نمائنده زه دا حق ګنړم څنګه چې هر نمائنده د هرې ضلعې ایم پی اے د خپلو خیالاتو اظهار وکړو، زه هم دا وایم چې زما په ډسټرکټ پشاور کښې ډیر زیات کمے دے او ډسټرکټ پشاور یواځې زما نه دے چونکه دا د غونډ کے پی کے خلق د هرې ضلعې نه راغلی دی او په دیکښې اوسیږی، نو زما دا خیال وو چې دې له به خصوصی توجه ورکړے کیږی او زما په خیال سی ایم صاحب ورله خصوصی توجه ورکوی هم خو حالات داسې جوړ شو چې تیر شوی یو کال۔۔۔۔

اراکین: اردو میں بات کریں۔

ارباب اکبر حیات: یار! مجھے اردو بھی آتی ہے، یہ بات نہیں ہے تو چلو میں اردو میں بات کرلیتا ہوں۔ گزشتہ ایک سال گزر چکا ہے اور میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ہمارے ڈسٹرکٹ پشاور کو صحیح معنوں میں پھولوں کا شہر بنایا جائے گا لیکن افسوس کہ میرے شہر کو بگاڑ دیا گیا، اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا اور گرین پشاور اور کلین پشاور کے نام پہ جگہ جگہ آپ دیکھیں گندگی کے ڈھیر پڑے ہیں۔ جناب سپیکر، بات یہ نہیں کہ پیسے نہیں تھے، یہاں پہ اربوں Lapse ہو گئے صرف اس وجہ سے جناب سپیکر صاحب! کہ ہم نے کنسلٹنٹس ہائر کئے ہیں، کنسلٹنٹس آئیں گے، وہ اس کے بعد ہم پیسوں کو 'یوٹیلائز' کریں گے، نہ کنسلٹنٹس آئے اور وہ پیسے بھی

واپس چلے گئے۔ جناب سپیکر، ہیلتھ منسٹر صاحب نے بہت اچھی تقریر کی، اردو بھی اچھی بول لیتا ہے، میں بھی کوشش کروں گا کہ ان شاءاللہ بول لوں، انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے، ہمارے ہیلتھ کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے، اس میں ہم بہت ریفارمز لے کر آئے ہیں اور ہماری کارکردگی بہت اچھی ہے، کارکردگی تو اچھی تھی اس وجہ سے شوکت یوسفزئی صاحب واپس چلے گئے لیکن جناب سپیکر، میں خود ہاسپٹل جاتا ہوں اور جب رات کے وقت میں دیکھتا ہوں تو وہاں پہ کلاس فور اور نرسز صرف ڈیوٹی انجام دیتی ہیں، وہاں پہ میں نے کوئی ایم او ز یا ٹی ایم اوز کو نہیں دیکھا اور جناب سپیکر، وہاں پہ جب کوئی ہاؤس جابز والے آتے ہیں تو وہ تو خود سیکھنے آتے ہیں تو وہ کسی کیلئے کیا علاج تجویز، کوئی دوائی کیا تجویز کریں گے ؟ تو جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم اگر ایمبولینس اور دیگر سہولیات نہیں دے سکتے تو کم از کم صفائی کا انتظام تو کیا جا سکتا ہے لیکن وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب سپیکر، پولیو کے نام پہ اربوں روپے اشتہارات پر ضائع ہو جاتے ہیں اور جگہ جگہ پر یہ اشتہار لگے رہتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں، پھر بھی پولیو ختم نہیں ہوتی، تو میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ اگر ہر گاؤں میں یہ اعلان کیا جائے کہ 100 روپے Per قطرہ، ہم ہر ایک کو 100 روپے دیں گے ایک قطرے کے تو میں سمجھتا ہوں لوگ خود، ماں باپ جو ہیں نا بچوں کو لیکر آئیں گے اور وہاں پہ ان کو قطرے پلائیں گے بجائے یہ کہ ہم ان کے گاؤں اور ان کے گھروں میں جاتے ہیں، وہ خود آئیں **(تالیاں)** گے کیونکہ غربت بہت ہے، 50 بھی بہت ہے خیر ہے 100، ہاں حکومت ذرا غریب ہے اس وجہ سے۔ جناب سپیکر، پھر میں پبلک ہیلتھ کی طرف آ جاتا ہوں، یہ شاہ فرمان صاحب ہمیشہ یہ بات کرتے ہیں کہ جی ہم حسینیت کو تقویت دیں گے اور ہم یزیدیت کا خاتمہ کریں گے اور ہم صاف پانی دیں گے اور ہم سے یہ توقع نہ کی جائے، ہم تحریک انصاف کے فارمولے پر عملدرآمد کریں گے، جناب سپیکر! میرے حلقے میں ایمان سے میں کہہ رہا ہوں کہ اتنے بوسیدہ پائپس اور اس میں اتنی گندگی ہے اور اس کی وجہ سے جتنی بیماریاں پھیلی ہیں، آپ یقین کریں اگر آپ نے کبھی میرے حلقے کا دورہ کیا تو آپ شاہ فرمان کو کہیں گے کہ آپ Resign دیدیں۔ جناب سپیکر، باتوں سے کچھ نہیں ہوتا، عملی کام کرنا چاہیئے، شاہ فرمان صاحب نے مجھے ایک کروڑ روپے دیئے تھے لیکن آج تک، سال بھی ختم ہو گیا اور ایک کروڑ روپے کی میں نے شکل نہیں دیکھی، نہ اس میں کوئی ٹینڈر ہوا اور نہ وہاں کوئی ٹرانسفارمر صحیح ہو گیا۔ جناب سپیکر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم

جی پٹھان لوگ ہیں، تھوڑی تھوڑی ہماری زمینیں ہوتی ہیں، ان پر ہمارا گزر بسر ہوتا ہے، آپ لوگوں نے اس پہ بھی اتنا بڑا ٹیکس لگا دیا ہے۔ جناب سپیکر، آپ یقین کریں میں کہتا ہوں کہ نہ تو زمیندار رہے گا اور نہ کسان رہے گا اور یہ اتنا زیادہ ٹیکس لگانے کے بعد کون یہ کہے گا کہ ہم کاشتکاری کریں یا ہم زمینداری کریں؟ جناب سپیکر، یہ ٹیکس لگانے کی نوبت کیوں آئی؟ یہ اس وجہ سے کہ نہ تو آپ لوگ وفاق کے ساتھ تعلقات صحیح بنا سکے، پھر آپ لوگوں نے نہ تو وہ سرمایہ کار جو آپ لوگ کہتے ہیں کہ باہر کے سرمایہ کار آئیں گے، یہاں پہ سرمایہ کاری کریں گے اور ان کا ہم پہ اعتماد ہے، تو نہ تو وہ سرمایہ کار آگئے کہ یہاں انہوں نے سرمایہ کاری کی، نہ مرکز سے آپ کچھ لیکر آئے تو آپ لوگوں نے ٹیکس لگا کر سارا بوجھ غریبوں پر ڈال دیا، میرے خیال میں یہ زیادتی ہے جناب سپیکر، ہمیں غریبوں کا سوچنا چاہیئے۔ جناب سپیکر، تعلیمی ایمرجنسی کی بات کرتے ہیں، جناب سپیکر! بار بار میں نے خود منسٹر صاحب کو کہا ہے کہ آپ انرولمنٹ پہ اتنا زور دیتے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ تمام بچوں کو داخل کر دیں، تو ہم تو داخل کریں گے لیکن اب وہ گلیاں بھی ختم ہو گئیں، وہ درخت بھی ختم ہو گئے جس کے نیچے وہ بیٹھتے ہیں، اب کہاں پہ بیٹھیں گے؟ نہ کوئی سکول ہے وہاں پہ، نہ کوئی کمرہ ہے وہاں پہ، مجھے یہ بتائیں کہ کوئی استاد بھی وہاں پہ نہیں ہے۔ میرے حلقے میں ایسی جگہ پہ سکولز بنے ہیں کہ وہاں استاد نہیں ہے اور جہاں استاد ہے، وہاں پہ کمرے نہیں ہیں، تو میں یہ کہہ رہا ہوں جناب سپیکر! کہ صرف انرولمنٹ پہ توجہ نہیں دینی چاہیئے، ہمیں وہاں پہ سکولز بھی تعمیر کرنے چاہئیں اور گزشتہ اے ڈی پی میں ایک سکول ہمارے لئے رکھا گیا تھا اور ابھی تک وہ سکول بنا نہیں، اس کا ٹینڈر بھی ابھی تک نہیں ہوا، جناب سپیکر! اگر اسی طرح ہم سال، سال ضائع کرتے رہے تو میرے خیال میں یہ صوبے کو بہت نقصان ہو گا۔ جناب سپیکر، یکساں نظام تعلیم کی بات ہو رہی تھی، اللہ کرے ایسا ہو لیکن نظر نہیں آرہا مجھے۔ جناب سپیکر، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے بارے میں ایک بات کروں گا کہ ان میں، ٹھیک ہے جو اپنے گھر میں رہائش پذیر ہو گا، جو اپنی سواری یعنی گاڑی استعمال کرتا ہو گا، جو اپنی حفاظت کیلئے اسلحہ استعمال کرتا ہو گا، اس پہ کوئی ٹیکس نہیں ہو گا لیکن فنانس بل میں اس کو بھی بجائے یہ ختم کرنے کے اس کو مزید بڑھایا گیا ہے جناب سپیکر، حالانکہ ایم ایم اے دور میں انہی لوگوں نے جو یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ قرارداد متفقہ طور پر لیکر آئے تھے لیکن وہ خود اس کو بلڈوز کر رہے ہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، ہمارے صوبے میں بہت زیادہ

لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور ہم ہر وقت یہ کہہ رہے ہیں کہ مرکز ہمارے ساتھ زیادتی کرتا ہے اور یہ صحیح بات ہے مرکز بہت زیادتی کر رہا ہے جناب سپیکر۔ (تالیاں اور قطع کلامیاں) مرکز، صحیح کہہ رہا ہوں بہت زیادتی کر رہا ہے لیکن جناب سپیکر، میری بات تو کمپلیٹ ہونے دیں، آپ کو کیا ہو گیا، بات تو کمپلیٹ ہونے دیں۔ (تالیاں) جناب سپیکر، اب میں ذرا پشتو کی طرف آتا ہوں، ایک مثال دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، زمونږ په کلی کښې یو خان وو، د هغه یو پنځوس جریبه پټے وو، هغه ئے خرڅولو نو چې هغه ئے خرڅولو چې کله به د خرڅ پرې چا ریټ کېښود و نو هلته یو بدمعاش وو، هسې لږ سرتیزه شان وو د شاه فرمان غونډې، هره خبره کښې به ئے ځان دغه کولو، هغه وئیل چې خبره داسې ده دا زمکه به څوک نه اخلی، دا به زه اخلم، هغه وئیل د دې ریټ څه دے، وئیل ایک کروړ 10 لاکھ روپئ د هغې ریټ لګیدلے وو، جناب سپییکر صاحب! اخره کښې هغه خان دومره تنګ شو، ورته ئے وئیل دا کروړ روپئ درپاتې، دا لس لکهه راکړه او دا زمکه ستا شوه۔ نو زه دا وایم چې عمران خان صاحب د 350 ډیمونو اعلان کړے وو، دا 300 ورپاتې دا 50 د جوړ کړی چې لوډ شیډنګ ختم شی، (تالیاں) زمونږ د پاره دا 50 هم ډیر دی جناب سپیکر صاحب، نو زمونږ دې کلی کښې او زمونږ دې علاقه کښې به کم از کم لږ دغه راشی۔ جناب سپیکر صاحب، مونږ له مخالفت برائے مخالفت نه دے پکار، زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب ډیر ښه سړے دے، ډیر فراخ دل سړے دے خو پته نشته چې لاندې عمله ئے کار نه کوی چې څه وجه ده؟ یا خو چې کوم دے نو دوئ دا نظام بدلول نه غواړی یا دوئ دا خپل چې کوم دے چیف منسټر صاحب صاحب فیل کول غواړی خو مونږ ئے دې ته نه پریږدو۔ په دیکښې مونږ تاسو سره یو چیف منسټر صاحب! چې کوم سړے کار نه کوی، چیف منسټر صاحب! که هغه سیکرټری وی، که هغه منسټر وی، په هغوی باندې ډائریکټ ایکشن اخستل پکار دی۔ جناب سپیکر صاحب، زما پیښور تاسو نه دا سوال کوی، دیکښې تاسو هم اوسیږئ، د نوښار او د پیښور دومره فاصله نشته دے، په کوم نظر چې نوښار ته ګورئ په هغه نظر باندې پیښور ته هم ګوره۔ زما په حلقه کښې یو ټیکنیکل کالج د بد قسمتئ نه هغه بله اے ډی پی کښې وو، په دې اے ډی پی کښې ډائریکټ نوښار ته تلے دے نو (قہقہہ) ما وئیل، ما

وئیل په غونډ ډ سټرکټ کښې دا یو بد نصیب زه د مسلم لیګ ایم پی اے یم نو ولله زما به دا سوچ وو، ما وئیل چې ما ته به زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب ډیر درانه ګوری ځکه چې دا زمونږ نیازبین ایم پی اے دے نو هغه یو کالج هم ترینه والوتو۔ جناب سپیکر صاحب، زه دا وایم که چرې زمونږ ډ سټرکټ پشاور ته، کوم حالاتو کښې چې مونږ دا ډ سټرکټ پشاور وینو او بیا زمونږ دا نور ایم پی اے ګان چې کوم ناست دی، زما خو دا سوچ وو او ما وئیل چې دوئ به ما سره په دیکښې ودریږی چې واقعی زمونږ ډ سټرکټ پشاور له خصوصی ګرانټ او بیا په هغې باندې د Implementation د پاره اقدامات پکار دی، دا نه چې بیا فنډ راشی او بیا Lapse شی هم داسې، نو د دې د پاره زه وایم چې د هغه کنسلټنټس والا قصه ختمیدل پکار دی یا په دې باندې Specific یو ټائم دغه کول پکار دی چې یره دومره ټائم کښې یا دومره اماؤنټ د کروړ د دوه نه پس چې کوم دے به کنسلټنټس وی یا د 10 کروړ نه، هغه ډیپاټمنټس ټول 'کنفیوزډ' دی او مونږ ته پته نشته چې مونږ په کوم 'ټریک' باندې روان شو، تاسو مهربانی وکړئ خپل یو 'ټریک' جوړ کړئ، نور ستاسو په نیت باندې زمونږ شک نه دے، ستاسو نیت ماشاء الله ډیر ښه دے د صوبې د پاره ځکه چې دا د پښتنو صوبه ده او تاسو ټول پښتانه یئ، مونږ ټول پښتانه یو خو زه دا وایم چې زما دې ډ سټرکټ پشاور ته د خصوصی ریلیف ملاؤ شی چې ستاسو خلق راځی، ټول میلمانه چې راځی، هغه پیښور ته ئے راولئ چې هغوی اووائی چې واقعی دا زمونږ پشاور ډیر ښکلے دے۔ جناب سپیکر صاحب، دا لارې جوړیږی، دا روډونه جوړیږی، تاسو کتلی دی ځائې په ځائې او بیا ګرین پشاور، کلین پشاور، عنایت صاحب خو چې ګورم نو بس د یو نالئی په سر باندې ولاړ وی او بس وائی چې دا، یو ورځ خو مې کتل جارو ئے هم لاس کښې وه، جناب سپیکر صاحب! خو چې دوئ لاړ شی او هغلته ګملې ولګوی، په دویمه ورځ پس چې ګورې نه هغلته ګمله وی، نه هغلته هغه شان حالات وی۔ نو څلور سوه دوئ اپوائنټمنټس چې کوم دے جی په اخبار کښې اناؤنس کړی وو، هغې کښې څه هیلپرز وو، هغې کښې څه کټهه قلیان وو نو زه حیران دا یم چې آیا هغه اوسه پورې هغوی لا هائر کړی دی که نه دی؟ د هغوی دغه شوے ځکه چې کمے ډیر زیات دے، چې دا تنان وے نو زما خیال دے چې دا

ځومره پیسې عنایت صاحب لګوی او په ښه نیت باندې لګوی نو پکار ده چې د دې بیا لږ حفاظت هم وشی نو مونږ ته به د هغې دغه ملاویږی۔ نو زما دا یو ځو خبرې وې او الله د تاسو ټول خوشحاله کړی۔ تهینک یو۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ابھی پندرہ منٹ باقی ہیں، ہاں جی چیف منسٹر صاحب ایک وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ جی چیف منسٹر صاحب۔ یہ کھول لیں۔

جناب پرویز خٹک (وزیر اعلیٰ): سپیکر صاحب، زه دې خپل ورور ته لږ د یو دوه خبرو وضاحت کوم۔ زیاتې خبرې دوئ د پیښور وکړلې او څه داسې مونږ باندې یو ځو خبرې ئے هم راواړولې نو زه ضروری ګنړم چې لنډ جواب ورکړم۔ د پیښور باره کښې خبره وشوه چې پیښور سخا دے، ګند دے، ګلونه ختم دی، شین نه دے خو دا چا کړے دے؟ مونږ خو چې راغلی یو، مونږ کوشش روان کړے دے، چا یو ګل هم نه وو لګولے، چا یو بوټے هم نه وو لګولے، مونږ د صفر نه روان یو، یو پرسنټ کار خو به مو کړے وی، که چا ته نه ښکاری نو بیله خبره ده، د شپې به ګرځی کیدے شی د ورځې ته نه ګرځې خو ډیرو ځایونو کښې ګلونه او بوټی روان دی او ښه ګرین روان دی خو دا Haphazard کار کول، یو ګپ غوندې یوه خبره ده چې زه د راپاځم او زه د وایم چې دلته زه پل جوړوم، زه د راپاځم زه دا سړک داسې تاوؤم، زه د راپاځم چې زه به پیښور صفا کړم او په دې خلقو باندې چې ځوک په سفارشو بهرتی شوی دی، ځوک پولیټکل بهرتی شوی دی او تین هزار خلق دی او صفائی نه کول غواړی نو چوکا راخستې نه شو چې چوکا راواخلو او په هغوی صفائی وکړو او که تاسو کښې ځوک وی، راد شی او دا ټول۔۔۔۔

(عصر کی اذان)

جناب وزیر اعلیٰ: نو ځنګه چې ما خبره کوله، په دې یو کال کښې مونږ او دې وزیر صاحب عنایت خان ناست دے، پوره کوشش وکړو چې یره په دې خلقو باندې دا صفائی وکړو او پیښور صفا ستهره کړو خو هغه زما په نظر کښې، دې تاسو ټولو، دا ناممکنه ده چې دا خلق به مونږ ته دا پیښور یا دا نورې ښارېې صفا کړی ځکه چې هغه راغلی دی، زما او ستا او د بل په سفارش راغلی دی نو هغوی ځان دې ته نه ګنړی چې یره زمونږ دا ذمه واری ده چې دا کار وشی۔ د هغې د پاره مونږ

سینیټیشن کمپنی جوړه کړه او هغه کمپنی باندې زما دا خیال وو چې جون پورې به زه دا پیښور Outsource کړم، په ټهیکه به ئے ورکړم او چې څنګه دا نورې ښارېږې وی، په پنجاب کښې تاسو ګورئ، د هغې مطابق، هغه کمپنیانو سره زما خبرې وشوې، نو زما دې ورور اوویل چې کنسلټنټ، نو دا دنیا چې جوړه ده او دنیا خوبصورته ده او دا دنیا چې ترقی کوی او تاسو چې وینئ هر څه هلته ټهیک ټهاک دی نو هغوی یو نظام باندې کنسلټنټ، یو سسټم باندې هغې ته پوره پلاننګ شوے دے، پوره ورته دغه دے چې دلته به سړک جوړیږی، دلته کښې به نالئ وی، دلته کښې به بوټی لګی، دلته به پارک وی، دلته به سکول وی، دلته به هسپتال وی، هغه یو پلاننګ باندې ښارېږې جوړې شی نو بیا هغه خوبصورته هم ښکاری او بهتره کیږی هم۔ زمونږ بد قسمتی دا ده چې دلته هیڅ شے په پلاننګ نه دے شوے نو که کنسلټنټ راولم، نو آیا تاسو غواړئ چې په دې صوبه کښې هم دغه 20 پرسنټ کمیشن د دا سرکاری خلق اخلی نو نن درسره تیار یم، یره بالکل اوپن د وی او هغه ډاکه د وی، سړک د ټکړې پروت وی، بلډګ د مات ګوډ وی او پکښې د کمیشن وی او پکښې د هر څه خرڅیږی، نو که دغه دا'الیکټډ' ممبران غواړی نو زما د پاره اسانه خبره ده، یو خط به اوس اولیکم چې یره څه کیدل، کیږی د، ما ته هیڅ فرق نه پریوځی لیکن مونږ خو عوامو سره وعده کړې ده چې کار به ټهیک کوؤ، هغوی ته جوابده یو او ما دا تماشې نه دی لیدلی، زما خو تاسو ورونړه یئ او که څوک سترګې پټوی نو پټوی به، لیکن دا خو چا نه پټ نه دی چې څه کیدل؟ او که ټول غواړئ چې هغه شے د کیږی، نو د دغې وجې نه کنسلټنټنس مو هائر کړی دی، د دې د پاره مو هائر کړی چې دا کوالټی ټهیک وی، تاسو چې سړک جوړوئ چې فخر پرې کوئ په خپلو علاقو کښې، چې بلډنګ جوړ شی تاسو خلقو ته اوښایئ۔ په تاسو هم فرائض دی چې کوم کارونه کیږی، په هغې باندې نظر اچوئ، په هغې کښې که کار ټهیک نه کیږی، که سړک غلط جوړیږی، سکول غلط جوړیږی، دا زما د حلقې زما ذمه واری ده، مونږ پرې خپل انسپکشن هر څه کوؤ خو تاسو ته ښه پته ده چې د هغې مقاصد نه حاصلیږی، نو که تاسو ټول په خپلو کارونو نظر کوئ، هیڅوک غلط کار نشی کولے، دې حکومت کښې څوک کمیشن نه اخلی، دې حکومت کښې د چا نه څوک رشوت نه

غواړی نو تاسو به ټول د خپل کارونو ذمه واریئ ځکه چې سبا به ما ته وایئ چې یره سړک خراب دے نو ذمه واری ستاسو او زما یو رنګ ده۔ نو تاسو پرې نظر اچوئ، مونږ د هغې خلاف انکوائری هم کوؤ، هغه افسرانو ته به سزا هم ورکوؤ او تپوس به هم ترې کوؤ، دا هیلپ به زه تاسو نه غواړم۔ نو د پیښور باره کښې 29 ارب روپو، (مداخلت) ته خبره اوس واؤره، نو جادو هم نه دے، پوره پلاننګ دې پیښور ته وشو، پوره د پیښور نقشې جوړې شوې، د ټول پیښور چې کوم ځائې صفائی ده، که هغې کښې چرته پارک دے، که هغې کښې چرته چوک دے، که هغې کښې سړک دے، کوم سړک باندې څومره څومره ټرانسپورټ دے، په هغې څومره ټریفک دے او ټول Counts، دا ټول د دې نه بغیر نه کیږی چې Counts درسره نه وی، حساب درسره نه وی، ته د هغې مطابق پلاننګ نشې کولې۔ هغه ټول تقریباً تیار شول، څه باندې ټینډرې وشولې، تاسو به دا روډ ونه ګورئ، که هغه د رینګ روډ Widening دے، هغه چارسده روډ نه تر موټروے پورې، هغه Full-fledged روان دے، دا روډ چې کوم 'مین' دے، دا زه کوشش کوم چې د هغه پل نه واخله، موټروے نه واخله تر حیات آباد پورې دا څلور لائنز شی دواړو سائډ ته، ځکه څلور لائنز نه بغیر په دې باندې کار، او سبا دیکښې بل ټرانزټ څه سسټم چلوؤ نو د هغې به دوه لائنونه هغې ته ځی، که هغه وخت کښې ئے کوؤ نو بیا به دا ټریفک چې دے دا به بلاک وی او نه به هلته کار کیږی او نه به، پبلک پرابلم به وی۔ ورسره دا څومره روډز دی، د دې ټولو نقشې جوړې شوې، چې څومره دې 'مین' روډ ته 'انټریز' دی، د هغې Widening دے۔ څومره چې مونږ سره پیسه موجود ده، د هغې مطابق د هغې Widening مونږ کوؤ لګیا یو چې د ټول پیښور 'انټریز' او د ټریفک مسئله حل شی۔ ورسره د پیښور دلته کښې د افسوس خبره دا ده چې 13 پارکونه دی پیښور کښې او خلق هم دې پارکونو ته به شین او ګلونو خبرې به کولې، حیران کن خبره ده چې 230 کسان پکښې نوکران دی، هغه پکښې مالیان دی او چا ترننه پورې یو بوټے نه وو لګولے، چا پکښې یو ګل نه وو لګولے، هغه باغاتو نه کهنډرات جوړ دی، هغه ټولو باغاتو ته پوره نقشې جوړې شوې، پلاننګ وشو، ټینډرز ولګیدل، هغه باغات به ټول حکومت ټهیک کوی، هغه یو سټینډرډ ته به راولی او بیا به

Outsource کوی، هغې کښې به د ماشومانو د لوبو ځیزونه وی، نور به وی، هغه به ان شاء الله کار پرې شروع شوے دے لیکن بغیر د پلاننګ نه مونږ کول نه غواړو چې زه هسې د دروغو قصې وکړم، دا لږ بوټی چې تاسو ګورئ، دا مو د جلدئ د پاره کړی دی چې هسې نه تاسو وایئ چې هیڅ هم نشته، نو تاسو ته هم نه ښکاری لیکن نور به ډیر څه ښکاره شی۔ بیا یو سکیم زمونږ دا دے چې د موټروے نه په دې 'مین' روډ باندې مونږ د بس یا ټرین، د ټرین ما حساب وکړو، هغه ډیر ګران پریوځی، ګران په دې پریوځی چې د بس دغه کوؤ نو هغه 30، 35 روپئ کښې مونږ د هغه جی ټی روډ نه واخله تر حیات آباد پورې خلق رسولې شو، کرایه د 30 او د 35 نه زیاته نه جوړیږی او د ټرین نه جوړیږی تقریباً130 روپئ، نو 130 روپئ خو خلق نشی ورکولې نو حکومت باندې به تقریباً سل روپئ د هغې سبسډی ورکول وی نو دا صوبه یوه غریبه صوبه ده نو هغه سکیم زه نه کول غواړم چې هغه Feasible نه وی او سبا حکومت نه د هغې زور اوځی او مونږ وایو چې دا کار مو وکړو نو یو Feasible کار نه وی، هغه نه دی کول پکار ځکه زمونږ صوبه دا برداشت کولې نشی۔ نو دغسې مونږ دا یو ریلوے ټریک دے د ناصر پور نه واخله تر حیات آباد پورې، د هغې پوره Feasibility تقریباً دې بله میاشت کښې به تیاره شی او هغې باندې چې مونږ کوم حساب کوؤ، هغه مونږ سره ریلوے ډیپارټمنټ ایګریمنټ وشو او مونږ د هغې زمکې لیز ورکوؤ، مثالونه موجود دی په پنجاب کښې او په نورو صوبو کښې چې هغوی په لیز باندې زمکې ورکړی دی، نو هغه ټریک سره چې کوم ایکسټرا زمکه ده زمونږ پروګرام دے چې هغې باندې دوه لائنه بس سسټم جوړ کړو او د ناصر پور نه واخله تر حیات آباد پورې او دغه چې کوم ټریک دے، دا ټول هپستالونه ټچ کوی، دا یونیورسټیانې ټچ کوی، دا ډبګری ټچ کوی، نو دا یو ډیر بهترین روټ دے او که کله په دې کار شروع شی نو ټریفک Hazards به هم نه وی او چې کار پرې کیږی نو خلقو ته تکلیف به هم نه وی، نو دې باندې تقریباً هفته مخکښې مونږ په دغو باندې فیصله کړې ده چې مونږ صوبه تیار یو چې دا جوړ کړو او دا په دې باندې 27 او 28 کراسنګز دی، په 27 او 28 کښې اوه اته کراسنګز دی چې په هغې ټریفک زیات دے، په هغې د Overheads پروګرام دے

او باقي وخت سره چې پیسه وی نو هغې باندې وخت سره Overheads جوړوؤ۔ نو که هغه ریلوے او زمونږ ایګریمنټ وشی نو ځکه تاسو خبروم چې هغه یوه ډیره بهترینه منصوبه ده او چې کوم حساب هغوی ما ته راکړے دے نو هغه 35 کلومیټر، 36 کلومیټر سړک چې کوم دے نو هغه په اته کروړه او په لس کروړه کبنې مکمل کیدے شی، لس اربه کبنې، نو چې کوم ځائې په 35 ارب څوک سړک جوړوی او مونږ دلته کبنې په آټھ او دس اربه کبنې جوړ کړو نو امید دے چې هغه کوم ما ته Estimate راکړے دے، هغه به صحیح وی او زه دې اسمبلۍ ته هغه خبره نه کول غواړم چې هغه دورغژنه وی نو هغه ما ته هغوی وئیلی وی چې آټھ دس اربه کبنې په دیکبنې ما څه خپله زیات کړی دی خو هغوی کم وئیلی دی خو زما خپل خیال دے چې لس ارب کبنې دغه 34 کلومیټر تر حیات آباد پورې جوړیدې شی او په یو کال کبنې جوړیدې شی، نو زمونږ د طرف نه فائنل ده اوس ریلوے سره خبره ده، که ریلوے نه کوی نو بیا Next پروګرام زمونږ په دې 'مین' روډ باندې دے او دې څلور کلومیټره په بنار کبنې Overhead باندې جی سنهری مسجد سره هم دا ټول پروګرام دے۔ د پیښور صفایئ د پاره چې کومه هغه کمپنی جوړه کړې ده، هغه چې کوم دغه راغلی دی، ټاؤن پوره پلاننګ کوی، نو ستمبر پندره تاریخ ئے ما ته راکړے دے چې ستمبر پندره پورې به دا ټینډر شوے وی او ټینډر به ایوارډ شوے وی، نو تر هغې به لږه ګزاره کوؤ، عنایت خان ته مې ریکویسټ دے چې تر هغې پورې دا صفائی راته تیزه کړی چې دا ګیله زما د دې ورور او د دې نور پیښور خلقو نه راځی۔ بله هم تا خبره وکړه چې یره ونې نشته، نو دا ونې مونږ نه دی کټ کړی، کاش چې دا ونې نه وې چا کټ کړې چې د چا دور وو، مونږه ونې نه کټ کوؤ، ما خو په ونو پابندی لګولې ده۔ دلته کبنې ما سره ډیر اختلاف دے پکبنې او دلته کبنې فارسټ چې کوم Windfall باندې فارسټ دے او لکهونه فټه، اوس هم وائی چې 30 لاکھ فټه پروت دے نو 30 لاکھ فټ زه څنګه اجازت ورکړم چې ما ته پته ده چې Windfall کبنې 30 لاکھ نشی غورځیدې په دې صوبه کبنې، نو دغسې مو د دې ونو سره، ما مخکبنې هم دا تقریر کړے وو چې ونه کټ کول دا خپل بچے مړ کول دی، دومره ظلم دے، د خپلو بچو غوندې د هغې خیال ساتل پکار دی، هم د

دې وجې نه سراج الحق صاحب په دې آئیډیا باندې مونږ کوشش کوؤ چې قانون راولو او تاسو به راسره مدد کوئ چې هر بچے کوم سکول کښې سبق وائی چې هغه یو یو بوټے په کال لګوی چې کم از کم د دې بوټی سره مینه پیدا شی او هغه ته د سکول په نمبرو کښې ملاوېږی چې دا بوټی او دا یوه Concession Greenery چې کوم دے، دا د دې ملک د مستقبل د پاره بهترین یو حل دے بل څه نشی کیدے۔ بله خبره دوئ وکړه یکساں نظام تعلیم، هغه شروع شوے دے، اوس که ته سکولونو ته نه ځې نو هغه کلاس ون کښې شروع شوے دے-----

ارباب اکبر حیات: جناب سپیکر صاحب! زه تلے ووم۔

جناب وزیر اعلیٰ: نه ته لاړ نه ئې کنه، کلاس ون کښې شروع شوے دے۔ چونکه کلاس ون کښې خو نور څه نه وی، انګلش بکس ئے ورکړی دی او رو رو په هغې باندې، عاطف خان ناست دے، ټیچرز ته نور ټریننګ ورکوؤ ورسره، هغه مونږه شروع کړے دے خو سټارټ کښې، Definitely سټارټ کښې کمے بیشے وی، دا یو نوی تجربه ده او تجربه نه ده پرائیویټ سکولونو کښې ده، د غریب د پاره موکړی دی، باقی ټول خانان او غټ خلق د په انګریزئ کښې وائی او د غریب بچے د بس په اردو کښې، دا کومه انصافی ده، هغه مقابله به څنګه کوی؟ نو دا نظام تبدیل شوے دے او په هغې کښې نوره بهترئ د پاره منسټر صاحب او مونږ کوشش کوؤ او وخت سره په هغې کښې بهتری راځی او ان شاء الله دا یو جهاد دے د دې صوبې دې مستقبل کښې، یاد ساتئ لس کاله پس به زه یم یا نه یم خو لس کاله پس به دا یو Revolution وی چې زمونږ د غریب بچے به د غټو خلقو مقابله کوی او د پنجاب هغه خلق چې په اردو کښې سبق وائی، د هغوی نه به مخکښې ځی۔ نو دا صوبه به ان شاء الله په دې ملک کښې د اکثریت چې کوم تعلیم یافته شی د هغوی د مقابلے شی نو دا به په دې ملک کښې د دوئ نه مخکښې ځی۔ نو زه دا وایم چې مونږ چې کوم څیز شروع کړے دے، مهربانی وکړئ زمونږ هر څه موجود دی، که تاسو څوک ځان پوهول غواړئ زه هر وخت حاضریم، زه خو تاسو ته وایم چې یره مونږ څه روان کړل لیکن په هر څه ټائم لګی۔ بله خبره ستاسو د 350 ډیمونو، هغه خبره ډیر اخبارونو کښې اورم، دا 350 ډیمونه هغه ډیمونه دی چې ملاکنډ کښې، په هزاره کښې، دا 'منی' پراجیکټس

دی چې کوم واړه واړه کلی دی، د دې چشمو سره، چې هغه سره دی، دې ته
مونږ صوبائی حکومت اووه اربه روپئ ورکړې دی، هغه به ټینډر کیږی، هغه چې
کوم SRSP واخلی، بل واخلی، هغه اوس تقریباً Ready شوی دی، پیسې
حواله شوې دی او زما خیال دے چې Advertised شوی هم دی۔ دا هغه اووه او
درې نیم سوه دی چې د کوم Feasibilities جوړ دی، په دې غرونو علاقو کښې
چې کوم ځائې چشمې دی، کوم ځائې اوبه Falls دی، په هغې باندې چرته 50
کورونه دی، سل کورونه دی، حکومت هلته کښې به هغه Turbines لګوی او
هغه خلقو ته به ئے حواله کوی، هغه خلق به د هغې مالکان شی۔ بیا چې مونږ د
هغې حساب کړے دے، که نن ما ته په لس روپئ باندې یونټ پریوځی نو هغه خلقو
ته به په نیم قیمت باندې یونټ پریوځی او 24 ګهنټې به بجلی وی نو هغې کښې د
غرونو علاقو کښې چې څومره 350 دا دی، د دې نه پس مونږ نور فنډ هم ورکوؤ
چې څومره پراجیکټس تاسو راؤړې شئ چې د هغې علاقو خلقو ته بجلی ملاویدې
شی او هغوی ته سهولت ملاویدے شی۔ نو دا یو پوسټ پراجیکټ مونږ شروع
کړے دے او دا به مخکښې ان شاء الله بوځو نو چې کوم ځائې کښې اوبه
Available دی او واړه پراجیکټس غواړی نو هغه 350 نه خلقو، عمران خان
دومره دغه نه دے چې هغه به، 350 په یو کال کښې هیڅوک نشی کولې خو هغه
چونکه اخبار به غلط خبر لګولے وی یا هغه به Explain کړے نه وی نو دا تاسو
ته Explain کوم چې دا هغه ډیمونه دی چې هغې کښې به واړه واړه چرته' هاف
' میګاواټ، چرته کوارټر میګاواټ، نو دغه چې کوم مطلب Different,
different size باندې دی او چې کوم ځائې Availability وی نو هغه به کوؤ۔
نور د پیښنور باره کښې څه تفصیل غواړئ، زه هر قسم حاضر یم او پیښنور سره چې
ستا څومره مینه ده، *(تالیاں)* تاسو ته که یاد شی، تاسو ته که یاد شی چې
ما تقریر شروع کړے وو، *(مداخلت)* نه دا د دوئ په Behalf باندې ما ټولې
خبرې وکړې، ما چې تقریر شروع کړے وو، ما وئیل چې زمونږ د پیښنور شکل بد
رنګ دے، مونږ کوشش کوؤ چې دا ښه کړو، اوس مونږ صرف یو هغه پرسنټ،
زمونږ هغه خپل یو سرکاری بلډنګ دے، تاسو که کال مخکښې یا شپږ میاشتې
لاړ شئ وګورئ اډې سره او دغسې ټول بلډنګونه چې سرکاری دی، په هغې

کبنې ټول کبنې پینټنګ، Fronts دا ټول به څو او پرائیویټ ته به هم ریکویسټ کوؤ یو ډیزائن به ورکوؤ چې څنګه نتهیا ګلی کبنې تاسو، د هزارې خلق به لاړ وی چې نتهیا ګلی کبنې چې کوم مونږ کار کړے دے، هغه په تاریخ کبنې نه دے شوے، په نتهیا ګلی کبنې چې 45 فټ سړک وو هغه بازار والا ،'مین' سړکونه او هغه 21 فټ Sorry وو، 21 فټ هغه پاتې شوے وو، نن لاړ شئ هغه 45 په 45 دے۔ (تالیاں) د دې غټو غټو خلقو بلډنګونه مو راغورځولی دی، کورونه مو ورته راغورځولی دی، بازارونه خلقو پخپله صفا کړی دی ځکه دا زمونږ ملک دے، صفا ستهره پکار دے او بیا مو څه کړی دی چې هغه شومره هلته بازار دے، کوکې دی، چې کوم چوک دے، کوم ځائې کبنې دی، هغه مو ټول لرې کړل، هغه هغه خلقو ته ورکوؤ۔ هغې ته مو ډیزائنز جوړ کړل چې په دې ډیزائن باندې، هغه مو هم په کنسلټنټس کړی دی، ما او تا ګورې ډیزائن نشو جوړولې۔ نو هغه مونږه ډیزائن کړل او هغه ډیزائنز مو هغوی ته ورکړل چې په دې ډیزائن به، وړوو والا به داسې وی، چائې والا به داسې وی، هلته به ټائلټس وی، هلته به پارکنګ وی، هلته به دا کلرنګ وی او هغه به ډریس هم اچولے وی چې څوک ځی چې دا محسوس کړی چې دا پهاړیان نه دی ناست، دا دلته کبنې سم Trained خلق ناست دی۔ هم دغسې چې شومره بازار دے، هغوی ته مو دغه ورکړل چې په دې ډیزائن کبنې به هر بلډنګ هغه فرنټ جوړوئ او بیا به دا دا دې ته به دا کلر ورکوئ، دې ته به دا کلر، ځکه چې Different colors راشی او د نتهیا ګلئ یخې علاقې ته لاړ شئ او ډیر خوبصورت ښکاری، هم دغسې دنیا ښکلې ښکاری، نو دیکبنې مونږ ستاسو مدد غواړو۔ نو پلیز زه خو ریکویسټ کوم، تاسو ما ډیر ښه پیژنئ، دا زما دا ملګری به ما دومره نه پیژنی چې شومره تاسو ټول ما پیژنئ، ایماناً درته وایم چې زما زړه دے چې یره څه وکړو او په یو ځائې وکړو، زما هیڅ دغه نشته دے خو چونکه ما سره د ډیرو خلقو سوچ نه ملاویږی نو د دغې وجې نه ما ته مدد نه ملاویږی، نو پلیز د دې صوبې د پاره زه کار کوم ستاسو هم دا ارادې دی، تش د اسمبلئ په وینا باندې نه کیږی، زړه هم پکار دے دې ته، (تالیاں) دې ته په خپله هم همت پکار دے، نو چې څه وکړو نو سبا به مو څوک یاد ساتی، دا وخت تیر شی بیا نه راځی۔ ډیره مهربانی۔

جناب سپیکر: شکریه جی۔ بیس منټ د پاره چې دے نو بریک، بیس منټ، مونځ او د چائے د پاره بیس منټ بریک۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز عصر اور چائے کیلئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب محمود بیٹنی صاحب۔جی جی۔

جناب محمود احمد خان: سر! دا خو شته نه۔

جناب سپیکر: چلو بسم اللہ کریں جو تمہید بھی رکھیں تو کچھ لوگ آجائینگے۔

جناب محمود احمد خان: ډیره مهربانی سپیکر صاحب! چې تاسو مونږ ته موقع راکړه۔ چې کوم نن بحث وشو، ډیر ښه بحث وو، تاسوئے هم ډیر زیات تعریف وکړو۔ زه دا خو خبرې خالی کوم د انصاف حوالې سره چې کوم انصاف مونږ سره شروع دے او کوم د انصاف نعرې کیږی، هغه حوالې سره زه یو څو خبرې کوم۔ سپیکر صاحب، سراج الحق صاحب اول په خپل بجټ تقریر کښې وئیلی وو چې کوم پسمانده ضلعې دی، هغوی ته به مونږ دومره ترقی ورکوؤ چې د هغه نورو ضلعو برابر به ئے راولو لیکن هغه خبرې هسې هوائی خبرې وشوې، څه عملدرآمد، څه عمل نه پرې وشو۔ دې سره چې کوم دا تاسو کولیشن، کوم دا ستاسو پارټنر دے جماعت اسلامی، چې کوم ډیر د اسلام په نام باندې او ډیر د انصاف دعوې کوی او ورسره تحریک انصاف، هغه جماعت اسلامی چې دا کوم ترازو ده، د هغوی د انصاف نه خو دا پته لګی چې په اپر دیر کښې ایک ارب چھ کروړ روپئ یو منسټر ته ورکړلې کیږی او ورسره د هغوی خپل جماعت اسلامی ایم پی اے ته 15 کروړ ورکړلې کیږی، دغه د دوئ انصاف دے ځکه چې دا خو دوئ د یوې ضلع دی، دا سې انصاف کوی او مونږ او تاسو خو ډیره طمع ورته لرو، ډیره هیله ورته لرو چې خامخا به مونږ سره انصاف کوی لیکن سپیکر صاحب، ډیر افسوس سره وایو چې انصاف منصاف نشته، دا هسې مونږ سره ګپ شپ لګوی ځکه چې د میډیا حضرات ناست دی او حاجی صاحب هم ناست دے چې څه قسم انصاف د د زکواۃ

په چیئرمینانو کښې وکړلو کنه، داسې دنیا کښې یو مثال نشته څکه چې په 21 اضلاع کښې د جماعت اسلامی چیئرمینان لګیدلی دی، دا نور ټول هسې فارغ یو موږ پکښې. سپیکر صاحب، دا ډیره د افسوس خبره ده چې انصاف هغې ته وئیلې کیږی چې بالکل برابر، وفاق نه خو موږ ګیله کوؤ چې موږ ته پیسې نه راکوی، موږ ته فنډ نه راکوی، موږ سره بې انصافی کوی او تاسو چې کومه بې انصافی کوئ، تاسو ته به څوک ګیله کوی بیا، تاسو ته خو موږ دلته خبرې وکړو په یو غوږ ئې واؤرئ او په دې بل ئې اوباسئ، بهر چې رااوځو وخاندو او وایو چې ډیر ښه ډیبیټ وشو، (تالیاں) سپیکر صاحب، عمل خو پکار دے کنه، د عمل د پاره به چا ته درومو، د عمل د پاره به چرته دریم کس راولو؟ چې دا کوم بجټ بک دے، دا کوم بجټ تقریر وشو چې کوم تاسو درې پارټئ دی، جماعت اسلامی، شهرام خان ترکئ اور تحریک انصاف، د دریواړه انصاف چې جمع کړئ درې ضلعې شوې پکښې بس، او چند مخصوص کسان، چند منسټران چې هغه پکښې خوشحاله شول او شاه فرمان بیا جګ شی چې څه قسم کښینی بیا جګ شی وائی چې اطلاعات تک رسائی، رائټ ټو انفارمیشن بل، رائټ ټو انفارمیشن، شاه فرمان صاحب! زه تا نه دا پته کوم چې په کے پی کے هاؤس کښې روم نمبر چار چې تر اوسه پورې ئې نوټیفیکیشن نه دے شوے، تاسو دې سره څه۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: بیټنی صاحب! بجټ ته راشئ.

<u>جناب محمود احمد خان</u>: بجټ، موږ دا ریکویسټ کوؤ چې زما د ضلعی د پاره یو یو کروړ په روډ کښې ایښودلې شوې دی چې د ټولو نه پسمانده ضلع ده، نور یو شے پکښې نشته، نور څه پکښې اووایم درته؟ ٹھیک ہے یو کروړ روپئ، دا مذاق نه دے د دغې صوبې سره او دغه هاؤس سره مذاق نه دے؟ چھ کلومیټر روډ ئې ایښودلے دے، د دغې کال د پاره یو کروړ نو پینځه کاله به دا سکیم چلیږی، دا دوړې او دغه چې وی، بد دعا به موږ ته کوی څکه وائی چې تا خو روډ راکړے وو او داسې نه وو خبر چې روډ کښې یو کروړ روپئ درته ایښې دی. پسې راتیر شه جناب سپیکر! چې کوم د چینج نعره شوې وه چې موږ به په بجټ کښې او په هر

څه شی کښې به انصاف راولو، هغه مونږ ته هیڅ څه هم داسې نشو ښکاره چې په هغې کښې به انصاف راشی۔ ما په اول بجټ کښې وئیلی وو چې زما ضلع کښې د اوبو ډیر زیات تکلیف دے او ډیر زیات مسئله ده ما ته لیکن پوره د اے ډی پی کتاب کښې زما د ټانک ذکر نشته پکښې د اوبو لحاظ سره ځکه د څښکلو اوبه چې دا د انسان ضرورت دے، دا د انسان بنیادی اول حق دے، د هغه حقه ئے مونږ محروم کړو، هغه دې وجې نه چې پته نشته چې دا مونږ سره کومه رویه، کوم سلوک کیږی، مونږ خو دا کله وربا ندې نه پوهیږو چې دا زما ضلع په دې صوبې کښې وی که نه؟ زه خو داسې پکښې کنفیوز شوم ځکه چې کوم ناروا کیږی، که په اول بجټ کښې شوی دی او که په دغه بجټ کښې شوی دی، زما د ضلعې سره شوی دی۔ سپیکر صاحب، زه دوه خبرې کوم چې ټانک کښې تقریباً ایک لاکھ 66 هزار ایکړ زمکه ده چې هغې کښې خالی 20 هزار قابل کاشت ده ایریګیشن لحاظ سره او فصل 13 هزار ایکړ باندې کیږی، اوس مونږ ته څومره ضرورت دے د اوبو د ایریګیشن لیکن مونږ چا ته فریاد وکړو؟ په دغه اے ډی پی بک کښې، په دغه هغه کښې داسې شے نشته پکښې چې مونږ دغه اوبو د پاره به دا وشی۔ دغسې که سکولونه وګورئ، کالج دے هغې کښې نیم کښې فورس پروت دے او نیم کښې کالج، یک یو کالج دے ټانک کښې، بل پکښې کالج نشته۔ دلته دوئ وائی چې ایمرجنسی ده، ایمرجنسی خو په مونږ باندې ده چې یک یو کالج دے، په هغې کښې نیم کښې فورسز پراته دی او نیم کښې سبق وئیلے شی او د زنانه یک یو کالج دے پکښې، نور پکښې هیڅ شے نشته۔ مونږ سپیکر صاحب، دا ریکویسټ کوؤ چې نه ټیکنیکل کالج شته پکښې، نه کامرس کالج شته پکښې زما ضلعې کښې، دا یو شے نشته، ووکیشنل مرکز خالی دوه دی، هغه اوس هم نوټیفیکیشن وشو چې د چا 100 نه هغه کم وی، ووکیشنل خو اوس شته چې دا بل ټریننګ والا دے چې دا هم بند کړو، هغه خو ئے بند کړو۔ ډی ایچ کیو هاسپټل دے، ډیر ښکلې هاسپټل جوړ شوے دے خو د Equipments پکښې کمے دے، څنګه رنګ چې منسټر صاحب اووئیل چې مونږ دا کوشش کوؤ او دې باندې مونږ خوشحالیږو چې تاسو دا کوشش وکړئ چې کوم سامان پکښې کم وی، خاصکر چې دا مشینری پکښې کمه ده او د ډاکټرانو کوم کمے دے پکښې چې دا هم

پکښې پوره شی، نور خو دا آمبریلا سکیم دے، آمبریلا سکیم حساب کښې به تاسو خپلې طریقې باندې هرې ضلعې ته چې په کومې طریقې بجټ ورکوئ خو دا ټانک هم پکښې یادوئ او یو تورغر، ځکه دغې صوبې کښې دا دوه ضلعې دی چې تنها ایم پی اے ګان ئے دی، بل ایم پی اے پکښې هم نشته۔ ورسره ورسره سپیکر صاحب، د روږ ز خبره وشوه، منسټر صاحب اووئیل چې دا په Need basis شوې ده، که دا په Need basis وی او واقعی چې دا خالی د دغې صوبې او د دغه ضلعو ته تاسو خیال کړے وی چې دا په Need basis شوې ده، بیا پکار ده چې زما په ضلع کښې هم دغسې 15 یا 20 کلومیټر جوړیدے څنګه رنګ چې عنایت صاحب باندې ایک ارب پانچ کروړ روپئ پکښې جوړیږی او ورسره محمد علی د هغې ضلع باشنده دے او هغه ته 15 کروړ ورکړلې کیږی، دا ډیره د افسوس خبره ده سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، اطلاع تک رسائی چې شاه فرمان صاحب اووئیل، زه بحیثیت یو خبره کوم بیا سپیچ ختم کوم، بحیثیت یو ممبر، ایم پی اے، دوئ وائی چې هر سړے تللے شی او دغه انفارمیشن اخستلې شی، ما ټیلیفون ورته کړے دے دلته چې دا کوم بکنګ کوی، ما ورته وئیل دا ریکارډ ما ته راکړه چې دغه کمرو کښې څوک څوک دی؟ هغوی وئیل چې دا ته سیکرټری صاحب سره خبره وکړه، چې سیکرټری ته مې ګهنټې وکړه، هغه هم دروغ اووئیل، بیا دے څنګه رائټ ټو انفارمیشن وائی چې دغه عام سړے غریب سړے چې کوم ریړئ چلوی، ریړئ باندې سودا خرڅوی، بیا هغه به رائټ ټو انفارمیشن څنګه رااخلی؟ زه سپیکر صاحب! چې کوم بجټ پیش شوے دے، نورو ټولو پارلیمانی لیډرانو خبرې وکړې، زما ضلعې سره ډیر ناروا شوې ده، ډیر پکښې زیاتے شوے دے۔ زه دا ریکویسټ کوم په اخری کښې تاسو ته سپیکر صاحب! چې سراج الحق صاحب ځکه چې دے خو د یو جماعت امیر هم دے، زمونږ فنانس منسټر دے، دوئ به زړه ستر ګرځوی، دوئ غر دی، مونږ به لوټې ټیګې وررولو، دوئ به زړه ستر ګرځوی ځکه چې مونږ هم د دغه هاؤس ممبران یو۔ زه په اخری کښې یو شعر وایم بیا ئے ختم کوم، وائی:

ے خلقو راته وئیل چې مبارک شه یار دراوکتل
ما ته ئے په سترګو کښې وئیل چې سره ګورو به

(قہقہے اور تالیاں)

جناب سپیکر: فخر اعظم۔

جناب فخر اعظم وزیر: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ۔ جناب سپیکر صاحب، زه ستاسو شکریه ادا کوم چې تاسو ما ته موقع راکړه۔ ما نه مخکښې زمونږ سینیئر کسانو ډیرې ښکلې خبرې وکړې او خبرې ډیرې Comprehensive وشوې نو ما ته پکښې څه پاتې نه دی خو زه بیا څه تجویز درکوم چې هغه تنقید برائے اصلاح دے، هغه تنقید برائے تنقید نه دے۔ دا بجټ چې 404 ارب روپئ والا دے نو څوک وائی چې عوام دوست دے، څوک وائی چې د عوامو خلاف دے خو دا خو به ټائم، وخت ثابتوی ان شاء اللّٰه خو چې دا یو کال کښې مونږ څه وکتل یا څه تجربه مو وشوه، زه په دې باندې څه خبرې کول غواړم۔ ټولو نه اول چې د دې ګورنمنټ دا دعویٰ ده چې مونږ پټواری کلچر ختم کړو او اوس به انتقال ټیکس د دوئ نه اخلی، دا یو ښه ډیویلپمنټ دے او مونږ دا شے Appreciate کوؤ خو ورسره ورسره چې یو بل شے وشو چې د هغې وجې عوامو ته تکلیف ملاؤ شو او ډیر زیات هغه دغه دے چې هر پټواری هغه خپله موضعو ته لاړل چې هلته لاړل نو یو انتقال پسې یا یو ډومیسائل پسې یو کس د پینځه ورځو ځی او راځی، یو کس به پینځه ورځې ځی او راځی په یو ډومیسائل پسې، په یو انتقال پسې، دا مونږ منو چې ورسره تاسو مطلب دے یو ښه Step هم واخستو خو ورسره دا غضب مو ورکړو۔ نو دا اپیل مې دے دې هاؤس ته جناب سپیکر صاحب! چې پټواریان دا ټول هغه خپل تحصیل ته راوغواړی چې څه رنګه مخکښې کوم روایات وو، چې دا کوم دوئ په یو تکلیف کښې مبتلاء دی چې د دغې نه خلاص شی ځکه چې کوم موضع کښې دی، هلته نه ورته بلډنګ شته او هلته د دوئ د ریکارډ ضائع کولو خطره هم ده، نو چې دوئ یو تحصیل ته راشی۔۔۔۔

جناب سپیکر: فخر عالم صاحب! بجټ، بجټ باندې که پلیز خبره کیږی نو ښه به وی۔

جناب فخر اعظم وزیر: سر! دا بجټ دے کنه سر، دا بجټ لکه چې، نو دغې سره به عوام ته ریلیف ملاؤ شی۔ دویمه خبره دا ده چې څه رنګې د ګورنمنټ دا نعره وه

د تهانه کلچر چې مونږ تهانه کلچر ریفارم کوؤ او د دغې د پاره مونږ پولیس ته 27 ارب روپئ په دې بجټ کښې ورکړې، 27 ارب، نو دا یو کال کښې چې مونږ څه وکتل لکه دا د ګورنمنټ دعویٰ ده چې مونږ 27 ارب روپئ هم ورکوؤ او چې کوم ایف آئی آر دے، دا به آن لائن کیږی او دغې نه علاوه زمونږ چې کوم د پولیس اهلکاران دی، هغه مو معطل کړل ځکه چې کرپټ دی، نو زه دا وایم چې که معطل شوی دی چرته نو ایس ایچ او معطل شوے دے یا کانسټیبل معطل شوے دے، اوسه راهسې ډی ایس پی، ایس پی، ډی آئی جی ته څوک لاس نه وروړی نو دا ټول ګناه ایس ایچ او کړے وی؟ چیج به هله راځی چې تاسو کله بالا افسرانو ته ګوتئ واچوئ، چینج به هله راځی په پولیس کښې چې چرته ایس پی معطل شی، ایس ایچ او سره کانسټیبل سره چینج مینج نه راځی ځکه چې غټ مګرمچھ چې ته اونیسې، بیا به چینج راځی، نو اوسه راهسې یو کال کښې غټ مګرمچھ نه دے نیولے شوے، که شوی دی، کانسټیبل دے، حولدار دے، ایس ایچ او دے۔ بل طرف ته چې څه رنګه تاسو د پیسې ذکر کوئ، پیسې ورکړې دی، دا مونږ منو خو د هغه سره زما په حلقه کښې څلور تهانړی دی او هغه تهانړه کښې زه چې کوم ګاډی د یو کال نه وینم، هغه د سابقه ګورنمنټ والا دی، نه هلته ګاډی ملاؤ شوی دی، نه نور Facility تاسو ورکړی دی نو مونږ دا وایو چې دا 27 ارب روپئ دا په ځائې باندې اوس ولګی، پولیس ته ورکړې شی چې هغې باندې دوئ مطلب هغه خپل ګاډی هم واخلی او هغه خپل چې کوم ضرورتونه دی هغه پرې پوره کړی۔ چې څه رنګې د تعلیم خبره ده، تعلیم هم ما نه مخکښې زما دې ملګرو ډیری Comprehensive قصې کړې دی او زمونږ معزز منسټر صاحب جوابونه هم ورکړی دی او لکه دې طرف ته تعلیم کښې 114 ارب روپئ تاسو په دې بجټ کښې ورکړې دی او ایمرجنسی مو نافذه کړې ده او ورسره ورسره یکسان تعلیم نظام هم تاسو رائج کړے دے۔ دا ټهیک خبرې دی، دا د هغه تعلیم د ریفارمیشن د پاره صیح دی خو زه دې باره کښې څه تجاویز درکوم۔ پهلا خبره خو دا ده چې نقل ډیر زیات دے، نقل، Cheating، خاصکر جنوبی اضلاع کښې Cheating ډیر زیات دے او هلته د نقل د وجې زمونږ بچیان تباه شول او که دا حال ئے وی نو Next هغه به صرف کلاس فور ته محدود شی او دا اوس دې یو

کال کېږي چې دا کوم تاسو ایجوکیشن نظام راوستے دے نو هغه نقل اوس هم روان دے ، هغه نقل اوس هم کیږی، زبردست کیږی او په دې باندې ټول کنټرولر، اسسټنټ کنټرولر خبر دی او بل طرف ته چې کوم د سکولونو د اساتذه حاضری ده، هغه ټهیک نه ده۔ نو زه دا وایم چې د نقل چې کوم لعنت دے چې دا ختم شی زمونږ په معاشره کښې نو دغلته نه به زمونږ دا تعلیمی نظام ټهیک شی ځکه چې که مونږ زیات یکسان نظام تعلیم راؤړو او نقل دغسې روان وی نو دا هیڅ فائده نه کوی او ورسره ورسره چې څه رنګې چې معزز منسټر صاحب خبره کړې ده چې مونږ بهوت سکولونه آباد کړی دی، بالکل دا خبره یو حده پورې صحیح ده۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریه جی، شکریه۔ ټائم دغه دے او بجټ باندې، جی جی۔

جناب فخر اعظم وزیر: هسې ما خو ډیرې خبرې کولې خو زه به اخری خبره وکړم چې نن سبا د شمالی وزیرستان آپریشن شروع شوے دے او د شمالی وزیرستان آپریشن ډائریکټ په بنوں باندې اثر دے ، نه ئے په پیښور باندې شته او نه ئے په کوهاټ شته، نه ئے په ډی آئی خان شته، ټولو نه اول په بنوں باندې دے او Bannu is a gateway to Waziristan چې که چرته آئی ډی پیز راځی، هغه به ځی بنوں ته او که چرې راکټ راځی هغه به راځی بنوں ته او که چرته خودکش کیږی، هغه به کیږی په بنوں کښې، نو زه وایم چې بنوں ته سپیشل توجه د ورکړی او دا آئی ډی پیز باره کښې د سپیشل د پیکج اعلان وکړی او اوس اوس د وکړی ځکه چې ډائریکټ اثر په بنوں باندې دے ، نورو اضلاع باندې که څه اثر وی نو هغه 'انډائریکټ' دے او په بنوں باندې ډائریکټ اثر دے۔ نو سر، دا زما ریکویسټ دے ګورنمنټ ته چې دې باره کښې د دوئ سیریس شی ځکه چې اوسه پورې دوئ داسې څه شے نه دے کړے چې کله نه د شمالی وزیرستان آپریشن سټارټ دے نو بنوں ته دوئ توجه نه ده ورکړې، نو زه دا وایم چې دغه باره کښې د د سپیشل پیکج اعلان وکړی ځکه چې شمالی وزیرستان د بنوں نه صرف په پندره سوله کلومیټر باندې دے ، نو چې په پندره او سوله کلومیټر باندې یو شے وی او هلته آپریشن سټارټ وی نو ډائریکټ Impact په بنوں باندې وی۔ نو دې باره کښې سر، زما هاؤس ته اپیل دے او سی ایم صاحب هم ناست دے چې د سپیشل پیکج اعلان د وکړی خاصکر ځکه چې ګرمی هم ده، روژه هم راروانه ده او د آئی

ډی پیز د پاره څه هم خاص نشته، مطلب دا دے چې څه خاص ګورنمنټ ورله څه ورکړی نه دی۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ٹائم شارٹ ہے اوراس کے بعد کریم خان،اس کے بعد علی امین، کریم خان۔

جناب عبدالکریم: زه به سحر بیا وکړم جی، سبا له بیا، سبا له۔

جناب سپیکر: علی امین گنڈاپور۔

جناب علی امین خان (وزیر مال): بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ شکریہ جناب سپیکر، سب سے پہلے تو میں اپنے معزز ارکان کا بے حد مشکور ہوں کہ جو صرف تنقید برائے تنقید نہیں کر رہے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ جو گورنمنٹ کی پازیٹیو چیزیں ہیں، جو اچھے اقدامات ہیں، اچھے ریفارمز ہیں، ان کی تعریف بھی کر رہے ہیں اور جہاں تک انہوں نے ایک بات کی محکمہ مال کے حوالے سے کہ محکمہ مال میں پٹواری کلچر کا خاتمہ ہے، وہ لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کئے بغیر نہیں ہو سکتا، اس پر ان شاءاللہ کام ہو رہا ہے اور بہت جلد اس ایوان میں ان شاءاللہ اس کیلئے جو 12 اضلاع ہمارے بقایا ہیں، ان میں بھی ان شاءاللہ قرارداد پیش کرینگے اور ان شاءاللہ یہاں سے منظور ہو گی اور ان شاءاللہ دو سالوں کے اندر اندر پورا صوبہ مکمل طور پر جی آئی ایس کے ذریعے کمپیوٹرائزڈ ہو جائیگا اور اس طریقے سے پٹواری کلچر سے مکمل نجات مل جائیگی۔ میں یہ بھی یہاں پر کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب ہم نے حکومت سنبھالی تو اس وقت کاغذوں میں تو اس صوبے میں دس سال سے یہ نظام کمپیوٹرائزڈ ہو رہا تھا لیکن ہمیں Percent 001. بھی کوئی ایسی دستاویز یا کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے کچھ لیکر آگے چلتے، تو زیرو سے سٹارٹ لیا اور ماشاءاللہ پائلٹ پراجیکٹ ہم نے مردان کو شروع کیا اور آٹھ مہینے میں مردان کا ہم نے 90% کام ان شاءاللہ کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ جناب یہ کہتے ہیں کہ پٹواری اپنے موضع میں اگر جاتا ہے تو وہاں پر مسئلہ آتا ہے عوام کو کہ عوام تحصیل میں آتے ہیں اور پٹواری ان کو نہیں ملتا، تو بعض موضع بہت بڑے ہیں، بعض تحصیلیں ذرا بڑی ہیں، اس کیلئے ان شاءاللہ ہم کام کر رہے ہیں۔ کچھ اور پٹواری ہم وہاں پر لگا کر مسئلے کو حل کر رہے ہیں لیکن تحصیل بھی بعض بہت بڑی ہیں اور تحصیل کافی دور پڑتی ہیں، تو پٹواری کا اپنے موضع کے اندر رہنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ بہت سے لوگ پٹواری کو ملنے کیلئے تحصیل آتے ہیں کافی دور سے، اور وہاں پر پٹواری موجود نہیں ہوتا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے اور موضع میں پٹواری کی موجودگی، ہمارا جو سسٹم ہے ریونیو کا، لاء ہے، اس کے مطابق پٹواری کو موضع میں ہی ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ٹیکس کے

حوالے سے کچھ ہمارے معزز اراکین نے بات کی ہے، تو قومیں جب بھی بنتی ہیں، ٹیکس دے کر ہی بنتی ہیں، اگر قوم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے، صوبے نے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے تو وہ ٹیکس دینگے، امیر آدمی ٹیکس دیگا، اس سے غریب آدمی کی کفالت ہوگی اور ساتھ ساتھ صوبے میں ترقیاتی کام ہونگے۔ تو چونکہ ٹیکس کے بارے بار بار بات آئی ہے، میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں یہاں پر کہ ہم نے ٹیکس لگایا ضرور ہے لیکن ساتھ ٹیکسوں کو کم بھی کیا ہے، اس کی نشاندہی یہاں پر کوئی نہیں کر رہا ہے۔ ایگریکلچر ٹیکس کو ہم نے، پہلے ہمارا 80 ہزار روپے سے شروع ہوتا تھا ایگریکلچر ٹیکس، اب ہم نے اس کو چار لاکھ کر دیا ہے تاکہ ان لوگوں کو Taxable کیا جائے، ٹیکس کے اندر لایا جائے کہ جو لوگ زیادہ پیسہ کما رہے ہیں، امیر لوگوں کو ٹیکس کے اندر لایا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارا Selling tax تھا بلڈنگز کا، 10 روپے سکوائر فٹ تھا اور اس میں فلور کی کوئی اس میں کیٹگری نہیں تھی، ابھی ہم نے اس کو کیٹگری وائز کر دیا ہے کہ ہر فلور کا علیحدہ ٹیکس ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے سیلز ٹیکس کو کم بھی کیا ہے، اس کی کوئی نشاندہی یہاں پر نہیں کر رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو غریب لوگوں کیلئے ایک بہت بڑا پیکج اس بجٹ میں دیا ہے، اس کی ان کو بہت تعریف کرنی چاہیئے کیونکہ ہمارا زیادہ تر صوبہ غریب ہے اور اس میں چھ ارب روپے ہم نے دیئے ہیں جس میں چھ لاکھ فیملیز کو ہم لوگ ریلیف دینگے آٹے اور گھی کی مد میں اور اس سے تقریباً 40 لاکھ لوگ مستفید ہونگے۔ تو میں یہاں پر اس ایوان میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سارا ایوان، اگر کسی کا دل جلتا ہے اس بات کے اوپر کہ میرے حلقے میں مجھے فنڈ کم ملا ہے تو بالکل ہمارے بھی حلقے ہیں، ہمیں بھی بہت احساس ہے، وہاں پر ہر بندے کی خواہش ہے کہ میرے حلقے میں کوئی بھی کمی نہ ہو، نہ ہسپتال میں، نہ سکول میں اور نہ روڈز میں لیکن بہت سے ممبران ایسے ہیں کہ جو اس سے پہلے بھی اسمبلیوں میں آتے رہے ہیں اور بیٹھے رہے ہیں، جو سابقہ نظام ہمیں ملا ہے، ایک ٹائم میں سارے ضلعوں میں کام شروع نہیں ہو سکتا اور نہ سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس وقت ہمارا جو بڑا مسئلہ ہے، جس پر ہمیں بحث کرنی چاہیئے اور اس ایوان کو ملکر ایک آواز اٹھانی چاہیئے، وہ یہ ہے کہ 140 ارب روپیہ واپڈا اور وفاق کو واجب الادا ہے ہمارے صوبے کا، ہمیں اکٹھا ہونا چاہیئے اور ایک آواز اٹھانی چاہیئے اس کیلئے اور اس کو یہاں پر لانا چاہیئے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ اکٹھے ہوں اور اس کو لانے میں کامیاب ہوئے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ آپ کی کمیاں جو ہیں

بجٹ کے اندر، وہ ہم پوری کر دینگے اور امید رکھتے ہیں کہ چونکہ یہ صوبہ ہمارا ہے اور اس صوبے کے عوام نے ہمیں ووٹ نہیں دیا، اس سارے ایوان کو ووٹ دیا ہے اور ان کا حق بنتا ہے، اس ایوان کے اندر صرف ذاتیات یا ذاتی حلقے کی بات نہیں بلکہ پورے صوبے کی بات ہونی چاہیئے اور وفاقی حکومت سے یہ ڈیمانڈ کرنی چاہیئے۔ ساتھ ساتھ جو یہ آئی ڈی پیز کا ایک مسئلہ بن گیا ہے، جو آپریشن شروع ہو گیا ہے یہاں پر، جس میں ہمارے صوبے کو بتایا تک نہیں گیا اور ہمیں میڈیا کے تھرو پتہ چلا اس بات کا کہ جی آپریشن شروع ہو گیا ہے، تو اس کے اوپر ہمیں ایک لائحہ عمل بنانا چاہیئے مل بیٹھ کر، اکٹھے ہو کر تا کہ یہ جو لوگ ہمارے صوبے میں آ رہے ہیں، ان کیلئے بہترین ریلیف کا بندوبست کر سکیں، ان کی مہمان نوازی کر سکیں اور اس جنگ میں جو ہم ایک عرصے سے گرفتار ہیں، اس سے نکل سکیں۔ اس کے علاوہ میں یقین دلاتا ہوں آپ کو ان شاء اللہ کہ محکمہ مال میں اگر مسائل آئے ہیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سے پہلے پٹواری Monthly دے رہے تھے، بھتہ دے رہے تھے، جب ان کا بھتہ بند ہوا تو انہوں نے مختلف طریقے سے بلیک میلنگ بھی کی، آج بھی بہت سے پٹواری ہڑتال پر ہیں، کبھی کہتے ہیں تنخواہ بڑھاؤ، کبھی کہتے ہیں مراعات بڑھاؤ لیکن ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں ان شاء اللہ کہ پٹواری کلچر کا مکمل خاتمہ کرینگے اور بلیک میل بھی نہیں ہونگے اور آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ ابھی چونکہ ہر ضلع میں ہو رہا ہے، آپ کے حلقے میں، آپ جائیں اور جو ہمارے Vendors ہیں، جو اس کو کمپیوٹرائزڈ کر رہے ہیں، ان کی سپیڈ چیک کریں، کام کی سپیڈ چیک کریں، ان کی سپیڈ اگر کم ہے، یہ آپ ہمیں بتائیں، نشاندہی کریں تا کہ ہم کام کو تیزی سے کر کے مکمل طور پر اکٹھے ہو کر جلد از جلد اس مسئلے کا حل نکالیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب فیصل زمان۔

راجہ فیصل زمان: پہلے تو میں سراج الحق صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں سر، اگر وہ سن لیں میری بات۔ اصل میں آپ نے بجٹ بک دیکھی ہو گی سر، (تالیاں) تو پرانا جو Precedent تھا ہمارا، اس میں بجٹ بک کے ساتھ حلقہ Reflect ہوا کرتا تھا، میں آپ کو مبارکباد اس بات پر دیتا ہوں کہ آپ نے حلقے کو ہٹا کے ڈسٹرکٹ لکھ دیا ہے کہ اس میں سب کچھ Cover ہو جائیگا۔ اب صوابی ہے، تو سارا ذمہ ہم نے سپیکر صاحب پر ڈال دیا ہے کہ ادھر چلا گیا ہے (قہقہے) تو اس میں ہم نے یہ نہیں

دیکھا، نوشہرہ ہے تو سارا نزلہ ہم نے چیف منسٹر صاحب کو قرار دیا ہے، سارا ادھر چلا گیا ہے، ادھر کے اور ایم پی ایز بھی ہیں لیکن آپ نے حلقہ وائز نہیں کیا کہ ہمیں ان کے حلقے کا پتہ لگتا کہ کونسے حلقے میں کتنا فنڈ گیا، کونسے حلقے میں کتنا فنڈ گیا؟ عاطف بھائی نے جو باتیں بتائیں، ان سے میں Agree کرتا ہوں، ان کی نئی سوچ اچھی ہے ریکروٹمنٹ کے حوالے سے کہ School based ہوگی، ٹیچرز ٹریننگ اچھی چیز ہے، فرنیچر بھی ہے لیکن میں یہ چاہونگا کہ آپ فرنیچر کی ڈسٹری بیوشن کم از کم ایسے طریقے سے کریں کہ اس میں بھی انصاف کا پہلو ذہن میں رکھ کے کریں جو آپ کی اپنی پالیسی ہے۔ دوسرا آپ نے کہا کہ ہم Incentives دینگے، اس میں بھی جو پسماندہ ڈسٹرکٹس ہیں، ان کو ذہن میں رکھیں اور سب سے بڑی رکاوٹ جو میں سی ایم صاحب کو بتانا چاہتا ہوں، ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آپ کو جو پچھلے بجٹ میں آئی ہے آپ نے کنسلٹنسی کا جو سسٹم رکھا، وہ آپ کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ بنی، اس کی وجہ سے آپ کا ٹائم پیریڈ ضائع ہوا ہے، Ongoing سکیموں میں پیسہ چلا گیا ہے اور خاص طور پر New schemes میں پیسہ اس وجہ سے نہیں جا سکا کہ ہم Decide نہیں کر سکے کہ یہ بک ہم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کریں یا کنسلٹنٹ کے حوالے کریں؟ میں اب بھی کہتا ہوں سر! کہ آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ پر اعتماد کریں، اچھے لوگوں کو آگے لائیں، ان سے کام لیں اور ان کے اوپر چیک اینڈ بیلنس رکھیں اور ان سے اچھا کام لے سکیں۔ یہ جو پروفیشنل ٹیکس لگایا گیا ہے، ابھی پروفیشنل بہت کم لوگ ہمارے پاس رہ گئے ہیں حالات کی وجہ سے، اس ٹیکس کے بعد کہیں وہ بھاگ نہ جائے، تھوڑا ان پر بھی چیک رکھ لیجئے گا، کچھ حالات کا پتہ نہیں لگتا۔ Immovable Property Tax جو آپ نے لگایا ہے لیکن ہر گھر پہ جب لگے گا غریب آدمی پر تو وہ آپ کیلئے Problem create کریگا، اس پہ آپ نظر ثانی کریں۔ میں ایگریکلچر ٹیکس دینے کیلئے تیار ہوں لیکن یہ جب 70% لوگوں کو Affect کرتا ہے تو اس پر بھی آپ نظر ثانی ضرور کریں کہ اس پر ہم کیا نظر ثانی کر سکتے ہیں۔ مرکز کے حوالے سے کہا گیا کہ آپ کے تعلقات خراب ہیں تو آپ ہی کی اسمبلی کا ایک ممبر جو اللہ کے کرم سے گورنر بن گیا ہے، آپ ان کو As a bridge use کریں اور آپ ہم کو بھی Use کریں، استعمال کریں اور ہمیں لیکر، میں تو چاہونگا مہتاب عباسی صاحب کو As a bridge between Provincial Government and the Federal Government آپ استعمال کر کے اپنے حقوق ان کو

ساتھ رکھ کر لینے کی کوشش کریں۔اس کے بعد تھوڑی سی میری ریکویسٹ ہوگی سی ایم صاحب سے بھی کہ Elected بندے کے نام پر ڈائریکٹیوز جاتے ہیں تو ہمیں خوشی ہوتی ہے، ہمیں کوئی اس پر خفگی نہیں لیکن Unelected بندے کو جب فنڈز جائیں گے تو ظاہری بات ہے بندے کا تھوڑی سا یہ ہوتا ہے کہ میں جس حلقے میں ہوں، وہاں Unelected بندے کو فنڈز جائیں،اس پر تھوڑی سی اس دفعہ رکاوٹ ہونی چاہیئے اور خاص طور پر جو سکیمیں چلی گئی ہیں، وہ تو چلی گئی ہیں، میں عاطف صاحب سے بھی اور فرمان شاہ صاحب سے بھی، شاہ فرمان صاحب سے، یہ دو تین ڈیپارٹمنٹس ہیں، روڈز ہیں، ہمیں ان تین ڈیپارٹمنٹس کے علاوہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: ویسے فیصل صاحب! بڑی زیادتی ہے کہ آپ اتنے مقبول ترین آدمی کا نام بھی نہیں جانتے۔

راجہ فیصل زمان: سر! یہ کبھی ہمارے لئے تو شاہ بھی ہے اور فرمان بھی ہیں، تو ہم آگے لگائیں یا پیچھے لگائیں کام تو چلتا ہے ہمارا، (قہقہے) ہمارے بڑے محترم ہیں۔ سر، میں کہونگا کہ کم از کم آمبریلہ میں تو ہمارا خیال رکھ دیا جائے اور کچھ نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ Beggars are not chooser، کم از کم ہمیں آمبریلہ میں Accommodate کیا جائے اور اس میں میں توقع کرونگا کہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔ ہمیں ادھر سی ایم صاحب نے کھڑے ہو کر ایک دفعہ کہا تھا اپنی سپیچ میں کہ آپ سب میرا ساتھ دیں، جو بند سکولز ہیں، میں ان کو کھولونگا، جن ہسپتالوں میں پوسٹیں نہیں ہیں، میں پوسٹیں Create کرونگا، تو میں ان کو کہونگا کہ ہر حلقے میں آج پندرہ پندرہ، بیس بیس سکولز ایسے ہیں جو بنے ہوئے ہیں، وہاں پوسٹیں سینکشن نہیں ہیں۔ فنانس کا پراسیس ایسا ہے کہ وہاں پر سکولوں کی پوسٹیں سینکشن ہو جائیں تو یہ بھی آپ کی ایک نیک نامی ہو جائیگی، یہ میری تجویز ہے۔ مینارٹیز کے حوالے سے فنڈز، میرے بھائی نے سب سے اچھی تقریر میرے بھائی نے کی ہے، وہ جو مینارٹیز کا منسٹر ہے، اس نے بڑی جذباتی تقریر کی ہے، میں اس سے بڑا خوش ہوں اور سورن سنگھ سے، اور ادھر میری ایک بہن نے بات کی ہے، میں Women Empowerment کے حوالے سے بات کرونگا کہ تحریک انصاف کو سب سے زیادہ ووٹ لیڈیز سے ملا ہے لیکن انہوں نے لیڈیز کیلئے کچھ نہیں رکھا، مجھے ان کیلئے دکھ ہے، میں یہ بات آن دی فلور کرونگا جی، (تالیاں) اور آخری بات میں اپنے گنڈاپور صاحب سے کرونگا جو میرے منسٹر بھی ہیں، میں ان کو یہ

ضرور کہونگا کہ پٹواری کلچر کو ختم بھی کرنا ہے لیکن پٹواری کو سرے سے ختم تو نہیں ہم نے کرنا،ان کے جو جائز مطالبات ہیں،وہ آپ ضرور مانیں،اگر کوئی ناجائز بات ہے تواس کو آپ نہ مانیں۔ہم ضرور کہیں گے کہ اگرانکی کوئی حق کی بات ہے،وہ اگر ہڑتال پر ہیں توانکی کوئی ایسی بات جو آپ سمجھتے ہیں کہ ٹھیک نہیں،اس کو نہ مانیں لیکن ایک ہٹ دھرمی میں آپ کا پورا صوبہ Freeze ہوا ہے،کسی کو کوئی چیز مل نہیں سکتی۔ انہوں نے اپنے اپنے صدر بنائے ہوئے ہیں اور ایک آپ کی نیک نامی تو نہیں ہورہی،توہم چاہتے ہیں کہ آپ کی عزت ہواور ہم اس عزت میں آپ کے ساتھ ہونگے۔میں ایک دفعہ پھر آپ کا سپیکر صاحب! شکریہ ادا کرتاہوں۔شکریہ۔

جناب سپیکر: سردار ظہور صاحب۔

سردار ظہوراحمد: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ۔ (تالیاں) جناب سپیکر صاحب،آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ بحث میں مجھے حصہ لینے کا موقع دیا۔ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفۡعَلُونَ۔ (ترجمہ): اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہوں جو کرتے نہیں۔ جناب سپیکر،بجٹ کے ابتداء میں انتہائی محترم وزیر خزانہ صاحب نے یہ بات Quote کی کہ "ہماری حکومت جمہوریت پر یقین رکھتی ہے،ہم نے اقتدار میں مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست اور نبی اخرالزمان حضرت محمد ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد زرین کو اعلیٰ ترین نمونے کے طور پر سامنے رکھا ہے۔ہم آج اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ ہم اپنے ملک اور بالخصوص صوبہ خیبر پختونخوا کو سیاسی،معاشی اور معاشرتی استحصال سے پاک معاشرے میں تبدیل کریں گے"۔جناب سپیکر،مدینہ منورہ کی یہ اسلامی فلاحی ریاست تو انصاف اور مساوات پر مبنی تھی،کیا کے پی کے کی مخلوط حکومت نے گزشتہ بجٹ اور رواں مالی سال کے بجٹ میں ان ساری باتوں کو ملحوظ خاطر رکھا؟ جناب سپیکر،نبی اخرالزمان ﷺ کے دور میں ایک مسلمان اور ایک یہودی ان ﷺ کے دربار میں ایک مقدمہ لیکر پیش ہوئے۔حضور پاک ﷺ نے دونوں کو سنا۔یہودی نے اپنا مؤقف ٹھوس شواہد کے ساتھ پیش کیا اور مسلمان اپنا مؤقف صحیح طریقے سے پیش نہ کرسکا،تو حضور پاک ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیدیا اور اس بات کو نہیں دیکھا کہ یہ مسلمان ہے بلکہ انصاف اور مساوات کو مقدم رکھا جو ان ﷺ کا طرہ امتیاز تھا۔جناب سپیکر،محترم وزیر صاحب نے

مزید کہا کہ "خیبر پختونخوا قدرتی اور انسانی وسائل سے مالامال صوبہ ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے عوام غربت اور پسماندگی کا شکار کیوں ہیں؟" آگے اس کی بنیادی وجہ بھی بتادی، "اس کی بنیادی وجہ وسائل کی غیر منصافانہ تقسیم، ناقص منصوبہ بندی، بے روزگاری، ناخواندگی، لاقانونیت، بدعنوانی، رشوت ستانی، اقرباءپروری، کمزور احتسابی نظام اور بہترین طرز حکمرانی کا فقدان ہے"۔ جناب سپیکر، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے حوالے سے بہت باتیں ہوئیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن نے ہر اس پہلو پر بات کی جس کو بار بار Quote کرنا میں بہتر نہیں سمجھتا۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ مانسہرہ کے ہیڈکوارٹر سے ہے، مانسہرہ ون سے ہے، جناب سپیکر! میری Constituency earthquake کے بعد جتنی متاثر ہوئی، نہ صرف مانسہرہ کے تمام حلقوں سے، بالاکوٹ سے، پی کے 56 سے بلکہ الائی سے، کوہستان سے اور بٹگرام سے جتنے Affectees تھے، آکر مانسہرہ کے ارد گرد آباد ہوئے۔ جناب سپیکر، میں نے بارہ دفعہ سی ایم صاحب سے بھی درخواست کی کہ ہمارا انفراسٹرکچر بالکل تباہ ہے، سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور سب سے بڑا مسئلہ ہمارے پینے کا صاف پانی جو نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ میں یہ کہونگا کہ بہت سے لوگوں نے دیکھا بھی ہے کہ مانسہرہ شہر کے باسی گٹر کا، سیوریج لائن کا گندا پانی پینے پر مجبور ہیں۔ جناب سپیکر، اس کے علاوہ بے ہنگم آبادی کی وجہ سے جو Affectees وہاں پر آئے ہیں، قبرستان کی اراضی نہیں، لوگ قبرستان جن کے ذاتی قبرستان ہیں وہاں پر جھگڑے روزانہ ہوتے ہیں، لوگ جنازے سڑک پر رکھتے ہیں یا اپنے دور دراز مقامات بٹگرام، کوہستان یا بالاکوٹ کی طرف لے جانے پر مجبور ہیں۔ جناب سپیکر، میری Constituency کا جغرافیہ آپ دیکھیں کہ بہت سے اضلاع بھی اس کے ساتھ لگتے ہیں، بہت سے علاقے اس کے ساتھ لگتے ہیں اور سارا لوڈ میری Constituency پر ہے۔ جناب سپیکر، نہ صرف وہاں پر قبرستان بلکہ کھیلوں کے میدان بلکہ اسی طرح ہماری Electrification ہے، وہ بھی زبوں حالی کا شکار ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے روڈز بالکل ختم ہو چکے ہیں اور اسی طرح ہمارے کچھ ایریاز ہیں جہاں پر کالج کی اشد ضرورت ہے۔ بہر حال مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس اے ڈی پی کے اندر جناب سپیکر، مجھے کچھ بھی نہیں ملا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ ناانصافی ہے، غیر مساویانہ سلوک ہے اور بہر حال سب نے اپنا اپنا رونا رویا۔ میں بجٹ کے حوالے سے کچھ باتیں کرتا ہوں، بے روزگاری کے خاتمے کیلئے اقدامات جو بجٹ میں ہوئے، یہ ٹھیک ہے

، یہ کہا گیا ہے، 50 ہزار سے لیکر دو لاکھ تک کا قرضہ، میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ یہ اپیل بھی ضرور کرونگا کہ قرضہ بے روزگاری کے خاتمے کا حل نہیں اور نہ ہی تمام لوگوں کو سرکاری محکموں میں کھپایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس طرح بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اپنی بجٹ تقریر میں یہ بات کی تھی کہ ہمیں چاہیئے کہ ہمارا جو زراعت ہے جس سے ہماری تقریباً70 سے 80 فیصد آبادی منسلک ہے، اس میں انقلابی طور پر اصلاحات لائی جائیں، چونکہ 70، 80 فیصد آبادی اس کے پی کے کی بہت بڑی آبادی ہے، یہاں جدید اصلاحات لائی جائیں اور یہاں ایسے مواقع پیدا کئے جائیں کہ ہم ان بے روزگار لوگوں کو کم از کم 50% بے روزگار لوگوں کو زراعت کے ساتھ منسلک کر سکیں تاکہ ہماری ملکی زراعت بھی ٹھیک ہو، ہمارے ملک کی اجناس کی کمی بھی دور ہو اور جدید تقاضوں سے اس کو ہم آہنگ کیا جائے۔ جناب سپیکر، اسی طرح تھانہ کلچر میں تبدیلی کافی حد تک ہوئی لیکن ابھی بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ سیاسی دباؤ تھانہ کلچر میں موجود ہے، اس کی کئی مثالیں میرے پاس ہیں لیکن میں اس کو بار بار، اس دن بھی میں نے اسمبلی میں بات کی تھی، ان کو بار بار Quote کرنا نہیں چاہتا لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ کم از کم تھانہ کی سطح سے سیاسی دباؤ بالکل ختم کر دیا جائے، اس کیلئے ہم سب کے ساتھ مل بیٹھنے کو تیار ہیں۔ میرا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے، نہ آج تک ہم نے تھانوں میں کبھی کسی کی سفارش کی اور نہ ہی ایسا کرنا چاہتے ہیں، ہم نے سب کو فری ہینڈ پہلے بھی دیا، تمام ایم پی ایز صاحبان نے کہ ہماری طرف سے کسی کی سفارش نہیں ہو گی لیکن اس کے باوجود بھی تھانوں میں مداخلت جاری ہے۔ جناب سپیکر، محصولات کے حوالے سے بات کرونگا، محصولات کے اندر شفافیت کی اشد ضرورت ہے، محصولات جس سے ہمارے بجٹ کیلئے Per day revenue ہوتا ہے، Fund generate ہوتا ہے، اس میں اصلاحات کی اشد ضرورت اسلئے ہے کہ مثال کے طور پر ہمارے ہاں مختلف قسم کے آکشنز ہوتے ہیں جو ڈسٹرکٹس کی سطح پر، جو میونسپل کمیٹیوں کی سطح پر آج بھی وہی فرسودہ سسٹم موجود ہے جناب سپیکر! آج بھی اگر کوئی اوپن آکشن میں، میں آپ کو مثال دیتا ہوں، ناران کی انٹری فیس کا آکشن پانچ مہینے کیلئے پانچ لاکھ میں ہوا۔ جناب سپیکر، اس سے پندرہ دن کے بعد دوبارہ ناران انٹری کا آکشن ہوا، وہ ایک سال کا ہوا 24 کروڑ روپے میں، نئی پارٹی آئی لیکن آپ یقین مانیں اس بندے کو Approval نہیں دی جا رہی، ایسے حالات ہیں، کون لوگ اس کے ذمہ دار ہیں کہ

کہاں پانچ لاکھ تھے کہاں 10 ہونے چاہیے تھے وہاں 24 لاکھ روپے۔ جناب سپیکر، جب میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نئے لوگ آئے ہیں، صوبے کی آمدن میں اضافہ ہوگا، اداروں کی آمدن میں اضافہ ہوگا تو آپ ان کو کیوں Approval نہیں دیتے؟ وہ جی عجیب سی منطق پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں جی یہ ہم نے چیلنج کردیا ہے، چھ مہینے کا 10 لاکھ کر دیا ہے، یہ کوئی بات ہے ایک سال کا 24 لاکھ۔ اسی طرح کی بہت سی چیزوں کی میں نشاندہی کرونگا، میں نے پچھلے سال اسی اسمبلی کے فلور پر ایک بات Quote کی تھی جناب سپیکر، ہمارا جو لاری اڈہ تھا، اس کے حوالے سے بات کرونگا۔ اس کا آکشن جب ہوا تو میں نے کہا کہ یہ پیسے بہت کم ہیں، جناب سپیکر! انہوں نے کہا جی ہم اس کو کینسل کرتے ہیں۔ یہاں پر یوسف ایوب صاحب ہمارے اچھے دوست ہیں، انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ آکشن کینسل کرائیں گے، اس کو 'ری آکشن' کرائیں گے اور میرے 12 دفعہ جانے کے باوجود وہ آکشن کینسل نہیں ہوا، اس کو Approval دیدی بلکہ ہمارے لئے ایک اور Problem create کیا، وہ یہ پرابلم کہ انہوں نے دوبارہ اس اڈے کا ایک اور آکشن کرادیا، دو کروڑ 85 لاکھ میں اس کا آکشن ہوا اور اسی طرح یہ تقریباً چار کروڑ سے Above رقم بنتی ہے اور دوبارہ آکشن کے سلسلے میں وہ لوگ کورٹ میں گئے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ جی۔

<u>سردار ظہور احمد:</u> انہوں نے Stay لیا۔ جناب سپیکر! میری بات، میں دومنٹ آپ کے لونگا۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اذان ہو جائے گی۔

<u>سردار ظہور احمد:</u> تو ہم ساڑھے چار کروڑ سے محروم ہوئے، سپریم کورٹ تک کیس گیا ہے۔ یہ غلطی کس کی ہے جو میری Constituency کا ساڑھے چار کروڑ روپیہ، میرے ایم سی کا ساڑھے چار کروڑ روپیہ ضائع ہوا؟ جناب سپیکر، اسی طرح بہت سی چیزیں ہیں جن کو مخصوص لوگوں کو، میں اسلئے کہتا ہوں کہ مواصلات کے اندر شفافیت کی اشد ضرورت ہے، از سرنو اس کا جائزہ لیا جائے۔ اسی طرح کم سے کم تنخواہ کے حوالے سے بات ہوئی، کم سے کم تنخواہ پچھلے سال بجٹ میں 10 ہزار روپے رکھی گئی، اب اس کو بڑھا کر 12 ہزار کر دیا گیا۔ جناب سپیکر، میں ایک دو چیزیں، ایک دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں، مثال کے طور پر کوئی ڈیویلپمنٹل اتھارٹی کے اندر ورک چارج جو عارضی طور پر لگائے جاتے ہیں، ورک چارج، اسی طرح ٹی ایم

اے کے اندر فکسڈ تنخواہوں پر چار ہزار روپے میں اور ورک چارج سات ہزار روپے میں لگائے جاتے ہیں، یہاں اس پر Implementation کیوں نہیں ہو رہی؟ جناب سپیکر، اسی طرح ہیلتھ کے حوالے سے بات کرونگا، ہیلتھ، الحمدللہ اس میں کافی Improvement ہوئی اور ہماری ایجوکیشن میں بھی کافی Improvement ہوئی، ہم نے سی ایم صاحب سے ریکویسٹ کی تھی، سی ایم صاحب نے اس پر ڈائریکٹیو ایشو کیا، ہمارے ضلع مانسہرہ کے ایجوکیشن سسٹم کو سی ایم صاحب نے ٹھیک کیا اور ان تمام مافیا کو جو پندرہ پندرہ، بیس بیس سال سے ایک جگہ بیٹھے تھے، ان کو ہٹایا تو ہمارا System smooth ہو گیا۔ الحمدللہ عاطف خان صاحب نے بھی بہت اچھے اقدامات کئے، ہم ان کی تعریف کرتے ہیں، ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، سی ایم صاحب بھی نوٹس لیتے ہیں، ڈائریکٹ بھی کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سی ایم صاحب کے ڈائریکٹیو پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اسی طرح میں نے چند کرپٹ لوگوں کی نشاندہی کی، میں نے کہا آپ انہیں ٹھیک کریں، منسٹر صاحب عنایت اللہ خان صاحب بیٹھے تھے، ان سے ایک نہیں تین، ایک سال کے اندر دس مرتبہ کہہ چکا ہوں، Written دے چکا ہوں اور اس کے باوجود وہ ان لوگوں کو ہٹانا گناہ عظیم سمجھتے ہیں، جو کرپٹ عناصر ہیں۔ میں کھل کے بات کرتا ہوں، میں اسلئے کرتا ہوں کہ میں بارہ دفعہ عنایت اللہ خان صاحب کے پاس جا چکا ہوں، سی ایم صاحب نے انکی Recommendation بھی کی، اس کے باوجود اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ اسی طرح جناب سپیکر، ہماری دیگر بہت سی اصلاحات ہوئیں ہیں، گورنمنٹ نے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے اندر بہت سے اچھے کام کئے ہیں، ہم تنقید برائے تنقید نہیں کریں گے، جو اچھے کام ہیں ان کو ان شاء اللہ سراہیں گے، جہاں تک ہماری خدمات ہونگی ہم اپوزیشن والے، Specially (ن) لیگ کے جو ہمارے ممبران ہیں، وہ آپ کے ساتھ ہیں، اچھے کاموں میں ہمارے اپوزیشن کے سب ساتھی آپ کے ساتھ ہیں، جہاں کرپشن ہو گی، جہاں کوئی کوتاہی ہو گی، ہم نشاندہی ضرور کریں گے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ، مہربانی۔

جناب سپیکر: عارف یوسف صاحب۔

جناب عارف یوسف (معاون خصوصی برائے قانون و پارلیمانی امور): شکریہ جناب سپیکر۔ سر! یہ Saturday کو پبلک ہالیڈے آ رہی ہے، اس کے بارے میں ایک موشن پیش کرنی ہے:

I rise to move that proviso attached to the sub rule (1) of rule 20 of the Provincial Assembly of the Khyber Pakhtunkhwa, Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, may be suspended under rule 240 of the said rules and this Assembly may be allowed to meet on Saturday during the budget session.

جناب سپیکر: یہ چونکہ ہم نے صبح اعلان بھی کیا تھا چھٹی کا لیکن چونکہ انہوں نے موشن موو کی تو میں آپ سے وہ جو Saturday کو Routine میں چھٹی ہوتی ہے، ہم نے چونکہ بجٹ اجلاس میں، تو اس کی آپ سے Recommendation لینی ہے۔

Is it the desire of the House that the motion moved by the honourable Special Assistant, may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it.

کل دس بجے تک Adjourned کرتے ہیں۔

(اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 19 جون 2014ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)